# دکنی زبان کی قواعد

از

ڈاکٹر حبیب ضیاء

ام۔ اے۔ پی۔ ایچ، ڈی (عثمانیہ)

# دکنی زبان کی قواعد

از

ڈاکٹر حبیب ضیاء

ایم۔ اے۔ پی۔۔ ایچ۔ ڈی (عثمانیہ)

باراوّل : ـــــــــــــــ مارچ سنہ ۱۹۶۹ء
تعداد : ـــــــــــــــ ۵۰۰
قیمت :- ـــــــــــــــ ۵ روپیہ





مطبع :- ـــــــــــــــ باب الاسلام پریس کراچی



ملنے کا پتہ
۶۷ فاران ہاوسنگ سوسائٹی حیدر علی روڈ
کراچی نمبر ۵

# فہرست ابواب

# دیباچہ

دکنی زبان کی صرفی اور نحوی خصوصیات اور اردو سے دکنی کے اختلافات پر اب تک کوئی ایسا مستقل اور تشفی بخش کام نہیں ہوا تھا۔ جن یورپی ادیبوں نے ہندوستانی زبان کی قواعدیں لکھی ہیں اردو اور دکنی کے صرفی اور نحوی اختلافات پر ان کی نظر ہی نہیں پڑی۔ اس موضوع پر سب سے پہلے ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ نے اپنی مشہور کتاب "ہندوستانی لسانیات" میں پہلی مرتبہ قلم اُٹھایا ہے اور دکنی زبان کی نمایاں اور امتیازی خصوصیات کو پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے بعد پھر کسی نے دکنی قواعد کے کسی پہلو پر قلم نہیں اُٹھایا۔ میں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور یورپی اور ہندوستانی ادیبوں کی مختلف اردو قواعدیں دیکھیں لیکن مجھے ان کا تجزیہ اور ترتیب پسند نہ آئی خصوصاً ہندوستانی اہل قلم کی قواعدیں الجھی ہوئی اور غیر تشفی بخش پائی گئیں۔ البتہ مولوی عبدالحق صاحب کی قواعد اردو جو غالباً اس موضوع پر آخری کتاب ہے تمام قواعدوں سے زیادہ جامع ہے۔ دراصل مولوی صاحب نے نہ محض انگریزی قواعدوں کی ترتیب و ترکیب پر تکیہ کیا ہے اور نہ تو پہلی لکھی گئی اردو قواعدوں کو ہی بنیاد بنایا۔ بلکہ دونوں سے استفادہ کر کے ایسی ابواب بندی کی ہے جو اردو کی قواعد کے ہر ممکنہ پہلو کو محیط ہے۔ لیکن اس قواعد کے بعد انھوں نے تدریسی مقصد کے لئے جو

صرف ونحو کی مختصر کتاب مرتب کی ہے وہ ان کی ضخیم قواعد اردو کے مقابلہ میں زیادہ واضح ہے۔ میں نے اس کام کے لئے قواعد کی مختصر کتاب کے خاکے میں ردّو بدل کر کے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن دکنی کی قواعد جہاں مروّجہ اردو کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی میں نے حسب ضرورت ابواب و مباحث میں ترمیم کرلی ہے۔ نحوی ساخت کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن جہاں دکنی زبان کی قواعد، اردو کی قواعد سے مختلف ہو جاتی ہے میں نے خصوصیت کے ساتھ ایسے اختلافات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ درحقیقت میرے ریسرچ کا یہی پہلو نمایاں اور اہم ہے۔

میں نے اپنی حد تک اس موضوع کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ دکنی زبان کی صرف ونحو کی کوئی ایسی امتیازی خصوصیت نہیں ہے جو اس مقالے میں نظر انداز ہوگئی ہو۔

میں ڈاکٹر حفیظ قتیل صاحب کی ممنون ہوں کہ ان کی رہنمائی اور مفید مشوروں کی وجہ سے میں اس تحقیقاتی کام کو سرانجام دے سکی۔

حبیب ضیاء ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی
عثمانیہ یونیورسٹی

۱۹۶۴ء

# دکنی کا آغاز

اُردو یا ہندوستانی کے بارے میں ماہرین لسانیات نے مختلف نظریات پیش کئے ہیں۔ ان سب نظریات میں یہ نظریہ حقیقت سے قریب تر معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی کی داغ بیل گیارھویں صدی عیسوی میں پنجاب کے مشرقی علاقے میں پڑی۔ جبکہ اس علاقے پر غزنوی سلاطین ۱۰۲۱ء سے ۱۱۹۲ء تک قابض رہے۔ اس طویل عرصے میں فارسی بولنے والے حکمران طبقے اور مقامی باشندوں کے سیاسی اور تہذیبی تعلقات کے نتیجے کے طور پر ایک نئی زبان کے ہیولا کا تیار ہونا تاریخ اور تہذیب کا ایسا تقاضا ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

محمود شیرانی نے مختلف لسانی اور تاریخی شہادتوں کی بنا پر قدیم پنجابی ہی کو اُردو کی اصل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن بعض ارباب تحقیق کا یہ خیال ہے کہ ہندوستانی کا آغاز مسلمانوں کی فتح دہلی کے بعد دلی اور اس کے اطراف و اکناف کی بولیوں کی بنیاد پر ہوا ہے۔ ڈاکٹر زور نے دونوں نظریات میں تطبیق دیتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ گیارھویں اور بارھویں صدی عیسوی میں مشرقی پنجاب اور اس سے متصلہ ہریانی کے علاقے کی زبان میں کچھ زیادہ فرق نہیں تھا۔ اس علاقے میں شورسینی اپ بھرنش کی ایک شاخ مغربی ہندی کی وہ بولیاں

مستعمل تھیں، جن کے افعال، اسماء اور صفات (آ) پر ختم ہوتے ہیں۔
اگرچہ سینتی کمار چیٹرجی بھی ہندوستانی کا مولد دہلی اور اس کے اطراف کے علاقے ہی کو قرار دیتے ہیں اور اس نئی زبان کو اس علاقے کی (آ) اساس والی بولیوں پر مبنی سمجھتے ہیں، لیکن وہ بھی اس زبان کو بنانے میں قدیم پنجابی کے گہرے اثر و نفوذ کو تسلیم کرتے ہیں۔

جب محمدؒ غوری نے ۱۱۹۳ء میں دہلی کو فتح کیا اور پایۂ تخت بجائے لاہور کے دہلی کو قرار دیا تو پنجاب کے وہ فارسی گو مسلمان جو مقامی زبان سے آشنا ہو چکے تھے اور وہ مقامی نومسلم جنھوں نے فارسی سیکھ لی تھی سبھی کھنچ کر دہلی آ گئے اور اپنے ساتھ وہ زبان بھی لائے جس کا خمیر گذشتہ ڈیڑھ صدی میں پنجاب میں تیار ہو رہا تھا۔ دہلی، ہریانی یا بانگرو کے علاقے میں واقع ہے اور برج بھاشا، راجستھانی اور کھڑی بولی جیسی مختلف بولیوں کا نقطۂ اتصال بھی ہے۔ فاتحوں کے ساتھ آئی ہوئی یہ نئی زبان اطراف و اکناف کی (آ) اساس والی زبانوں کے اتحاد سے تیزی کے ساتھ ترقی کرنے لگی اور اس ترقی میں برج بھاشا اور راجستھانی کے اثر نے بھی حصہ لیا۔ اس تیز رفتار ترقی کے باعث یہ نئی زبان دیکھتے دیکھتے ایک مستقل اور منفرد زبان کی حیثیت سے ابھرنے لگی اور اس کے خد و خال نمایاں ہونے لگے۔ غالباً اسی ترقی کے باعث بعض ماہرین لسانیات دہلی ہی کو ہندوستانی کی جنم بھومی قرار دیتے ہیں، بہر حال یہ نئی زبان ابھی ارتقاء کے ابتدائی منازل ہی میں تھی کہ دکن پر مسلمانوں کے حملے شروع ہوئے اور یہ زبان ان حملہ آوروں کے ساتھ دکن پہنچی ۱۳۲۷ء میں جب محمدؐ تغلق نے بجائے

دہلی کے دولت آباد کو پایہ تخت بنایا اور دلی کی پوری آبادی کھینچ کر دولت آباد میں آبسی تو دکن کے ان نو واردوں میں ہندوستانی کی وہی شکل مستعمل تھی جو وہ اپنے ساتھ لائے تھے۔

۱۳۴۷ء میں جب دکن آزاد اور خود مختار ہوگیا اور یہاں سلطنت بہمینہ قائم ہوگئی تو شمالی ہند سے دکن والوں کا سیاسی ربط ختم ہوگیا اور اس کے ساتھ ساتھ لسانی ربط بھی اس طرح ختم ہوا کہ دلی کے اطراف کی بولیوں سے اثر پذیر ہونے اور ترقی کرنے کے امکانات ختم ہوگئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دلی میں ہندوستانی اطراف واکناف کی بولیوں سے متاثر و متغیر ہوتی رہی۔ اس کے برخلاف دکن میں جس حالت میں آئی تھی، کم وبیش اسی حالت کے ساتھ نشو نما پاتی رہی، اس لئے کہ یہ زبان ایک آریائی زبان تھی۔ دکن کی دراوڑی زبانوں سے اس کا میل جول ممکن نہ تھا۔ جنوب میں مرہٹی ایک آریائی زبان ضرور تھی اور مرہٹوں سے بہمنیوں اور ان کے جانشینوں کا قریبی ربط بھی رہا ہے، لیکن ایک مختلف پراکرت سے نکلی ہوئی زبان ہونے کے باعث دکن کے ہندوستانی بولنے والوں کے لئے مرہٹی ایک اجنبی سی زبان تھی۔

دکن کی آزادی اور خود مختاری سے دکن آئی ہوئی ہندوستانی کو جہاں یہ نقصان پہنچا کہ وہ دلی کے اطراف واکناف کی زبانوں کے ارتباط سے محروم ہوگئی، وہیں ایک فائدہ یہ ہوا کہ اہل دکن مختلف سیاسی، سماجی اور مذہبی مقاصد کے لئے شمال سے لائی ہوئی اسی زبان کو برتنے لگے۔ اس طرح یہ عوامی بولی جو شمال میں صدیوں تک ارتقاء

پانے کے باوجود علمی اور ادبی مقصد کے لئے استعمال کرنے کے قابل نہیں سمجھی گئی، دکن میں ایک باوقار علمی اور ادبی زبان بن گئی۔

بہمنی سلطنت کے خاتمے یعنی ۱۵۲۷ء کے بعد دکن میں پانچ آزاد سلطنتیں قائم ہوئیں۔ برار میں عماد شاہی، بیدر میں برید شاہی، احمد نگر میں نظام شاہی، بیجاپور میں عادل شاہی اور گولکنڈے میں قطب شاہی سلطنت قائم ہوئی۔ دکنی زبان اور ادب کی تاریخ میں برید شاہی اور نظام شاہی سلطنتوں کا بہت کم حصہ رہا ہے۔ درحقیقت دکنی ادب کی پوری تاریخ گولکنڈہ اور بیجاپور کی خدمات کی مرہون منت ہے۔ سلطنت گولکنڈہ تلنگانے کے علاقے میں قائم ہوئی تھی۔ تلنگی کا دکنی پر صرف اتنا اثر پڑا کہ کچھ تلنگی کے الفاظ دکنی میں آگئے اور کچھ دکنی کے الفاظ تلنگی میں مروج ہو گئے۔ گولکنڈے کے مقابلے میں بیجاپور میں دکنی زبان مرہٹی اور کنڑی سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوئی۔ یہ اثر بھی یقیناً لفظوں کے لین دین تک محدود رہا، تاہم بیجاپوری دکنی میں "کر" کے کثرت استعمال کا جو پراکرت کے لفظ "کیرا" کی متاخر شکل ہے اثر مانتے ہوئے بھی مرہٹی کے اثر کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ بیجاپور کی زبان پر گجراتی ہندوستانی کا بھی گہرا اثر پڑا۔ ہندوستانی کی جو شاخ گجرات پہنچی، وہ بھی ۱۴۰۱ء میں گجرات کی خود مختاری کے بعد دکنی کی طرح شمالی ہند کی ہندوستانی کے اثر سے آزاد ہو کر نشو نما پانے لگی۔ ۱۵۷۲ء میں اکبر نے جب سلطنت گجرات کو ختم کر کے سلطنت مغلیہ کا ایک صوبہ بنا لیا تو یہاں کے بیشتر علماء اور شعرا بیجاپور چلے آئے اور ان کے ساتھ آئی ہوئی گجراتی ہندوستانی کا بیجاپور کی ہندوستانی پر گہرا اثر پڑا۔ یہی وہ اسباب ہیں جن کے

باعث بیجاپور اور گولکنڈے کی ہندوستانی میں فرق و امتیاز پیدا ہوا۔

یہاں اس لسانی حقیقت کو بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ دکن سیاسی حیثیت سے شمالی ہند سے منقطع تو ہو چکا تھا، لیکن شمالی ہند سے ہر زمانے میں علماء و فقراء دکن آتے رہے اور اپنے ساتھ شمالی ہند کی ترقی پذیر ہندوستانی لاتے رہے۔ اس کے علاوہ شاہجہاں کے دور سے دکنی سلطنتوں سے جو چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی تھی اور جس کا نتیجہ بالآخر اورنگ زیب کے عہد میں دکنی سلطنتوں پر مغلوں کے قبضے کی صورت میں نکلا۔ اس پورے عرصے میں شمالی ہند کی فوجوں اور سفارتی وفود کی آمد و رفت کے نتیجے کے طور پر اہل دکن شمالی ہند کی ترقی پذیر ہندوستانی سے تھوڑا بہت واقف ہوتے رہے اور اس وقفیت کا دکنی زبان پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور پڑتا رہا۔ گیارھویں صدی ہجری سے دکنی ادب میں کہیں کہیں "نے" کا جو غلط استعمال نظر آتا ہے اس کی توجیہہ شمالی ہند والوں کی اس آمد و رفت کے اثر سے ہی کی جا سکتی ہے۔

جب دکن بالکلیہ مغلیہ سلطنت کا جز بن گیا تو دکنی ہندوستانی بھی شمالی ہند کی ہندوستانی سے شدت کے ساتھ اثر پذیر ہونے لگی اور بہت جلد علمی اور ادبی زبان کی حیثیت ختم ہو گئی، البتہ بول چال کی زبان کی حیثیت سے دکن کے دیہات میں اب بھی باقی ہے۔

مختصر یہ کہ دکن کی ہندوستانی یا دکنی، جدید ہند آریائی بولیوں میں سے وہ بولی ہے جو فارسی بولنے والے فاتحین کے ہندوستان میں بس جانے کے بعد ایک مشترکہ زبان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے عوام میں غیر شعوری طور پر نشو نما پاتی رہی، جو اپنے ارتقاء کے مختلف مدارج

یں ہندوی، ہندی، دہلوی، ریختہ اور اُردو جیسے مختلف ناموں سے موسوم ہوتی رہی۔ واضح ہو کہ ان ناموں میں سے ریختہ، ہندوستانی کے اس عبوری روپ کا نام تھا، جو بہت بعد کو مغلوں کے دور میں اُردو کے نام سے موسوم ہوا۔ یہی ہندوستانی دکن پہنچی تو دکنی کہلائی جو اپنے لفظی سرمایے کے علاوہ قواعدی ساخت کی بعض خصوصیات میں بھی اُس ہندوستانی سے مختلف ہے، جو شمالی ہند میں ارتقاء کے مختلف منازل طے کرنے کے بعد اُردو کہلائی۔

# صرف

**صرف۔** وہ علم ہے جس میں کلموں اور ان کے تغیر و تبدل سے بحث کی جاتی ہے۔

## اسم

اسم وہ کلمہ ہے جو کسی شخص یا چیز یا جگہ کا نام ہو۔

جیسے: (۱) توں نور محمدؐ کا۔ جانم (ص ۲۴ ۔کلمۃ الحقائق)

(۲) آرسی گزریا تو ذات میں ذات مل گیا۔ جانم (ص ۶۸ ۔کلمۃ الحقائق)

(۳) ایک شہر تھا۔ اس کا ناؤں سیستاں۔ وجہی (ص ۱۶ ۔سب رس)

## اسم کی قسمیں

اسم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اسم خاص (معرفہ)

(۲) اسم عام (نکیرہ)

## (۱) اسمِ خاص

اسم خاص، کسی معین شخص، شے یا مقام کا نام ہوتا ہے۔

شخصوں کے نام۔ جیسے:۔

(۱) آدم سے محمدؐ لک یک لک چوبیس ہزار پیغمبراں ہوئے۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۵۔ معراج العاشقین)

(۲) جبرائیل عقل کوں بولتے، میکائیل دل کوں بولتے ہیں، اسرافیل دم کوں، عزرائیلؑ روح کوں بولتے ہیں۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۸۔ معراج العاشقین)

(۳) سو منہر کنور عاشقاں کا پتی
اتھی جس کوں معشوق مدمالتی

نصرتی (ص ۵۹۔ گلشن عشق)

خاص چیزوں کے نام۔ جیسے:

(۱) جو اپنے برج اوپر مشتری ہور زہرہ آئے کر
بڑائی ان تھے پانو روز نو روزی صفا دیتا

محمدؐ قلی (ص ۱۷۔ کلیات ۔ ح۔ ۳)

(۲) چندر سور ترے نور تھے نس دن کوں نورانی کیا
تیری صفت کن کر سکے توں آپی ہے میرا جیا

محمدؐ قلی (ص ۳۔ کلیات ۔ ح۔۱)

(۳) اتھی یاسمن تے غرابیاں کی رنیر
سٹے تھے جتے خار برچھیاں سے تیز

نصرتی (ص ۲۲۴۔ گلشن عشق)

خاص جگہوں کے نام۔ جیسے:

(۱) مہارس نگر سات دریا کے پار
رہے وہ دھرم راج لبستی کا ٹھار
نصرتی (ص ۹۶۔ گلشنِ عشق)

(۲) یوں بالاپور کی بی بیاں مجھے پوچھتیاں ننھی ہوخوں
اُنے روتی سو موں پوچھے تماری زرکی چادر سوں
ہاشمی (ص ۱۶۲۔ دیوان)

اسم خاص کی پانچ قسمیں ہیں:
(۱) عُرف (۲) کنیت (۳) لقب (۴) خطاب (۵) تخلص

(۱) عُرف۔ وہ نام ہے جو محبت یا حقارت سے اصل نام کو مختصر کرکے پکارا جائے جیسے:۔

(۱) مری سانولی[1] من کی پیاری دِسے
کہ رنگ روپ ہیں کونلی ناری دِسے
محمدؐ قلی (ص ۲۳۲۔ کلیات۔ ح۔۱)

(۲) سکیاں جا متا لیا دُ پیاری کوں آج
کہ سب چھند بھریاں کا رہے سیس تاج
محمدؐ قلی (ص ۲۳۹۔ کلیات۔ ح۔۱)

(۳) تمہارے سوں میں ملتی کر دیکھو دونو کوں کیس گے سو
میراجی بھوت ڈرتا ہے فتح بی اور شانی سوں
ہاشمی (ص ۱۷۹۔ دیوان)

[1] محمدؐ قلی کی پیاریوں میں سے ایک پیاری کا نام ہے۔

(۲) **کنیت** ۔ وہ نام ہے جو باپ ، بیٹا یا بھائی کے رشتے سے متعلق ہو جیسے :۔

ابا بکر، عمر ہور عثمان ، جنوں کی نیکی جانتا سب جہاں، حضرت کے یاراں ہیں بزرگواراں ہیں۔

وجہی (ص ۷۔ سب رس)

(۳) **لقب** ۔ وہ نام ہے جو کسی وصف یا خصوصیت کے سبب عام لوگوں میں مشہور ہو جائے جیسے :

کلیم اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب تھا۔

(۴) **خطاب** ۔ وہ نام ہے جو کسی بادشاہ یا دربار سے کارنمایاں کے صلے میں ملے جیسے :

میاں خاں، ہاشمی بیجاپوری کا خطاب تھا۔

(۵) **تخلص** ۔ وہ چھوٹا نام ہے جو شاعر اپنے کلام میں استعمال کرتا ہے جیسے :۔

(۱) اے معانی رات دن نام محمدؐ ورد کر
تج دعا با مدعا ہے رتبۂ منصور تھے

محمد قلی (ص ۱۲۔ کلیات ۔ ح ۔ ۱)

(۲) اگر باور نہیں تمنا انگوٹھی لیو اوّل راکھیو
انا اب ہاشمی چھوڑو تمھاری سوں ہیں آتی ہوں

ہاشمی (ص ۱۸۴۔ دیوان)

# (۲) اسمِ عام

اسمِ عام۔ وہ نام ہے جو ایک ہی جنس کے تمام شخصوں، جانداروں اور چیزوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

## اسم عام کی قسمیں

اسم عام کی چار قسمیں ہیں:

(۱) اسم کیفیت۔ (۲) اسم ظرف (۳) اسم جمع (۴) اسم آلہ

## (۱) اسم کیفیت

اسم کیفیت۔ وہ اسم ہے جس سے کسی شئے کی حالت یا کیفیت ظاہر ہوتی ہے جیسے:

سچ، تیزی، درد، کوشش، گھبراہٹ وغیرہ۔

اسمائے کیفیت تین طرح سے بنتے ہیں۔

(۱) بعض اسم سے بنتے ہیں۔

(۲) بعض صفت سے بنتے ہیں۔

(۳) بعض فعل سے بنتے ہیں۔

(۱) اسم سے بننے والے اسمائے کیفیت۔

بھائی سے بھائی پن جیسے:

(۱) یو وقت بھائی پنے ہور یاری کا وقت ہے۔ وجہی (ص ۴۴۔ سب رس)

دوست سے دوست داری۔

(۲) دل داشتی ہور دوست داری کا وقت ہے۔ وجہی (ص ۴۴۔ سب رس)

پہلوان سے پہلوانی۔

(۳) شجاعت کا دیکھت تجھ مکھ پو پانی
ستے سب پہلواناں پہلوانی
ابن نشاطی (ص ۱۸۔ پھولبن)

دشمن سے دشمناگی۔

(۴) دشمن کی دشمناگی مجھ کام یوں کیتی جیوں
سیتا کے سَت کی شہرت راون کدھن تے ہوئی ہے
ہاشمی (ص ۲۷۶ - دیوان)

(۲) صفت سے بننے والے اسمائے کیفیت

کڑوا سے کڑوائی یا کڑواس۔

اُردو میں "کڑوا" سے "کڑواپن" عام طور پر کہا جاتا ہے لیکن دکنی میں کڑوائی یا کڑواس استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے:

(۱) اس کڑوائی میں کون رکھے مٹھائی۔ وجہی (ص ۵۲۔ سب رس)

(۲) مسجد تھاموں پر پیٹ میں بت خانہ تھا نو کاہے کوں
باتاں میٹھیاں کر کے چلے جو دل میں یو کڑواس تھا
ہاشمی (ص ۴ - دیوان)

کھٹا سے کھٹائی۔

(۳) بغیر کھٹائی کئی میں مٹھائی نیں کر جان
کہ انب خوب پکے باج رس نہیں کرتا
غواصی (ص ۱۰۶ - کلیات)

دفادار سے وفاداری، بے وفا سے بے وفائی

(۴) وفاداری کی سٹ دل تے صفائی
کریا صاحب سوں اپنے بے وفائی
ابن نشاطی (ص ۷۰ - پھولبن)

سچا سے سچاپن

(۵) سچاپن سو نبی پر ہے مسلّم
سنیا تیو بس کیا واللہ اعلم
ابن نشاطی (ص ۱۵۹ - پھولبن)

ننھا سے ننھن پن ، بڑا سے بڑپن

(٦) دل لا کے دل چرانا چوری سٹو یو ننھن پن
نہیں تو بڑا یو بڑپن تمنا نکل پڑے گا
ہاشمی (ص ۸ - دیوان)

نرم سے نرمی یا نرمائی۔

(۷) کتک دن کے پچھیں فرصت جو پاکر
زباں آہستہ نرمی سوں اچا کر
ابن نشاطی (ص ۷۵ - پھولبن)

(۸) اُسی تے یافت نئی موں پر ذرا نرمائی کا پانی
دیکھو اٹکٹ دھٹائی سوں انکھی سو کھ کر کھڑک ہوئی ہے
ہاشمی (ص ۲٦۱ - دیوان)

(۳) فعل سے بننے والے اسمائے کیفیت

جیسے چلنا سے چلنت

(۱) جکوئی یو چلنت چلتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔
وجہی (ص ۱۷ - سب رس)

بِسرنا سے بِسراٹ۔

(۲) توسب کتیاں کی خوں نفنی ہوئی یوں طبع بسراٹ کی

ہاشمی (ص ۲۴۰۔ دیوان)

کچکچانا سے کچکچاٹ۔

(۳) دیکھینگیاں سب سہیلیاں کر کچکچاٹ کھنگیاں

ہاشمی (ص ۱۔ دیوان)

بعض اسمائے کیفیت ایسے ہیں جو ایک لفظ کی تکرار یا دو الفاظ کے ملنے سے بنتے ہیں۔ جیسے:

(۱) انگوٹھے کا دسا سر کر نکو خاوند سوں کھٹ کھٹ

ہاشمی (ص ۸۷ ۔ دیوان)

(۲) صفا جھلکے کریں لک لک جھلکتے ہیں پین جن کھُل کھُل

ہاشمی (ص ۱۱۷ ۔ دیوان)

(۳) جانو قدیم آشنا، جانو قدیم جان پہچان

وجہی (ص ۳۔ سب رس)

غواصی نے "جان پہچان" کے درمیان حرف عطف "ہور" استعمال کیا ہے۔

(۴) تج باج کوئی یاں منجے جان ہور پہچان نیں

تج دیکھے لگ پران منے منج پراں نیں

غواصی (ص ۱۳۶ ۔ کلیات)

دکنی میں بعض اوقات اسمائے کیفیت کے آگے ہمزہ اور ری ہم حرف استعمال کی جاتی ہے۔ جیسے

(۱) نفس اُس کا اتازہ یعنی وا جب کے آنگ سوں غیر نہ دکھیناسو

حرص کے کان سوں غیبت نہ سُننا سو، حسد نک سوں بدبوئی نہ لینا سو۔ بغض کے زبان سوں بدبوئی نہ لینا سو۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۱ ۔معراج العاشقین)

(۲) اُنے خوشبوئی لائی سو خوشبوئی، اُن نے کھائی سو گولی۔

وجہی (ص ۲۴۴ ۔ سب رس)

# (۲) اسم ظرف

**اسم ظرف**۔ وہ اسم ہے جس میں وقت یا جگہ کے معنی پائے جائیں۔

(ا) جو اسم وقت پر دلالت کرے اسے اسم ظرف زماں کہتے ہیں۔ جیسے۔

(۱) برسانت کے پھلاں کا بھید یا ہے باس روں روں
دُھپ کالے پھول باساں اپ من تھے گنواؤ

محمد قلی (ص ۱۹۸ ۔ کلیات ۔ ج ۔ ۱)

(۲) سجی بن مجہ کون پوچھا ہے ٹھنڈی اسماں ٹھنڈ کالا
منگیا ہے گھات کرنے کوں اکیلی جان ٹھنڈ کالا

ہاشمی (ص ۲۳ ۔ دیوان)

(۳) یک تل سو ایک دن ھور یک ماس یک مہینا
یک دن پیارا ہے تو آفت کا سال ہوئیگا

ہاشمی (ص ۱۰ ۔ دیوان)

(۲) جو اسم جگہ پر دلالت کرے اُسے اسم ظرف مکاں کہتے ہیں۔ فارسی اور ہندی کی چند علامتیں لگانے سے اسم ظرف مکاں بنتا ہے۔

(الف) فارسی علامات کے ذریعے

(۱) "ستان" کے بڑھانے سے۔ جیسے:

(۱) پھول کا چمن جا کر خارستان ہیں پڑے۔

وجہی (ص ۲۲۷۔ سب رس)

(۲) نادر بہارستان کا زرگر ہزاراں صنع سوں
کیتا جڑت گلزار کے جھاڑاں کوں خوش سنگار آج

غواصی (ص ۴۲۔ کلیات)

(۳) کرے سیر جس وہ بیابان پر
سٹے خار و خس کو گلستان کر

نصرتی (ص ۲۱۳۔ گلشن عشق)

(۲) "گاہ" کے بڑھانے سے۔ جیسے

(۱) شکارگاہ ہے اس کا حقیقت ہور مجاز۔

وجہی (ص ۱۷۔ سب رس)

(۲) نظر جو منج پہ کرم کی مرا ارلہ کرے
اپے ہو شاہ میرے دل کوں تخت گاہ کرے

غواصی (ص ۱۷۲۔ کلیات)

(۳) ادک خرّمی سوں پچھیں صف بہ صف
گھراں سوں چلے عیدگہ کی طرف

نصرتی (ص ۵۲۔ گلشن عشق)

(۳) "خانہ" کے بڑھانے سے۔ جیسے:

(۱) اپنے گھر لیجا کر بندی خانے میں گھالیا۔

وجہی (ص ۱۶۱۔ سب رس)

(۲) ہتی منگل ہیں صرتح اس کے فیل خانے کے
جو گرگڑاتے ہیں جوبن کے بادلاں کے دل
غواصی (ص ۶۷۔ کلیات)

(۳) پرندے درندے چرندے تمام
جو ہے بن کا میے خانہ جن کا مقام
نصرتی (ص ۴۷۔ گلشن عشق)

(۴) "زار" کے بڑھانے سے۔ جیسے:

(۱) جس کے سینے میں بھریا ہووے محبت تیرا
کیوں نہ شگفتہ اچھے آج وہ جیوں لالہ زار
غواصی (ص ۵۲۔ کلیات)

(۲) ملے پھر دو کلی ہور پھول اس ٹھار
لگا کر شرط کا بھی تازہ گلزار
ابن نشاطی (ص ۹۳۔ پھولبن)

(۵) "دان" یا "دانی" کے بڑھانے سے۔ جیسے:

(۱) کہے سجگ مجھے اے ہاشمی دھن باغ توں ہے باغباں
لیاتا ہے چھند کے پھول بھر ہر یک غزل گلدان کر
ہاشمی (ص ۷۲۔ دیوان)

(۲) پانی بھی پان کھاڈ چھڑ کو گلاب موں پر
تنبول دان حاضر ہے یو گلاب دانی
ہاشمی (ص ۲۲۷۔ دیوان)

(۳) کلیاں لالے کی سرے کیاں نشانیاں
دِسے یاقوت کی ہو سرمہ دانیاں
ابن نشاطی (ص ۳۸ - پھولبن)

(۶) "شن" کے بڑھانے سے۔ جیسے
(۱) جس کا دل روشن ہے وہ نور کا گلشن ہے۔
وجہی (ص ۱۵ - سب رس)
(۲) گیا سو وشٹ کا آہو نکل کر
پڑیا اس مکھ کے گلشن میں کھسپل کر
ابن نشاطی (ص ۵۵ - پھولبن)

(۷) "آباد" کے بڑھانے سے۔ جیسے،
(۱) جو شہر اس شاہ کا ہے حیدرآباد
سعادت ہور بقا اس کا ہے بنیاد
غواصی (ص ۱۹۳ - کلیات)

(۸) "آنہ" کے بڑھانے سے۔ جیسے:
(۱) دکن ملک بھو تیج خاصا اہے
تلنگانہ اس کا خلاصا اہے
وجہی (ص ۱۰۰ - قطب مشتری)
(۲) سوما ہور بنگلا نہ تل کوہ کن
برار و نول تیلنگانہ دکھن
نصرتی (ص ۱۲۲ - گلشن عشق)

(ب) ہندی علامات کے ذریعے۔

(۱) "واڑی" یا "باڑی" کے بڑھانے سے۔ جیسے:

(۱) پھول کوں پھول واڑی کرے

وجہی (ص ۵۳ - سب رس)

(۲) جو یو دنیا ہے رنگا رنگ پھول باڑی آج
وفا کوں اس کے توں کر بلبلاں کے غل تھے جل

غواصی (ص ۶۵ - کلیات)

(۲) "نگر" کے بڑھانے سے۔ جیسے:

(۱) سو اس شہر کا ناؤں بیجا نگر
جو ہے شاہ سلطان فاضل ککر

مقیمی، (ص ۹۱ - چندر بدن و مہیار)

(۲) مہارس نگر سات دریا کے پار
اہے وہ دھرم راج بستی کا کھار

نصرتی (ص ۹۶ - گلشن عشق)

(۳) "پورہ" یا "پور" کے بڑھانے سے۔ جیسے:

(۱) کنچن کا خوب اسے چو گرد تھا کوٹ
کنچن پورہ کو اس کنچن کی تھی کوٹ

ابن نشاطی (ص ۲۴ - پھولبن)

(۲) عجب عید گہ ہے بیجا پور کا
بلندی ہیں جیوں تخت گہ سور کا

نصرتی (ص ۵۲ - گلشن عشق)

(۳) یوں بالاپور کی بی بیاں مجھے پوچھتیاں ننھی ہوخوں
اُنے روتی سوموں پوچھے تمہاری زر کی چادر سوں
ہاشمی (ص ۱۶۲ - دیوان)

(۴) "بن" کے بڑھانے سے۔ جیسے:
(۱) دسیا ہر ٹیک صفحا جوں حُسن ہو
لگیا یو نظم جوں کے پھولبن ہو
ابن نشاطی (ص ۲۳ - پھولبن)

# (۳) اسم جمع

اسم جمع وہ اسم ہے جو شخصوں یا چیزوں کے مجموعے کے لیے استعمال کیا جائے۔ جیسے:

(۱) سنیا ہوں پادشاہ تھا کوئی اوّل
ستاریاں سوں زیادہ تھا اُسے دَل
ابن نشاطی (ص ۶۰ - پھولبن)

(۲) لگے مارنے جب سراباں کے موج
چلی چوکدن تب حرارت کی فوج
نصرتی (ص ۱۴۹ - گلشن عشق)

(۳) کیا توں اپنے سب لشکر کی تعریف
سناؤں اب مرے لشکرے کی تعریف
ابن نشاطی (ص ۱۴۰ - پھولبن

(۴) گمت سات سارے قبیلے کے سنگ
گمیا تھا وطن کر کے دھر راگ رنگ
نصرتی (ص ۲۷۷ - گلشن عشق)

(۵) اُنو سب اگے جا کے اُن سوں ملن
سو فرمائے یک باغ میں انجمن
نصرتی (ص ۱۸۴ - گلشن عشق)

# (۴) اسم آلہ

اسم آلہ وہ اسم ہے جس میں آلہ یا اوزار یا ہتھیار کے معنی پائے جائیں۔ جیسے:-

(۱) کھڑگ پر شاہ دیں غصے سوں سٹ ہات
کہیا یوں بول پھر اس سنگدل سات
ابن نشاطی (ص ۱۳۰ - پھولبن)

(۲) لھوے کا جھل جھلانا دیکھ جھلکار
دیویں بوسے سمج کر دھن کے رخسار
ابن نشاطی (ص ۱۳۱ - پھولبن)

(۳) ہے ایسے فن میں جھگرے کے قوی دل
گھنے پلکاں کوں تیراں کے مقابل
ابن نشاطی (ص ۱۳۱ - پھولبن)

(۴) دلیری سوں دلیراں ہات میں ہات
ملائے گرز ہور شمشیر کے سات
ابن نشاطی (ص ۱۳۲ - گلشن عشق)

(۵) عجب کوئی یو ماہی تھی تیری کٹار
کہ پانی کا ڈہ تن ہے کر کے سو دھار
نصرتی (ص ۳۱ - گلشن عشق)

(۶) دیکھا دیو آتا ہے پھر حرب کوں
چکر اس پہ مارا اِدِک ضرب سوں
نصرتی (ص ۱۷۴ - گلشن عشق)

# اسم آلہ بنانے کے قاعدے

(۱) بعض اسم آلہ فعل سے بنائے جاتے ہیں۔
ڈولنا سے ڈولارا - جیسے

(۱) پینگاں بندھو پینگو خوں ماں میرا پیچھا ٹک چھوڑ دیو
گھر کا دھنی ہے گھر منے پنگا ڈولارا کا ہے کوں!
ہاشمی (ص ۱۴۰ - دیوان)

جھولنا سے جھولا۔

(۲) کنتل کے جھولے سہتے ہیں ادمکھ
کہ جو پھل پر ڈلے بھونرا سو گیانی
محمدؐ قلی (ص ۱۳۸ - کلیات - ح -۱)

# لوازم اسم

ہر اسم میں چند خصوصیتیں ضرور پائی جاتی ہیں۔ جیسے یا تو وہ واحد ہوگا یا جمع، مذکر ہوگا یا مونث، فاعل ہوگا یا مفعول۔ چونکہ یہ

خصوصیتیں ہر اسم میں لازمی طور سے پائی جاتی ہیں، اس لئے ان کا نام لوازم اسم رکھا گیا ہے۔ لوازم اسم تین ہیں:

(۱) جنس۔ (۲) تعداد۔ (۳) حالت

## (۱) جنس

ہر اسم مذکر ہوگا یا مونث۔ اسم کی اسی حالت کو جنس کہتے ہیں۔ جنس کی دو قسمیں:

(۱) جنس حقیقی یعنی جاندار اسموں میں نر کے مقابل مادہ ہوتا ہے۔ جیسے: مرد، عورت، گھوڑا، گھوڑی وغیرہ۔

(۲) جنس غیر حقیقی یعنی بے جان اسموں میں نر کے مقابل مادہ نہیں ہوتا، مگر بول چال میں ان کو مذکر یا مونث کہتے ہیں۔ جیسے: دن، رات، قلم، دوات۔

چونکہ جانداروں میں تذکیر و تانیث کی حالت حقیقی ہوتی ہے؛ اس لیے اس کی پہچان مشکل نہیں ہوتی۔ ساری دقت بے جان چیزوں کی جنس کے تعین کرنے میں ہوتی ہے۔ کیونکہ ان میں حقیقتاً نہ کوئی نر ہوتا ہے نہ مادہ۔ ان کی جنس قیاسی اور سماعی ہوتی ہے۔ اسی لئے ان کی تذکیر و تانیث غیر حقیقی کہلاتی ہے۔

## جانداروں کی تذکیر و تانیث کے قاعدے

دکنی میں جانداروں کی تذکیر و تانیث کے چند عام قاعدے حسب ذیل ہیں:

(۱) ایسے ہندی الفاظ، جن کے آخر میں "الف" ہو وہ مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے:

(۱) اس ڈونگر پر ایک بڈھا اچھتا ہے۔

وجہی (ص ۵۱ ۔سب رس)

(۲) کہ یک راجا بڑا کٹی گور میں تھا
ہنر ہور فہم کے بی دور میں تھا

ابن نشاطی (ص ۶۱ - پھولبن)

(۲) فارسی کے ایسے الفاظ، جن کے آخر میں الف یا ہ ہو وہ مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے:

(۱) خدا انوں کوں عبادت معاف کریا۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۸۔معراج العاشقین)

(۲) محمدؐ پیشوا ہے سروراں کا
رہے سرخیل سب پیغمبراں کا

ابن نشاطی (ص ۷ - پھولبن)

(۳) ایسا مراد بخش خطا پوش بادشاہ
کس ملک میں ظہور را جھوں نیں کہاں کیا

غواصی (ص ۳۴ -کلیات)

(۳) ایسے الفاظ جن کے آخر میں یائے معروف ہو عموماً مونث ہوتے ہیں۔ جیسے:

(۱) نہ بھاوے منجے پیو بن ہور کچ
میں تیری ہوں چیری منجے آپ راب

محمد قلی (ص ۱۳ - کلیات - ج-۱)

(۲) بڈھی ناتھی بڈھی ہوئی ہوں جسا دکھ سوں دیکھیت خیا
بوبو افسوس کھا بولی تیرا ہنگام نیں خصم کا

ہاشمی (ص ۱۶- دیوان)

(۳) تھی مگر کوئی پیر زن اس گھر مجھار
ایک بیٹی تھی ایسی پرہیزگار

اسحاق (ص ۷- مخطوطہ ریاض العارفین)

(۴) جاندار وں میں جنس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ مذکر اور مونث دونوں علیحدہ علیحدہ لفظ ہوتے ہیں۔ ایک لفظ دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ جیسے باپ، ماں۔ مرد، عورت وغیرہ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مذکر لفظ کی آخری علامت بدلنے سے یا لفظ کے آخر میں کسی حرف یا چند حروف کے اضافے سے مونث بنتا ہے۔ جیسے مذکر کے آخری "الف" یا "ہ" کو یائے معروف سے بدل دینے سے مونث بن جاتا ہے۔ جیسے بیٹا سے بیٹی۔ دادا سے دادی۔ یا جہاں پیشہ وروں وغیرہ کے نام کے آخر میں یائے معروف ہوتی ہے اسے اگر "ن" سے بدل دیا جائے تو وہ مونث ہو جاتا ہے۔ جیسے مالی سے مالن، جوگی سے جوگن وغیرہ۔ لیکن جن الفاظ کے آخر میں "الف" یا "ہ" نہ ہو تو ایسی صورت میں دقت پیش آتی ہے۔ اس لئے زبان میں جس طرح سے بھی مذکر سے مونث بنتے ہیں، ان سب کو علیحدہ علیحدہ لکھا جاتا ہے تاکہ تمام قاعدے بہ آسانی سمجھ میں آجائیں۔

(۱) مذکر اور مونث مختلف۔

| مُذکر | مُونث |
|---|---|
| باپ | ماں |
| مرد | عورت |

جیسے: (۱) نفر کی ماں تھی ہندوستانی سیاہ پیشانی، باپ تفاتر کستانی

وجہی (ص ۸۶ - سب رس)

(۲) تمھارے دل کوں کیوں سنپڑے عجب ہے آج لگ دیکھو
مرد سنپڑا تو کوئی سنپڑوا پیں عورت سنپڑتی نیں

ہاشمی (ص ۱۸۸ - دیوان)

(۲) مختلف علامات کے لگانے سے:

(الف) مذکر کے آخر کا "الف" یا "ہ" مونث میں یائے معروف سے بدل جاتی ہے:

| مذکر | مونث |
|---|---|
| نانا | نانی |
| بیٹا | بیٹی |
| دادا | دادی |
| پھوپا | پھوپی |
| دوانہ | دوانی |

جیسے: (۱) قطب زماں معانی بس کر بڈھی کی کہانی
شیطان کی ہے نانی آپس کوں آپ جالی

محمد قلی (ص ۳۱۶ - کلیات - ج ۱)

(۲) نہ بیٹا اسے ایک بیٹی اتھی
کہ تن پر رتن سب سمیٹی اتھی
مقیمی (ص ۸۴ - چندر بدن ومہیار)

(۳) کل گاؤں کوں گیاں ہیں آئے گیاں نیں اوتالچ
کوئی دن تو وانچ رہینگیاں دادی پھوپی مانی
ہاشمی (ص ۲۱۷ - دیوان)

(۴) میں گئی صواب کرنے بلکے ہیں وو دی مجھکوں
اجڑی میں کاں بلائی چپ گھر میں ہو دوانی
ہاشمی (ص ۲۲۹ - دیوان)

(ب) آخر میں یائے معروف کے اضافے سے۔

| مذکر | مونث |
|---|---|
| پٹھان | پٹھانی |

جیسے: رہیا یو مال چھین کھانے اتیا آتیاں پٹھانیاں تو
فتح صاحب عجب خاتو مہربانو بی بی جانی
ہاشمی (ص ۲۲۱ - دیوان)

(ج) مذکر کے آخری حرف کو "ن" سے بدل دینے سے

| مذکر | مونث |
|---|---|
| بھائی | بھان |
| پڑوسی | پڑوسن |

جیسے: (۱) میرا ہے باپ دکھ ہور درد مائی
ہے میری بھان غم ہور رنج بھائی
ابن نشاطی (ص ۱۵۲ - پھولبن)

(۲) اکیلا گھر ہے کونے بیں کسی کا نیں گزر اک شر
پڑ دسن جواب دیتی نیں انگن میں سینں پکارے پر
ہاشمی (ص ۷۸ - دیوان)

(د) مذکر کے آخری حرف کو حذف کر کے یا بلا حذف "نی" یا "انی" کے اضافے سے:

| مذکر | مؤنث |
| --- | --- |
| یار | یارنی |
| مالی | مالنی |
| مُلّا | مُلّانی |

جیسے: (۱) جگت سوں اس کے نمنے پار کی ہوئی
انے بھی یارنی اس یار کی ہوئی
ابن نشاطی (ص ۸۸ - پھولبن)

(۲) بہر حال ایک تھی کٹی مالنی واں
کہ ہاراں پھول کے دیتی تھی جاں تاں
ابن نشاطی (ص ۹۶ - پھولبن)

(۳) انے گھر کھائی سب اس کا اجڑ گئی گولکنڈے میں
سہیلی یک ملائی تھی ڈبے پورے کی مُلّانی
ہاشمی (ص ۲۲۱ - دیوان)

(ھ) بعض اوقات آخری حرف کو حذف کر کے "یا" کا اضافہ کیا جاتا ہے

| مذکر | مؤنث |
| --- | --- |
| چڑا | چڑیا |

جیسے: عجب نیں گر چڑیاں سب مل کو آویں
بلبیاں کی گود میں اندر رے چھپا دیں
ابن نشاطی (ص ۱۷- پھولبن)

(۵) ۱- بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو صرف مذکر استعمال ہوتے ہیں ان کا مونث نہیں آتا- جیسے:

(۱) خبر لیایا ہے ھُدھُد میرے تئیں اس یار جانی کا
خوشی کا وقت ہے ظاہر کروں راز نہانی کا
محمد قلی (ص ۱۷- کلیات- ح-۲)

(۲) دیکھیا بلبل جو وو دیاں نہیں رہے
نپٹ درسن کے دروانے بندے بھگے
ابن نشاطی (ص ۴۵- پھولبن)

۲- بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں، جن کا مذکر نہیں آتا صرف مونث ہی استعمال ہوتے ہیں- جیسے:

کوئل قمریاں، توریاں ہور بلبلاں تیرے بچن سن کر گلا
روتیاں پھریاں نت اشک سوں ہو کوئلاں بن ہیں ہلاک
ہاشمی (ص ۱۵- دیوان)

(۶) چھوٹے جانوروں کے لئے عموماً ایک ہی جنس آتی ہے- چیونٹی مونث، مچھر مذکر- جیسے،

(۱) سیاہی یوں دکھے اس کے ادھر پر
کہ جیوں بیٹھیاں ہیں چمٹیاں آشکر پر
ابن نشاطی (ص ۸۲- پھولبن)

(۲) تسوں ہمت پچھے گر ٹک جو پا گا
مٹے منگل کوں تل میں گر پڑ اگا

(ابن نشاطی ص ۱۹ - پھولبن)

# بے جان اسما کی تذکیر و تانیث

بے جان اسماء کی تذکیر و تانیث کسی خاص اصول کے تحت نہیں ہوتی۔ بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ وہی الفاظ جو ایک زمانے میں مذکر بولے جاتے تھے بعد میں کسی خاص وجہ سے مونث استعمال ہونے لگے۔ یا مونث الفاظ کو مذکر استعمال کیا جانے لگا۔ لیکن پھر بھی بے جان اسماء کی تذکیر و تانیث عام طور پر ایک نسل سے دوسری نسل کو وراثتاً پہنچتی ہے۔ چند عام قاعدے یہ ھیں :۔

(۱) ہندی یا فارسی کے ایسے لفظ جن کے آخر میں "الف" یا "ہ" ہو وہ مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے :

(۱) تارا چاندسوں ہم بھرے گا، دیوا آفتاب کے سمنک آئے گا

(وجہی ص ۳۴ - سب رس)

(۲) جیوں شیشہ حلق لگن پیٹ میں شراب بھرتا دے بدمستی نیں کرتا
جیوں پیالہ دسریاں کوں چڑتا دلے اپے بدمست ہو نہیں پڑتا۔

(وجہی ص ۳۵ - سب رس)

(۳) بارے ناموس پادشاہ کے حضور نظر راز کا پردہ پھاڑیا۔

(وجہی ص ۴۹ - سب رس)

عربی کے ایسے سہ حرفی الفاظ جن کے آخر میں "الف" ہو اُردو میں عموماً مونث استعمال ہوتے ہیں لیکن دکنی میں ایسے سہ حرفی الفاظ کو بھی مذکر باندھا گیا ہے۔ جیسے:

(۱) ندا آیا حضرت غیب تھے
کہ اے شاہ توں پاک ہے عیب تھے

مُلا فیروز (مخطوطہ نمبر ۶۵۳۔ توصیف نامہ)

(۲) نبی کا دعا ہے منڈپ سیس اوپر
اماماں دعا سوں طناباں بندھایا

محمد قلی (ص ۱۵۱۔ کلیات۔ ح۔۱)

(۳) کدورت سوں صفا کر راہ میرا
نبی کوں کر شفاعت خواہ میرا

ابن نشاطی (ص ۷۔ پھولبن)

دکنی میں فارسی عربی کے سہ حرفی الفاظ کو بجائے مذکر کے مونث بھی باندھا گیا ہے۔ یہ قاعدے کی استثنائی صورت ہے۔ جیسے:

(۱) عجب تاثیر تھا واں کی ہوا کا
سرا ہنگام تھا نشو نما کا

ابن نشاطی (ص ۲۵۔ پھولبن)

(۲) خدا پاس مقبول تیری دعا
توکل تیرا کا حاصل مدعا

نصرتی (ص ۳۴۔ گلشن عشق)

(۲) جن الفاظ کے آخر میں "ی" ہوتی ہے وہ عام طور پر مونث

ہوتے ہیں۔ جیسے:

(۱) مراقبے کی گولی مشاہدے کے کانسے میں میکائیل کے مدد کے پانی سوں جلی کا کاٹا کر کو پیلانا۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۱۔ معراج العاشقین)

(۲) مستی تھے اپ صراحی کرتی تھی سرکشی نت
کرتی ہے جام کوں اب ہر دم سلام ساقی

محمد قلی (ص ۱۰۴۔ کلیات۔ ج۔۱)

(۳) عدالت کی تیری دیکھ آج ہستی
چھپی خوباں کے جانیناں میں مستی

ابن نشاطی (ص ۱۸ پھولبن)

(۴) پرت کی ندی نت ابلتی اہے
پرت سوں جگ دنیا یو چلتی اہے

مقیمی (ص ۸۱۔ چندر بدن و مہیار)

پانی، موتی، جی وغیرہ اس قاعدے سے مستثنا ہیں اس لئے کہ یہ الفاظ سنسکرت سے آئے ہیں اور ان کی آخری علامت تبدیل ہو گئی ہے۔ جیسے:

(۱) آب حیات کہتے سو وہ آب حیات مرد کے موں کا پانی

وجہی (ص ۹۴۔ سب رس)

(۲) ہاراں ہو تج گلے کے دھر پیار تج اپر خوش
لیتے ہیں پیار تیرا لیل و نہار موتی

غواصی (ص ۱۰۳۔ کلیات)

(۳) تمھارے سوں ملتی کر دیکھو دونو کوں کیں گے سو
میراجی بہوت ڈرتا ہے فتح بی اور شابی سوں
ہاشمی (ص ۱۷۹ - دیوان)

ایسے ہندی یا غیر ہندی الفاظ، جن کے آخر میں "ی" ہو وہ عموماً مونث ہوتے ہیں۔ لیکن دکنی میں بعض کو مذکر بھی باندھا گیا ہے جیسے:

(۱) ترا ہستی اسی کا نانوں ہے تن میں جیا ہو
تو تج مستی ازل تھے تا ابد لگ باصفا ہو
محمد قلی (ص ۲۶۳ - کلیات - ح-۱)

(۲) بلندی محل کا ہے اسماں جیسا
سورج چاند تارے سو اس تھے سنگاسے
محمد قلی (ص ۲۱۱ - کلیات - ح-۱)

(۳) مصدر سے بنائے جانے والے اسمائے کیفیت اردو میں عام طور پر مونث ہوتے ہیں۔ دکنی میں ان کو اکثر مذکر ہی استعمال کیا جاتا ہے جیسے:

(۱) سب پھولاں کی باس میں مہکار مجھ پھول کا نہیں
لذت اس جھلکار کا چبیا ہے مج من میں عجب
محمد قلی (ص ۲۹۴ - کلیات - ح-۱)

(۲) جھلکار دیکھ تج نور کا سر اڑ گیا چند سور کا
حیراں اتم تج حور کا زہرہ دیوانا مشتری
غواصی (ص ۱۷۲ - کلیات)

(۴) وہ اسماء جن کے آخر میں "ت" ہوتی ہے اردو میں عموماً مونث ہوتے ہیں لیکن دکنی میں مذکرا استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے

(۱) محمدؐ کا دولت یہی اسم تھا
محمدؐ کے نعمت یہی اسم تھا
شاہ برہان (مخطوطہ ۵۴۳ پنج گنج)

(۲) عاشقاں کے دلاں کا ضیافت
وجہی (ص ۷۰ - سب رس)

(۳) جس کے سینے میں بھریا ہووے محبت تیرا
کیوں نہ شگفتہ اچھے آج وو جیوں لالہ زار
غواصی (ص ۵۲ - کلیات)

(۴) جو کوئی دھرتا ہے باتاں کا فراست
کتا ہے یوں حکائت میں حکائت
ابن نشاطی (ص ۱۱۸ - پھولبن)

(۴) عربی اسماء جن کے آخر میں "ت" ہو کبھی کبھی انھیں مونث بھی باندھا جاتا ہے۔ یہ قاعدے کی استثنائی صورت ہے۔ جیسے:

(۱) دشمن اگر جیٹی ہے تو بھی عداوت سر چڑھے گی۔
وجہی (ص ۶۳ - سب رس)

(۲) ادک لگ دلاں تے صلابت تری
کھڑگ کام کیا بس مہابت تری
نصرتی (ص ۳۱ - گلشن عشق)

(۵) بہت سے بے جان اسماء جو اردو میں مونث ہوتے ہیں، دکنی میں انھیں مذکر باندھا جاتا ہے۔ جیسے

(۱) تمارے ناز جھلکاراں کا نیں تاب
کہ عاجز ہوں منج اوپر نا کرو رنج
محمد قلی (ص ۷۰ ۔ کلیات ۔ ج ۔۲)

(۲) بہت دن تھے لگیا ہے پیاس تیرا آس کا منج کوں
پلادو نیراپ ہونٹاں کا ہے اوپر منج جنت
محمد قلی (ص ۵۲ ۔ کلیات ۔ ج ۔۲)

(۳) اس جسم میں عشق کا جان ہے۔
وجہی (ص ۳۶ ۔ سب رس)

(۴) شراب اُسے بھوت بھایا تھا۔
وجہی (ص ۲۷ ۔ سب رس)

(۵) زلف دیکھیا ہوں خواب میں تیرا
عمر ہوگا میرا دراز اجھوں
غواصی (ص ۱۳۰ ۔ کلیات)

(۶) گیا آواز سو اسمان میں اے
رکھے انگلیاں ملائیک کان میں لے
ابن نشاطی (ص ۱۳۴ ۔ پھولبن)

(۷) اچھے گا جس منے ایمان کا بو
نہ ہوسے داستاں سن کر ترش رو
ابن نشاطی (ص ۱۷۱ ۔ پھولبن)

(۹) "د" پر ختم ہونے والے عربی اور فارسی اسماء اُردو میں مونث استعمال ہوتے ہیں لیکن دکنی میں یہ سب مذکر استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے:

(۱) حضرت علیؓ مولود تھے سب مومناں کا عید ہے
یاراں خوشیاں گھر گھر کرو اے دوستاں کا عید ہے
محمدؐ قلی (ص ۶۳ - کلیات - ج - ۱)

(۲) مرے سر پہ تم دوٹے کی چھاؤں بس
تمہار مدد منج کوں ہر ٹھاؤں بس
غواصی (ص ۱۹۷ - کلیات)

(۳) جو شہر اس شاہ کا ہے حیدر آباد
سعادت ہور لقا اس کا ہے بنیاد
غواصی (ص ۱۹۳ - کلیات)

(۴) دیکھت یو حال ملک آرا ہو دل شاد
دل و جاں سوں خدا کا حمد کر یاد
ابن نشاطی (ص ۱۶۴ - پھولبن)

(۵) جچھ اس ٹھار پر سو سیا سو سب بہتر کیا بحری
اگر فریاد توں کرتا تو تیرا داد نا ہوتا
بحری (ص ۱۳۲ - کلیات)

(۶) ایسے ہندی لفظ جن کے آخر میں "او" یا "اوں" یا "وں" ہو دکنی میں عام طور پر مذکر باندھے جاتے ہیں۔ جیسے:

(۱) بھیاں جوں مصریاں پر فتح کا باؤ
کنارے کوں لگیا مقصود کا ناؤ
ابن نشاطی (ص ۱۳۴ - پھولبن)

(۲) سورج دیک منقری صبح کا چھاؤں
رکھیا اسماں کے محراب پہ پاؤں
ابن نشاطی (ص ۳۰ - پھولبن)

(۳) دیکھت محراب بھول تیرا دکھ بیتاب ہو دل تھے
کیا ہوں وقت اکثر میں قضا اپنے نماناں کا
غواصی (ص ۱۱۳ - کلیات)

(۷) تفعیل کے وزن پر آنے والے الفاظ جو اردو میں مونث استعمال ہوتے ہیں دکنی میں ان کو مذکر استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے:

(۱) خبر داری کے عالم کا کہن پیر
کہتا ہے خواب کا اس دھات تعبیر
ابن نشاطی (ص ۳۰ - پھولبن)

(۲) سٹے جس ٹھار مشکل لیا کے تقدیر
کسی کا نیں ہے اس جاگہ یہ تدبیر
ابن نشاطی (ص ۹۶ - پھولبن)

(۳) طبیعت سوں لکھیا تقریر تازہ
کیا مقصود کا تحریر تازہ
ابن نشاطی (ص ۱۵۶ - پھولبن)

(۴) ترا تعریف کرنا ٹیک ساعت
اہے ہفتاد سالاں کا عبادت
ابن نشاطی (ص ۱۳ - پھولبن)

(۵) عجب تاثیر تھا واں کی ہوا کا
سدا ہنگام تھا نشونما کا

ابن نشاطی (ص ۲۵ - پھولبن)

(۸) ایسے الفاظ جن کے آخر میں "گاہ" آتا ہو وہ اردو میں مونث مستعمل ہیں لیکن دکنی میں انھیں مذکر ہی باندھا جاتا ہے۔ جیسے:

(۱) عجب عید گاہ ہے بیجا پور کا
بلندی میں جیوں تخت گاہ سور کا

نصرتی (ص ۵۲ - گلشن عشق)

(۲) ہر یک طوطیہ عشق کا بزم گاہ
ہر یک داستاں عقل کوں رزم گاہ

نصرتی (ص ۵۶ - گلشن عشق)

"گاہ" پر ختم ہونے والے الفاظ اردو کے قاعدے کے تحت دکنی میں کبھی کبھی مونث بھی باندھے جاتے ہیں۔ جیسے:

خدا کی درگاہ ناامیدی کفر ہے۔

وجہی (ص ۱۵۶ - سب رس)

(۹) تمام فارسی حاصل مصدر، جن کے آخر میں "ش" ہو مونث ہوتے ہیں لیکن دکنی میں انھیں مذکر باندھا جاتا ہے۔ جیسے:

(۱) خواہش مرا یہی ہے جو اس کائنات میں
دھرتا ہے گھن کی جو تلگ اے چندر آرسی

غواصی (ص ۹۱ - کلیات)

(۲) موں چند تارے جگ روشن لے کہکشانی مانگ کا
چندتا نہ ہوئے تابش ہے یو گوری کے گورے انگ کا
ہاشمی (ص ۶۔ دیوان)

(۱۰) مرکب الفاظ جو دو لفظوں سے مل کر بنتے ہیں، ان کی تذکیر و تانیث کا اُردو میں قاعدہ یہ ہے کہ لفظ کے دونوں جز اگر مذکر ہوں تو فعل کی جنس مذکر ہوگی اور اگر دونوں جز مونث ہوں تو مونث دکنی میں بھی یہی قاعدہ استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل سب مذکر ہیں۔ جیسے :-

(۱) میرا سد بد سب لے کر کے ہور بتاتے ہیں جدا
دل کے آساں ہور اساساں کا ہوا ہے نئے غیاث
محمد قلی (ص ۶۲۔ کلیات۔ ج ۲)

(۲) تج عاشقاں میں ہوتا جنگ وجدل سو سب دن
ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدارا
محمد قلی (ص ۲۔ کلیات۔ ج ۲)

(۳) پوچھیا اہے معانی راز و رموز پیو کا
ہر کوئی فہم کر کچ ہوتے اپس میں ناجث
محمد قلی (ص ۶۲۔ کلیات۔ ج ۲)

(۴) انو کا راہ روش انو کا چلنت جدا ہے
وجہی (ص ۴۸۔ سب رس)

دکنی میں چونکہ راہ اور روش دونوں مذکر استعمال ہوتے ہیں اس لئے راہ روش کو مذکر لکھا گیا ہے :

(۵) سد بسر جا تمام ہوئی بے تاب
جب تما آب وتاب دیکھی میں
غواصی (ص ۱۴۸ - کلیات)

دکنی میں آب اور تاب دونوں مذکر مستعمل ہیں

(۶) یکا یک کئی وزیر ایسے منے آ
اوّل مدح وثنا شہ کا بجالا
ابن نشاطی (ص ۷۷ - پھولبن)

(۱۱) وہ لفظ، جن کے آخر میں "ستان" یا "زار" آتا ہے وہ عموماً مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے:

(۱) ایا قطب جہاں بے مثل راجہ بھوج ہے کہ توں
جہاں لگ بھوگ ہیں ہور بھاگ تیرا آستاں پکڑے
غواصی (ص ۷۷ - کلیات)

(۲) ملے پھر دو کلی ہور پھول اس ٹھار
لگا کر شرط کا بھی تازہ گلزار
ابن نشاطی (ص ۹۳ - پھولبن)

(۱۲) عربی اسمائے ظرف اردو میں مونث مستعمل ہیں لیکن دکنی میں عموماً انھیں مذکر ہی باندھا جاتا ہے۔ جیسے:

(۱) مجلس ترا سہاتا ہے خوباں کے حسن سوں
مج جیو انھیں کے روپ ستی کامیاب تھا
محمدؐ قلی (ص ۱۹ - کلیات)

(۲) مسجد تھا موں پر پیٹ میں تبخانہ تھا تو کا ہے کوں
باتاں مٹھیاں کر کے چلے جو دل میں یو کڑواس تھا
ہاشمی (ص ۴ - دیوان)

(۱۳۳) دکنی میں بعض الفاظ ایسے ملتے ہیں جنھیں مذکر اور مونث دونوں طرح سے استعمال کیا گیا ہے۔

ناؤں (مذکر)۔ جیسے:

ہزار اور ایک اس کا ناؤں
وجہی (ص ۲ - سب رس)

ناؤں (مونث)۔ جیسے:

جس کی ناؤں خدا ہے دو سب سوں ملیا ہوا سب سوں جدا ہے
وجہی (ص ۱ - سب رس)

غزل (مذکر) جیسے

غواصی صاف باتاں سوں سراسر یو غزل تیرا
امولک ڈھال موتیاں کا پچھل انبار ہو آیا
غواصی (ص ۱۱۴ - کلیات)

غزل (مونث)۔ جیسے:

جو میں غواص یو میٹھی غزل کھیا سو سُن
فدا ہوں میں تری باتاں پر از نبات کھیا
غواصی (ص ۱۱۴ - کلیات)

خنجر (مذکر) جیسے :-

ستم کا گرتنگا خنجر جو ہوگا
عجب نیں ہے مگر ہوگا تو سوکا

ابن نشاطی (ص ۱۸ - پھولبن)

خنجر (مونث) جیسے :

تری خنجر جو ہے وو جھل جھلاتی
سو اس کا میان ہے دشمن کی چھاتی

ابن نشاطی (ص ۱۱ - پھولبن)

نیچے دیئے ہوئے شعر میں لفظ "مذہب" کو مذکر اور مونث دونوں طرح باندھا گیا ہے - جیسے :

دنیا میں تو لئی جنس کی مذہب ہے ولیکن
مذہب نہیں تج عشق کے مذہب تھے عجب تر

غواصی (ص ۱۲۰ - کلیات)

## (۲) تعداد

اسم عام جو ایک پر دلالت کرے واحد کہلاتا ہے اور جو ایک سے زیادہ پر دلالت کرے اسے جمع کہتے ہیں - جیسے پھول، پھولاں - مالی، مالیاں - کواڑ، کواڑاں وغیرہ -

کسی اسم کی تعداد میں تبدیلیاں دو صورتوں میں ہوتی ہیں - ایک وہ صورت ہے جبکہ اسم کے بعد حروف مغیرہ یعنی حروف ربط نہ آئیں - دوسری صورت یہ ہے کہ اسم کے بعد حروف مغیرہ استعمال ہوں پہلے

ان تبدیلیوں کی تفصیل بتائی جاتی ہے جبکہ اسماء بغیر کسی حرف مغیرہ کے آتے ہیں۔ چند عام قاعدے یہ ہیں:

(۱) ایسے واحد مذکر الفاظ جو "الف" یا "ہ" پر ختم ہوتے ہیں۔ جمع میں "الف" یا "ہ" یائے مجہول سے بدلتی ہے۔ جیسے:

(۱) ذاکھ دانے انگلیاں کی بوٹ ہیں
رنگ بوٹاں ہیں مٹے عناب ہست
محمد قلی (ص ۴۸ - کلیات ج-۲)

(۲) جیوں حافظ بولیا ہے دل کے گھر کے دروازے کھولیا ہے۔
وجہی (ص ۱۷- سب رس)

(۳) ایسیاں رنگیلیاں چھبیلیاں سوں مل مل دائم تماشے دیکھتی
وجہی (ص ۶۸- سب رس)

(۲) اردو میں ایسے واحد مذکر اسما، جن کے آخر میں "الف" یا "ہ" نہ ہو۔ ان کی واحد اور جمع دونوں میں یکساں صورت رہتی ہے برخلاف اس کے دکنی میں ان کی جمع (اں) سے بنائی جاتی ہے۔

| واحد | جمع |
|---|---|
| عابد | عابداں |
| مالی | مالیاں |
| خیال | خیالاں |
| قاصد | قاصداں |

جیسے: (۱) کریں طاقت گنوا کر عابداں میخانہ کوں سجدا
کیا زنار میں تسبیح دیکھن روئے زیبا را
محمد قلی (ص ۲۰- کلیات - ج-۲)

(۲) قدرتی پھولاں کا سہرا باندھے ہیں تج سیس اوپر
دیکھ مالیاں ہاتھ جوڑے نیٹس ہیں اے پھول بوستانی۔
محمدؐ قلی (ص ۲۸ - کلیات - ح-۱)

(۳) خال ہندو کا بھلا کر ج کیا ہے بت پرست
سب خیالاں اپنے سرٹے، کرتا ہے میرا خیال دست
محمدؐ قلی (ص ۴۹ - کلیات - ح-۲)

(۴) تچھیں کون آتا سو لینے خبر
دیے دل میں اس قاصداں بھیج کر
نصرتی (ص ۲۹۵ - گلشن عشق)

(۲۳) جن واحد مونث اسماء کے آخر میں "ی" "الف" اور "یا" ان تینوں میں سے کوئی ایک حرف نہیں ہوتا اردو میں ان کی جمع آخر میں "ی ن" بڑھا کر بناتے ہیں، لیکن دکنی میں ایسے الفاظ کی جمع "اں" سے بنائی جاتی ہے - جیسے:

(۱) یو چاند سور ستارے نت اس کی خدمت میں
ادب سوں باندھ کھڑے ہیں صفاں یمین و یسار
غواصی (ص ۴۴ - کلیات)

(۲) عجب چالیس بھریاں ہیں عورتاں یو
نہ جانوں کاں تے سیکیاں حکمتاں یو
وجہی (ص ۲۱۳ - سب رس)

(۳) جگت کوں کے سناتا نیں ہے باتاں
شکر پر گئی توں لکھتا نیں براتاں
ابن نشاطی (ص ۲۰ - پھولبن)

(۴) دکنی میں مذکر اور مونث دونوں اسما کی جمع زیادہ تر "اں" ہی سے بنائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ضمائر، افعال فعل ناقص وغیرہ کی بھی جمع "اں" سے بنائی جاتی ہے۔ جیسے:

(۱) ہمیں سب اس کے غلاماں ہیں، عاشقاں کے دلاں کے داماں ہیں
وجہی (ص ۸۸۔ سب رس)

(۲) لطافت ایسیاں چاند جیسیاں، سگھڑ سہیلیاں سوں مل مل، ایسیاں رنگیلیاں، چھبیلیاں سوں مل مل دائم تماشے دیکھتی پھرتی تھی۔
وجہی (ص ۶۸۔ سب رس)

(۳) نندلاں ایسیاں نبھاسیاں ماں نجھے چل کرکے یہی کھینگیاں
انگاما کیس بھی پڑتا ہے لپٹ اوڑ کمر تمراٹی کا
ہاشمی (ص ۲۷۔ دیوان)

(۵) دکنی میں فاعل اگر جمع مونث ہو تو فعل کی بھی جمع "اں" ہی سے بنائی جاتی ہے۔ جیسے:

(۱) سورج، چند آئے مہماں ہو کہ مہمانی ہوئی ستہ گھر
خوشیاں سوں ناچتیاں بجلیاں بدل عشرت کے چھاتے ہیں
محمد قلی (ص ۱۵۶۔ کلیات۔ ح۔۱)

(۲) محبت پیالہ پریاں لے کھڑیاں
دِسے یوں ان ہت میں جیوں سورچند
محمد قلی (ص ۸۵۔ کلیات۔ ح۔۲)

(۳) حوراں ترستیاں ہیں اس باغ کے پھول کا طرہ لاتے
وجہی (ص ۶۷۔ سب رس)

(۴) تج لٹاں کے ہر ایک بیچ میں آج
لک بلایاں رہیاں ہیں ڈر ڈر کر
غواصی (ص ۱۱۷ - کلیات)

(۵) سیاہی یوں دکھے اس کے ادھر پر
کہ جیوں بیٹھیاں ہیں چمٹیاں آشکر پر
ابن نشاطی (ص ۸۲ - پھولبن)

(۶) دکنی میں اگر مضاف جمع مونث ہو تو حرف اضافت کی بھی جمع بنائی جاتی ہے۔ جیسے:

(۱) تمام معراج کیاں نشانیاں دکھلائے۔
خواجہ بندہ نواز (ص ۱۵ - معراج العاشقین)

(۲) ہمن دو کیاں ماواں بی اپنے منیں
ہمن تے بی لے کچ گھر دبا دھریں
نصرتی (ص ۱۶۲ - گلشن عشق)

(۳) یکس یک کے دل کوں گماتے چلے
بچن کیاں سڑیاں رہ پہ لاتے چلے
نصرتی (ص ۱۷۶ - گلشن عشق)

(۴) توں جھانک کر دیکھے پہ ٹک سکھ چین کیاں فوجاں کوں لے
یک پل میں اب ماروں گا میں غم کے غنیم کوں کھید کھید
ہاشمی (ص ۵۶، ۵۷ - دیوان)

(۵) سارے قبیلے کیاں بی بیاں کتیاں مجھے یوں ہاشمی
اوئی [illegible] ان ہر دو کے دیتا گک سوں

بعض اوقات حرف اضافت کی جمع کے خلاف بھی عمل ہوتا ہے جیسے:

(۱) جبرائیل کی باتاں سننا

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۰۔ معراج العاشقین)

(۲) نظر کوں مارنے خاطر نظر کی انکھیاں باندیا۔

وجہی (ص ۸۹ - سب رس)

(۷) جمعُ الجمع۔

دکنی میں بعض اوقات جمع الفاظ کی بھی جمع بنائی جاتی ہے۔ اس کو جمعُ الجمع کہتے ہیں۔

لفظ "عاشق" کی عربی جمع عشاق ہے اور اس کی جمعُ الجمع "عشاقاں" بناتے ہیں۔ جیسے:

(۱) پرم پیو کا ہمارا جیو سنجیو
پرم پنتھ میں ہے عشاقاں کا یہ نیم

محمدؐ قلی (ص ۳۲۲۔ کلیات۔ ج۔ ۱)

(۲) نہ جانوں ناز کا تعلیم کاں لیتا ہے او لالن
دلیکن دلبری کا علم عشاقاں سکاتے ہیں

بحری (ص ۱۶۷ - کلیات)

(۳) یو پانچ عناصراں کا ممتنعُ الوجود بوجیا تو پیر کا روح معلوم ہوئے گا۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۲۔ معراج العاشقین)

(۴) کل اصحاباں ہور خاص اصحاب مجلس میں حاضر تھے۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۳۱۔ معراج العاشقین)

(۵) مدے کے مدے لیاؤ جو صفاتیں ہیں تمام
یک پختہ برابر نہیں ہے سو لک خام
عبدالحق (ص ۱۸۳ - قدیم اردو)

(۸) تعظیم کے لئے بعض اوقات واحد کی بجائے جمع کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے:

(۱) حضور بلائے پان دیئے، بہوت مان دیئے ہور فرمائے کہ انسان کے وجود بیچ میں کچھ عشق کا بیان کرنا۔
وجہی (ص ۸ - سب رس)

(۲) حضرت رسالت پناہ بھی اسیچ جاگا کہے ہیں۔
شمس العشاق (ص ۷ - تاج الحقائق)

(۹) بعض اوقات واحد کو بطور جمع استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے:

(۱) اس پانچ خواص کا مراقبہ باندھنا۔
خواجہ بندہ نواز (ص ۱۳ - معراج العاشقین)

(۲) سو اس کاماں پو کوئی شاہاں نہ جانا
کہے ہیں عقل کے یوں پہلوانا ں
ابن نشاطی (ص ۱۰۳ - پھولبن)

(۳) عجب بے رحم معشوقاں ہے یاراں اس زمانے کے
جو عاشق کچ کیے سن کچ اپ بچن اس پھراتیاں کی
محمد قلی (ص ۲۴۵ - کلیات - ح - ۲)

(۴) دنیا میں ہر ایک کام کوں وسیلے بہوت ہے، دنیا میں مکر ہور حیلے بہوت ہے
وجہی (ص ۶۲ - سب رس)

(۱۰) وقت، ناپ تول اور سمت کے الفاظ جمع کے موقع پر بھی واحد ہی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے :

(۱) یو پھل بن تین مہینے لگ لگایا
پُنم کا چاند ہو پورا تو آیا
ابن نشاطی (ص ۱۷۳۔ پھولبن)

(۲) عجب خوش وقت کے میانے دکھی یک بال کی چنچل
سہاوے نوجوانی میں سو چودہ سال کی چنچل
ہاشمی (ص ۱۲۴۔ دیوان)

یہ اسموں کی تعداد میں غیر تبدیلی کا ذکر تھا، اب حروف مغیرہ یعنی کا، کیرا، کی، کے، کوں، پر، تے، سوں، تلک، لگ، نے وغیرہ کے آنے سے اسموں میں جو ردو بدل ہوتا ہے اس کو بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) ایسے واحد الفاظ جن کے آخر میں الف یا ہ ہو وہ حروف مغیرہ کے آنے سے یائے مجہول سے بدل جاتے ہیں۔ جیسے :

(۱) نقاب کبریا دور ہونے میں اللہ بندے کا وصل ہوا
خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۲۔ معراج العاشقین)

(۲) اجھوں بات پردے میں ہے
وجہی (ص ۳۵۔ سب رس)

(۳) جکوئی خلیفے کوں سمجھیا سو خدا کوں سمجھیا
وجہی (ص ۴۱۔ سب رس)

(۴) سونے کے پانی سوں لکھ رکھنا یو تیری بات
وجہی (ص ۵۰۔ سب رس)

(۵) دیا عشق کی بات کوں توں سلاو
کیا کہنہ قصہ زمانے نے یاد

نصرتی (ص ۳۷۔ گلشن عشق)

(۶) جتے اس شناس کے پیالے سوں بہتے ہیں

وجہی (ص ۲۴۔ سب رس)

حسب ذیل الفاظ اس قاعدے سے مستثنا ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

الف ۔ ہندی اور عربی کے بعض سہ حرفی الفاظ۔ جیسے:

(۱) نبی کے دیا تھے قیامت تلک تم
گنا دو نبی کے سو مولود لاکھاں

محمدؐ قلی (ص ۲۴۔ کلیات۔ ح ۱۔)

(۲) حقیقی پیا سوں مجازی سیتیں
جو نسبت کرے گا تو پاوے عتاب

محمدؐ قلی (ص ۱۲۔ کلیات۔ ح ۲۔)

(۳) برہ کا درد کرو سنج پرت کی یاداں سوں
اے دوتوں مل چلیں گے تو کریں گے ہم پرواز

محمدؐ قلی (ص ۱۲۴۔ کلیات۔ ح ۲)

(۴) کھڑے اچھتے ہیں جوں ہر یک گئی آ
رضا کی انتظاری سات گویا

ابن نشاطی (ص ۲۹۔ پھولبن)

(ب) عربی فارسی کے بعض تین سے زیادہ حرف والے الفاظ جیسے،

(۱) سب معانی کے گناہاں بخش اپنے لطف سوں
تیرے در بن مدعا کا در نہیں اے بادشاہ
محمد قلی (ص ۲۴ - کلیات - ج ۱)

(۲) چھوٹن ہار تیرے تے جگ اچھے
شفاعت تری انبیاء لگ اچھے
نصرتی (ص ۱۴ - گلشن عشق)

(۳) تنہائی دانا کا خلاصا ہے - تنہائی دانا کا خاصا ہے۔
وجہی (ص ۷۸ - سب رس)

(۴) محبت کوں پالی، اپنے آشنا تے بولی کام ہوا ہے مشکل۔
وجہی (ص ۱۹۲ - سب رس)

(۵) دریا سیتی قطرہ بھار پڑیا تو قطرا ہوا۔
وجہی (ص ۲۵ - سب رس)

(۶) احمد مرسل جو ہیں پیغمبراں کے بادشاہ
کئے ہیں مردار اس دنیا کوں ہو طالب کوں کلاب
غواصی (ص ۳۸ - کلیات)

(۲) ایسے الفاظ، جن کے آخر میں "الف" یا "ہ" نہ ہو وہ حروف مغیرہ کے آنے سے تبدیل نہیں ہوتے - جیسے،

(۱) حضرت نے بولے اے اخی جبرئیل اللہ کے میرے درمیان ہستی پردا ہے۔
خواجہ بندہ نواز (ص ۲۰ - معراج العاشقین)

(۲) پانی میں ماٹی، پانی میں پانی، پانی میں آگ، پانی
میں بارا، پانی میں خالی۔
خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۲۔ معراج العاشقین)

(۳) موں پو مسجد، دل میں بت خانہ۔
وجہی (ص ۱۔ سب رس)

(۴) خصوصاً جو ہستی کرا باغباں
بنایا سو کونین کی داستاں
نصرتی (ص ۱۷۔ گلشن عشق)

(۵) عجب تیری قدرت کیرے کام ہے
سمجھنے وو قدرت کسے فام ہے
وجہی (ص ۴۔ قطب مشتری)

(۳) وہ اعداد جن کے آخر میں "اں" ہو، حرفِ مغیرہ کے آنے سے "یں"
سے بدلتے ہیں۔ جیسے:
صدی آٹھویں میں تہیں اے ولی
کیا تازہ جنت میں جانِ علی
نصرتی (ص ۲۶۔ گلشن عشق)

(۴) وہ جمع مذکر الفاظ جن کے بعد حروف مغیرہ آنے سے جمع کی
علامت بدستور قائم رہتی ہے۔ جیسے:
(۱) واں دیکھیں بریاں کا کیا حال ہے، ہور بھلیاں کے
ہاتھ میں کیا آتا ہے۔
وجہی (ص ۴۸۔ سب رس)

(۲) زحل چھپ رہیا سات پردیاں کے آڑ
جیتے جیو لیا سیس اپس بھئی میں گاڑ
نصرتی (ص ۳۲ - گلشن عشق)

(۳) یقین جان کہ تیرے قدیم بندیاں میں
غواص آج جو ہے طوطئ شکر گفتار
غواصی (ص ۴۷ - کلیات)

(۴) عرش پایا ہے تمن پنج گوہراں تھے روشنی
نیش فرشتیاں کوں رضا صلواۃ بھیجیں تمنے باج
محمد قلی (ص ۴۶ - کلیات - ج-۱)

(۵) پانی پیوے گا سو وسواس کے قطریاں میں ڈوبے گا۔
خواجہ بندہ نواز (ص ۲۵ - معراج العاشقین)

(۵) اُردو میں اسم مونث ہو تو حرف ربط کے آنے سے جمع مونث کا "ان" یا "ی ن" "ون" سے بدلتا ہے۔ لیکن دکنی میں حرف ربط کے آنے سے جمع کے "ان" علی الحالیہ قائم رہتے ہیں۔ جیسے:

(۱) مد کے پیالیاں کا دور پھرتا ہے
نُقل مد کا کہاں کباب کہاں
محمد قلی (ص ۱۷۴ - کلیات ج-۲)

(۲) برہ کا درد کرو پرت کی یاداں سوں
اے دونوں مل چلیں گے تو کریں گے ہم پرواز
محمد قلی (ص ۱۲۴ - کلیات - ج-۲)

(۳) جلیا ہے جیو میرا انکھیاں ییں لالی
کہ تج انکھیاں میں یو جیو کا جلا ہے
غواصی (ص ۱۶۳ - کلیات)

(۴) کلیاں پر ٹھنڈا نیر سٹ چھب سوں دیں
ہنسا تس مکدر او نیندیاں کے تیں
نصرتی (ص ۴۷ - گلشن عشق)

(۵) بعض اوقات دکنی میں اسم کی جمع کے بعد حرف مغیرہ کے آنے سے "ان"، "دن" سے بدل جاتے ہیں - جیسے:

(۱) کانوں سوں جبریئل کی باتاں سننا -
خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۳ - معراج العاشقین)

(۲) اٹھیا تھا پھول کا سب ٹھار مہکار
کھلے تھے پھول جھاڑوں پر ہر ایک ٹھار
ابن نشاطی (ص ۳۸ - پھولبن)

(۳) سدا کی بختور ہے توں تیرے بختوں کے سوں کھانا
ملے پر ہاشمی آکر تو بھو تیچ بختور ہوئی ہے
ہاشمی (ص ۲۵۲ - دیوان)

## (۳) حالت

اسم کی حالت بھی لوازم اسم سے ہے - چنانچہ معنی کے اعتبار سے اسم کی چند حالتیں ہیں جو یہ ہیں:

(۱) فاعلی حالت -

(۲) مفعولی حالت ۔

(۳) ندائی حالت ۔

(۴) خبری حالت ۔

(۵) اضافی حالت ۔

(۶) ظرفی حالت ۔

(۷) طوری حالت ۔

(۱) **فاعلی حالت** ۔ اگر اسم سے فعل صادر ہو تو اسم کی یہ حالت فاعلی حالت کہلاتی ہے ۔ جیسے :۔

(۱) دِل تنظر کوں اپنے ہم راز کیا بہت سرفراز کیا ۔

وجہی (ص ۱۲۵ ۔ سب رس)

(۲) لوگاں ناخوشی سوں مرتے ہیں ۔

(شمس العشاق (ص ۸۸ ۔ مخطوطہ تاج الحقائق)

(۳) جتے عاقلاں نے عقل دوڑکے آخر عشق کی بے آرامی میں آکر آرام پائے ۔

وجہی (ص ۲۱ ۔ سب رس)

اوپر کی مثالوں میں دل، لوگاں اور عاقلاں فاعلی حالت میں ہیں ۔

(۲) **مفعولی حالت** ۔ جب اسم پر کسی فعل کا اثر پڑتا ہے تو اس کی یہ حالت مفعولی حالت کہلاتی ہے ۔ دکنی میں مفعولی حالت "کوں" سے ظاہر ہوتی ہے اور کبھی "کو" اور "تے" سے ۔ جیسے :

(۱) عشق خدا کوں بھید دیا ۔

وجہی (ص ٦ ۔ سب رس)

(۲) اس کتاب کا ناؤں سب رس، سب کو پڑھنے آوے ہوس۔

وجہی (ص ۹۔ سب رس)

(۳) محبت کوں پالی۔ اپنے آشناتے بولی۔

وجہی (ص ۱۹۲۔ سب رس)

اوپر کی مثالوں میں خدا، سب، محبت اور آشنا مفعولی حالت میں ہیں۔

(۳) **ندائی حالت**۔ جب اسم منادیٰ ہوتا ہے یعنی جب اسم کو ندا دی جاتی ہے تو اسم کی یہ حالت ندائی حالت کہلاتی ہے۔ جیسے:۔

(۱) اے عاشق، اے رہ رو، اے نیک تو کئیں دیکھتا ہے تو اس دیکھنے میں کیا ہے سو دیکھ۔

وجہی (ص ۱۱۹۔ سب رس)

(۲) اے عزیز او فرشتیاں کے معنی سن

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۵۔ معراج العاشقین)

جب منادیٰ جمع ہوتا ہے خواہ وہ مذکر ہو یا مونث دکنی میں اس کے آگے "اں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے:

طمع داری بری ہے اے عزیزاں
نہیں کچھ خوب اے صاحب تمیزاں

ابن نشاطی (ص ۴۳۔ پھولبن)

اوپر کی مثالوں میں عاشق، عزیز، عزیزاں اور صاحب تمیزاں ندائی حالت میں ہیں۔

(۴) **خبری حالت**۔ جب اسم کوئی خبر دیتا ہے تو اسم کی یہ حالت

خبری حالت کہلاتی ہے۔ جیسے:

(۱) ایک شہر تھا، اس شہر کا ناؤں سیستاں، اس سیستاں
کے بادشاہ کا ناؤں عقل

وجہی (ص ۱۶۔ سب رس)

(۲) اتھا وو معتقد جوگیاں سوں دائم
ملے وو خاک کے بھوگیاں سوں دائم

ابن نشاطی (ص ۶۱۔ پھولبن)

اوپر کی مثالوں میں شہر، سیستاں، عقل اور معتقد خبری حالت میں ہیں۔

**(۵) اضافی حالت** — جب ایک اسم کا تعلق کسی دوسرے اسم سے ظاہر کیا جاتا ہے تو اس کی یہ حالت اضافی حالت کہلاتی ہے۔ جیسے:

(۱) درس دیکھن کوں نیس ممکن منجے وو بخت کاں ہے جو
میں اپنے ہاتھ میانے لے پیا کا ہاتھ مل بیسوں

غواصی (ص ۱۳۴۔ کلیات)

(۲) رضا لے کر سٹیں ابر بہاراں
گلے میں باغ کے موتیاں کے ہاراں

ابن نشاطی (ص ۳۷۔ پھولبن)

(۳) برہ کی آگ لا پانی ایس کے دل کے لہو کا کر
کدھاں لگ یو نچ اوٹنا دونوں انکھیاں کے بھاجریں

ہاشمی (ص ۱۵۷۔ دیوان)

اوپر کی مثالوں میں پیا، موتیاں اور برہ اضافی حالت میں ہیں۔

(۶) **ظرفی حالت** - جب کسی اسم کا تعلق وقت یا جگہ سے ظاہر ہو، اس کی یہ حالت ظرفی حالت کہلاتی ہے۔ ظرفی حالت میں اسم کے ساتھ عموماً میں، منے، تے، اپرال، وغیرہ حروف ربط آتے ہیں۔ جیسے:

(۱) جو پڑنے سٹے شہ کوں مکتب منے
ہنر سیک ہنروند ہوا سب منے
وجہی (ص ۲۳ - قطب مشتری)

(۲) صبا حشر کی اس گلستان تے
معطر اچھے بوئے ایمان تے
نصرتی (ص ۱۴ - گلشن عشق)

(۳) وو شہ یک دیس مجلس کوں بھر اکر
جو بیٹھا تخت کے اپر ال آکر
ابن نشاطی (ص ۶۰ - پھولبن)

اوپر کی مثالوں میں مکتب، گلستان اور تخت ظرفی حالت میں ہیں۔

(۷) **طوری حالت** - اسم سے جب کوئی طور، طریقہ، ذریعہ، سبب اور مقابلہ جیسی کوئی کیفیت معلوم ہو تو اس کی یہ حالت طوری حالت کہلاتی ہے۔ جیسے:

(۱) میرا بس چلے تو اُسے چھریاں سوں بھوکوں۔
وجہی (ص ۲۵۷ - سب رس)

(۲) اظہار کیا کروں کہ تجے حال سب ہے فام
تصدیق تج زبان سنے دنیا ہے قیل وقال
غواصی (ص ۶۳ - کلیات)

اوپر کی مثالوں میں چھریاں اور زبان طوری حالت میں ہیں۔

# اَسُمَا کی تصغیر و تکبیر

اسم میں کسی وجہ سے معمولی تغیر کر کے تصغیر کی کیفیت پیدا کی جاتی ہے تو اس کو اسم کی تصغیر کہا جاتا ہے۔ تصغیر محبت یا حقارت کے لئے آتی ہے یا اس سے چھٹائی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

بعض اوقات لفظ میں کچھ تبدیلی کر کے یا اس کے آگے چند حروف بڑھا کر اسم کی تصغیر کی جاتی ہے۔

اسم کے آگے "ڑی" کے اضافے سے۔ جیسے:

ہے کون یہاں جو استری تمنا ملے گی رات دن
دو آملے گی شوخڑی جس پر بڑیاں کا نہیں ہے داب

ہاشمی (ص ۳۶۔ دیوان)

کبھی مذکر لفظ کو مونث کرنے سے بھی اسم کی تصغیر ہوتی ہے۔ ٹوکرا سے ٹوکری، ڈبا سے ڈبی، ڈھولک سے ڈھولکی وغیرہ۔

جیسے: (۱) کھوپی کے پھل لڑیاں ہیں جیوں ٹوکریاں کے جھیلے
منج شمع مجلس اوپر او شمع کوں ہوائے

محمد قلی (ص ۹۳۔ کلیات۔ ح۔۱)

(۲) کیس یوں بی بیاں شیشے ڈبیاں بھر بھر رکھو خوشبوئی سوں
میں جواب دیوں ساقی نیں یاں خوشبوی بھروا کیا کروں

ہاشمی (ص ۱۳۱۔ دیوان)

(۳) گانا تو کاں کا سننا ہنکار ڈومنیاں سوں
تو گئی ہے کوٹھری میں جو ڈھولکی بجی ہے

ہاشمی (ص ۲۹۰۔ دیوان)

# تکبیر

تصغیر کی ضد تکبیر ہے۔ جس طرح اسم کی تصغیر کی جاتی ہے اسی طرح تکبیر بھی کی جاتی ہے۔ تکبیر کا مقصد عظمت اور زیادتی کا اظہار ہے۔

بعض اوقات اسم کے آگے "شہ" کا اضافہ کرکے اسم کی تکبیر بنائی جاتی ہے۔ جیسے:

(۱) غواص اس کا داس ہے دل جیوں راسک راس ہے
شہباز کی منج آس ہے جگ کوں مدد شہباز ہے
غواصی (ص ۱۷۱ - کلیات)

(۲) اتھی خوبصورت ہیں جیوں شہ پری
ولیکن پری سوں اتھی برتری
مقیمی (ص ۸۴ - چندر بدن ومہیار)

# صفت

جس کلمے سے اسم کی کوئی حالت یا کیفیت ظاہر ہو اس کو صفت کہتے ہیں۔ صفت سے اسم کی تخصیص ہو جاتی ہے۔

صفت کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) صفت ذاتی۔

(۲) صفت نسبتی۔

(۳) صفت عددی۔

(۴) صفت مقداری

(۵) صفت تنکیری۔

(۱) **صفت ذاتی**۔ وہ صفت ہے جو موصوف کی ذات میں پائے جائے اور مستقل ہو۔ جیسے:

(۱) پرانا ہو رہیا تھا عشق میرا
سو تازہ کر اُسے پھرتے چھڑیا ہوں
غواصی (ص ۱۳۱۔ کلیات)

(۲) کنور کا جو من میں دونوں کے بھید
ہوئے تھے جو رو رو کے دیدے سفید
نصرتی (ص ۲۹۷۔ گلشن عشق)

صفت ذاتی بعض اوقات دو لفظوں یعنی دو ھندی، دو فارسی یا فارسی عربی سے مل کر بھی آتی ہے۔ جیسے:

(۱) وجھی بھوگنی گن بھریا، تسلیم کر کر سر پر ہات دھریا۔

(وجھی ص ۸۔ سب رس)

(۲) نیک بخت۔ برخوردار شیریں گفتار

(وجھی ص ۴۳۔ سب رس)

(۳) سمج پن وہ درویش روشن ضمیر
ستم کی کیا کدنہ دیکھا اس کے دھیر

(نصرتی ص ۷۶۔ گلشن عشق)

اردو کے "سا" اور "سے" کی طرح دکنی میں بھی "سا" کے علاوہ "سری کا" "سوں" "تے" اور "تھے" وغیرہ اسموں کے بعد استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان سے مشابہت، مبالغہ یا مقابلہ ظاہر ہوتا ہے۔

جیسے: (۱) بنائے وہ جیوں آرسی سا محل
صفا صدر تس بیں کئے بے بدل

(نصرتی ص ۸۸۔ گلشن عشق)

(۲) برہ سات ہر دم درونے کوں کھونچ
رگت بھر سہے لعل سی لال چونچ

(نصرتی ص ۲۱۲۔ گلشن عشق)

(۳) ہمیں تو جیو مر لیکا دھن سٹے ہیں وار تمنا پر
تمھیں اجھوں لگوں یاری ہمارے ستا نئی کرتے

(ہاشمی ص ۲۳۱۔ دیوان)

(۴) بال سوں باریک اس کا تیر

وجہی (ص ۱۹۹ - سب رس)

(۵) شہد تے ہے میٹھا تیرا رسنا
ہم شکر تھے میٹھی تیری گالی۔

غواصی (ص ۱۷۰ - کلیات)

(۶) کہ یو نازک سندر نازک پگاں کی
یو نازک پھول تے نازک ڈگاں کی

ابن نشاطی (ص ۱۳۹ - پھولبن)

(۷) کہ یک کوئی شاہ تھا اول عجم میں
تھا مشہور حاتم سوں کرم میں

ابن نشاطی (ص ۷۸ - پھولبن)

(۸) فلک تے بلند پایہ تج تخت کا
ترا تاج سو سایہ باں تخت کا

نصرتی (ص ۳۰ - گلشن عشق)

(۹) نس دن زباں پہ میرے جاگا گیا ہے آکر
شہد و شکر تے میٹھا تیرا ج نام بولو

ہاشمی (ص ۲۱۲ - دیوان)

(۱۰) یو تھا روئی کے گالے تے دل نرم تر
سٹیا تس میں تو شعلۂ گرم تر

نصرتی (ص ۱۱۹ - گلشن عشق)

بعض اوقات صفت کے آگے چند الفاظ اس غرض سے بڑھائے جاتے ہیں کہ اس سے صفت میں زیادتی یا شدت ظاہر ہو۔ جیسے:

(۱) غرض بہوت نادر باتاں بولیا ہوں، دریا ہو کر موتیاں رولیا ہوں۔

(وجہی ص ۱۲۔ سب رس)

(۲) خلاصہ پا سو لچھن کا کہے تو ہاشمی پھر پھر
مجھے مخلص جو دیکھی تو ہوئی ہے لئی سندر مخلص

(ہاشمی ص ۹۷۔ دیوان)

(۳) اول تے دیکھ کر سبھی ترا موں
بڑا فتنہ بڑا مکار ہے توں

(ابن نشاطی ص ۱۲۰۔ پھولبن)

(۴) ادک نازوک جاگا ہے پیا کے وصل کا جاگا
جنے پائے وو جاگا جیوں سوں بندہوں اُن کا میں

(غواصی ص ۱۲۷۔ کلیات)

# منفی صفات ذاتی

چند علامتیں ایسی ہیں جن کے اضافے سے صفت ذاتی، نفی کے معنی دیتی ہے۔ یہ علامتیں صفت کے آگے بڑھائی جاتی ہیں۔

نا ــــ نااہل۔ جیسے:۔

نااہل پاس جو سوال کرتا ہے وو جیو نا نیں مرنا ہے۔

(وجہی ص ۴۷۔ سب رس)

ن ــــ نڈر۔ جیسے:

(۱) عشق نڈر عشق کوں کس کا ڈر۔

وجہی (ص ۴۔ سب رس)

(۲) ملوں گی ہوئے ولے ڈر ہے ہر ایک بی بی کی اوتی تقدیر
نڈر عورت نڈر عورت نڈر عورت لگر ہوئیگی

ہاشمی (ص ۲۵۴۔ دیوان)

نر ــــ نرگن۔ جیسے:

(۱) لگیا ہاتھ یو کس تو سری سگن
دیکھے بے ہما تو وہ نرگن کا گن

جانم (مخطوطہ ن ۵۴۳۔ پنج گنج)

نر ــــ نراس۔ جیسے:

(۲) وہ جھاڑ اچھ نراس، کون آوے گا اس جھاڑ پاس۔

وجہی (ص ۱۳۹۔ سب رس)

بے ــــ بے حد۔ جیسے:

وو بے حد اس کی صفت کوں کاں ہے حد۔

وجہی (ص ۱۔ سب رس)

# (۲) صفت نسبتی

صفت نسبتی وہ ہے جو کسی اسم کی نسبت اور علاقے کو ظاہر کرے۔ جیسے:

(۱) نظر کی ماں تھی ہندوستانی، سیاہ پیشانی باپ تھا ترکستانی

وجہی (ص ۸۶۔ سب رس)

(۲) ہمیں ہندی اگر جھگڑے پر آویں
گھڑی میں مار مصریاں کوں بھگاویں
ابن نشاطی (ص ۱۲۸ - پھولبن)

(۳) اوپرا طلسی جیوں منڈپ اونچ قدر
تلیں جیو کرے سبز مخمل کی صدر
نصرتی (ص ۱۸۰ - گلشن عشق)

(۴) ہوا رنگ مج زعفرانی قرار
سورج ہنس پڑے دیکھ بے اختیار
نصرتی (ص ۲۰۴ - گلشن عشق)

(۵) مت پھاڑ کئی تو پھاڑی چوری چھپے تے ساڑی
اجڑی کوں کل پنھائی سالو برہان پوری
ہاشمی (ص ۲۲۳ - دیوان)

دکنی میں ہندی کی چند ایسی علامتیں بھی مستعمل ہیں، جن کو اسم کے آگے لگانے سے صفت نسبتی بنتی ہے۔

(۱) "لا" یا "لی" کے اضافے سے۔ جیسے:

(۱) پیا سالونلا من ہمارا بھلایا
نزاکت عجب سبز رنگ میں دکھایا
محمد قلی (ص ۲۳۳ - کلیات ج ۱)

(۲) نھنی سانولی پر کیا ہوں نظر
خبر سب گنوا کر ہوا بے خبر
محمد قلی (۲۳۳ - کلیات - ج ۱)

(۲) "یالا" کے اضافے سے۔ جیسے:

لچھن گن کے سو بالوں سوں بھنور ہو رہے ہیں رسیالے
کتے ہیں گلرخاں کا بھی بڑا گلزار کرتے ہیں

ہاشمی (ص ۱۴۷۔ دیوان)

(۳) "سا" کے اضافے سے۔ جیسے:

رکنے سکھلائی اے پیارے اتا تمنا کوں ہٹ کرنے
تمارے چاند سے موں پہ یہ بادل سا گھونگٹ کرنے

ہاشمی (ص ۲۴۲۔ دیوان)

# (۳) صفت عددی

صفت عددی وہ ہے جس سے اسماء کی تعداد ظاہر ہو۔ جیسے:

وہاں چار گھر تھے تین خراب، ایک بستا نہ تھا۔

خواجہ بندہ نواز (مخطوطہ ن ۵۴۲ ۔شکارنامہ)

## صفت عددی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) عدد معین۔

(۲) عدد غیر معین۔

(۱) وہ کلمہ، جس سے کسی شئے کی ٹھیک تعداد یا گنتی معلوم ہو اُسے

صفت عدد معین کہتے ہیں۔ جیسے:

نو باپاں کے ہور سات ماواں کے چار فرزند تھے۔

(خواجہ بندہ نوازؒ مخطوطہ ن ۲۴۲ ہ شکار نامہ)

عدد معین کی بھی تین قسمیں ہیں:

(۱) عدد معمولی۔

(۲) عدد ترتیبی۔

(۳) عدد اضحافی۔

(۱) **عدد معمولی**۔ وہ عدد ہے جس سے صرف تعداد ظاہر ہو۔ جیسے: جیو ہے یچ کسے ایک کسے چار۔

(وجہی ص ۴۷۔ سب رس)

ایک، یک یا یکس عدد معمولی ہے، لیکن معنوں کے لحاظ سے اس کا استعمال مختلف ہوتا ہے۔

(۱) ہر ایک کے معنی میں۔ جیسے:

ملا صنعت کے ہاتاں سو یک یک بال
بندیا محراب دو نیناں کے اُپر ال

(ابن نشاطی ص ۲۔ پھولبن)

(۲) کسی کے معنی میں۔ جیسے:

طھوے تے لوگاں ڈرتے ہیں تو آکر یکیں کی طاعت کرتے ہیں۔

(وجہی ص ۴۵۔ سب رس)

(۳) ایک دوسرے کے معنی میں۔ جیسے:

ایک کوں ایک ڈراتے، ایک کوں ایک داٹتے۔

(وجہی ص ۱۹۳۔ سب رس)

(۴) "ایکس" اور "یکن" اشخاص کے لئے مخصوص ہیں۔ جیسے:

ایکس تے ایک خوب ایکس تے ایک خوب تر

وجہی (ص ۷۔ سب رس)

یک کوں شہ کیتا یکن کوں مات لے ماتم سو کیا

بحری (ص ۱۴۴۔ کلیات)

(۳) **عدد ترتیبی**۔ وہ ہے، جس سے سلسلہ معلوم ہو۔ بعض نحوی اسے صفت عددی بھی کہتے ہیں۔ عدد ترتیبی کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ معین عدد کے آگے "واں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے:

پانچواں تن واحد الوجود، اس کا فرشتہ ابلیس۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۳۔ معراج العاشقین)

پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا اور چھٹا اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ ان کے بنانے کے لئے عدد معین کے آگے "واں" کا اضافہ نہیں کیا جاتا۔ جیسے:

(۱) پانچ ہوا سو پہلا تن یو باندے پانچ دار

خاکی تن کا فعل ہوا کو رسمی دیکھ بچار

شاہ دادل (مخطوطہ ن ۱۱۱۳۔ چار تن)

(۲) دوسرا تن ممکن الوجود، اس کا نگہبان اسرافیل

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۲۔ معراج العاشقین)

(۳) کنتے ہیں دو میں تیسرا یوں کہ جیوں ہے آنکھ میں کنکرا

جو کچھ حظ ہے سو کرا پنا دنیا دو پہر کی چھاؤں

ہاشمی (ص ۱۶۹۔ دیوان)

(۴) دیا ہر جگہ جوت تارے نمن
کتا تج ہے پہلا کہ چوتھا گگن

نصرتی (ص ۱۵۸ ۔ گلشنِ عشق)

کبھی عددِ معین کے آگے "وں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ افراد کی کلیت یا استغراق کو ظاہر کیا جائے۔ جیسے:

(۱) دونوں کوں دیک آیا ہر کسے یاد
مگر ایسے تھے شیریں و فرہاد

ابن نشاطی (ص ۵۸ ۔ پھولبن)

(۲) یو دونوں جنے مل کر منگتے۔

وجہی (ص ۱۳۲ ۔ سب رس)

(۳) بہر حال اس سند سوں دونوں کہ بات
اٹھے مہیکس کے یک لے ہات میں ہات

ابن نشاطی (ص ۱۵۴ ۔ پھولبن)

(۴) قرار آرام نیں ہے تو تھے ساتوں آسماناں میں
دو دھاری تیر بن میاناں کی کہ تیزی بڑھتی پیو کے

غواصی (ص ۱۴۲ ۔ کلیات)

(۵) ڈریا شہ کہ آئی قیامت مگر
کہ ساتوں ستارے پڑے دھرت پر

نصرتی (ص ۷۰ ۔ گلشنِ عشق)

(۶) کنے کو چپ کتی ہوں میں ولے یوں جی میں گھٹ گئی ہوں
نزیک ہو ہاشمی کے مل میں آٹھوں پہار بیٹھوں گی

ہاشمی (ص ۲۴۵ ۔ دیوان)

(۷) یو تینوں جھاڑاں نا مغرب میں نا مشرق میں
خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۲ - معراج العاشقین)

(۸) او سمیں ہرن کوں پکائے ہور چاروں ملکہ ہرن کوں کھائے۔
خواجہ بندہ نوازؒ (مخطوطہ ۲۴۲ ۵ شکار نامہ)

فارسی میں معین اعداد کے آگے "م" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے:
دویم سخاوت اچھے دل کا، سویم عمل اچھے دانائی کا، چہارم مرید کے مال سوں طمع نا کرنا حرص کا، پنجم نادانی کی بات نا کرے مریداں میں، ششم عقل اچھے، ہفتم شجاعت اچھے، ہشتم یاد میں رہنا، نہم حال پر حال ہوئے، دہم سوبوجھ کا مالک ہوئے۔
خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۹ - معراج العاشقین)

(۳) **عدد اضعافی**۔ وہ عدد ہے، جس سے گنی تعداد ظاہر ہو۔ عدد کے آگے "ہرا" یا "ہری" کے اضافے سے عدد اضعافی بنتا ہے۔ جیسے:

(۱) دے کر شفق سا شوخ رنگ سورج سا چھاپہ چھاپ کے
لائی تنگٹ کر دھوپ سار تہرا تنگٹ کر اوڑھنی
ہاشمی (ص ۲۵۳ - دیوان)

(۲) بہتر پشواز کے چولی اپر کتی شال بھی دوہری
لگے کیوں ہات ہاتھی مست کھنباری ہیں کی جکڑے سو
ہاشمی (ص ۲۱۵ - دیوان)

**عدد کسری**۔ وہ عدد ہے، جس سے کسی عدد یا مقدار کا کوئی جز ظاہر ہو۔ جیسے:

(۱) لیوا کسے ہے یا دماں پھر کر سنگاتی آٹے لگ
ایک پاؤ روٹی بس ہے سو آنار ہور ناریل کی
ہاشمی (ص ۲۷۰۔ دیوان)

(۲) بی بیاں سب یوں کتیاں مجھ ایک پھڑ کا اوڑتی کی نیں
کیوں بھاتا تمنا اوڑنا نوی دیڑھ پاٹ کی چادر
ہاشمی (ص ۶۲۔ دیوان)

(۲) **عدد غیر معین** - وہ کلمہ، جس سے چیزوں کی ٹھیک تعداد یا گنتی ظاہر نہ ہو۔ اسے صفت عدد غیر معین کہتے ہیں - عدد غیر معین کے لئے دکنی میں عام طور پر یہ الفاظ مستعمل ہیں :-

کتک، کتے، سب، سکل، سکلے، کِتے، یِتے، جِتے، وتے۔

جیسے :-

(۱) کتک دن کے پچھے دو جھاڑ لایا
لگایا جھاڑ ہور مقصود پایا
ابن نشاطی (ص ۴۰۔ پھولبن)

(۲) دکھایا کر عجائب کار باراں
دریا پر دو دو کے کتے پہاڑاں
ابن نشاطی (ص ۱۵۶۔ پھولبن)

(۳) عشق سب جا گا حاضر ناظر
وجہی (ص ۴۔ سب رس)

(۴) خلافت دے نبی کہے یوں کہ منج بعد از سو حیدر ہے
سکل مومن مسلماناں کوں دو جگ میں سو رہبر ہے
محمد قلی (ص ۸۔ کلیات۔ ج۔۱)

(۵) زمانے میں ترے سکلے ہیں چنگے
بغیر از سوئی نیں بھی کوئی بنگے

ابن نشاطی (ص ۱۹ - پھولبن)

(۶) کتیاں کے خوں کریں گے کی نین اس کے آج
کہ وو تو مدپی متی ہو نڈھالی جاتی ہے

غواصی (ص ۱۵۸ - کلیات)

(۷) کتے دھرتے اہیں بر عکس تاویل
کتاں کوں وہم سوں دیتے ہیں تمثیل

ابن نشاطی (ص ۳۱ - پھولبن)

(۸) تھے گھر بر گھر یتے اس شہر میں ٹھاٹ
کہ واں بارے کے نیں تھا شخص کوں باٹ

ابن نشاطی (ص ۹۴ - پھولبن)

(۹) جتے ہیں عاشقاں تیرے وُتے حاضر ہوئے ہیں آج
سکی منج سچ کہو اتنا تمیں تیرے کوں پیارے ہیں

غواصی (ص ۱۳۷ - کلیات)

(۱۰) بسندی ہیں خشکی پہ جس دھات کے
دسیں بحر میں سب وتے ذات کے

نصرتی (۱۲۹ - گلشن عشق)

بعض اوقات معین اعداد، غیر معین کے معنی دیتے ہیں۔ جیسے:

(۱) تج یاد تھے ہوئے ہیں سبھی طالباں کباب
ساقی پلا توں لطف سیتی اب تو یک دو جام

محمد قلی (ص ۱۶۸ - کلیات - ح - ۲)

"ایک دو" معین اعداد ہیں، لیکن یہاں غیر معین کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

(۲) چار لوگاں میں عزت پاتے۔

(وجہی ص ۱۶ - سب رس)

(۳) یہاں بی یک آدھے وقت کچھ دِس آتا ہے۔

(وجہی ص ۲۷۳ - سب رس)

(۴) ملنے اکیلی آئی ہے یاری ہے یو کس دھات کی
لیائی سنگاتی ناؤں کوں چھوری برس چھ سات کی

(ہاشمی ص ۲۳۴ - دیوان)

(۵) یک پل پیا بن دیس ہور جاتی گھڑی کٹی یاس کی
ہور سوے برس ٹلتے نہی یو رات بارہ ماس کی

(ہاشمی ص ۲۵۹ - دیوان)

# (۴) صفت مقداری

صفت مقداری، وہ ہے جو کسی شے کی مقدار کو ظاہر کرے۔ جیسے:

کٹی پوت بنگڑیاں تھے تو وو پشواز موتی اوڑھنی
پنچ سیر سونا پہنی ہوئی وو ہی بادلا اور تاس تھا

(ہاشمی ص ۳ - دیوان)

اتنا، جتنا، کتنا، ایتا، یتا، سگٹ، تمام، سگل، سگلا ات وغیرہ کے الفاظ جس طرح صفت عددی کے لئے آتے ہیں، اسی طرح صفت مقداری کے لئے بھی مستعمل ہیں۔ یہ اسموں کے ساتھ آکر چیزوں کی

مبہم تعداد کو ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے:

(۱) لگیا ہے ضرور اب منجے سو سنا
سجن تجھے درد دوکھ جتنا ہوا
نل اتنا اسوں عشق دھرتا جو تھا
دیکھ آخر تل اتنا سو کتنا ہوا

(غواصی ص ۱۱۱ - کلیات)

(۲) ہرناں میں ایتی تندی ایتی چالاکی کہاں ہے؟

(وجہی ص ۱۸۲ - سب رس)

(۳) تیا دھٹیا گی کیا پیاری جو انکھ منج انکھ کھولے لک
جوان بے کنت لینے کوں نہیں تج عار آتی کی

(محمد قلی ص ۲۳۸ - کلیات - ح ۲)

(۴) کتا بولوں نہیں سرتے سو باتاں
کتا کوں کوئی نیں کرتے سو باتاں

(ابن نشاطی ص ۱۶ - پھولبن)

(۵) جو دن دل میں جتا تھا منج وتا اس رین گیتی ہیں
مگر پیاری ٹھکانے نیں مجے آتی دورانے کی

(محمد قلی ص ۲۴۵ - کلیات - ح ۲)

(۶) توں پھل چاک دیکھ ہور لذت کوں فام
نہ کر مول سب کا سگٹے تین دام

(وجہی ص ۱۶ - قطب مشتری)

(۷) میں دیکھن ہارا، میری کچ قدرت منج پرتھی نیں، یہ تمام کیوں لکھوں؟
جانم (مخطوطہ ن ۱۰۴ کلمۃ الحقائق)

(۸) کرامت بچن سوں ولا سا اول
سمج کئی یو قصہ ہوا سو سگل
نصرتی (ص ۶۶ - گلشن عشق)

(۹) اونو بعد ازاں ہیں عمر نام دار
ہوا دین سگلا بھی لئی استوار
مقیمی (ص ۸۰ - چندر بدن و مہیار)

(۱۰) ارے ابلیس ات رحمت منگ اپنے حق تعالیٰ کن
اگر او دوست ہے غاصب تو مغضوبی سو میری ہے
بحری (ص ۲۲۲ - کلیات)

# (۵) صفت تنکیری

صفت تنکیری وہ کلمہ ہے جو صفت کا کام دیتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ کسی اسم کے ساتھ آتا ہے تو صفت کا کام دیتا ہے اور تنہا مستعمل ہوتا ہے تو ضمیر بن جاتا ہے۔ جیسے:

(۱) وہ میدان کے یک کنارے کوں دور
صفا باغ دستیا دھرتا سو نور
نصرتی (ص ۱۵۴ - گلشن عشق)

(۲) شراب میں مستی نیں وو شراب کیوں چڑے گا؟
وجہی (ص ۲۸ - سب رس)

(۳) جو عاقل ہے یو بات مانے وہی
قدر اس ادا کی پچھانے وہی

وجہی (ص ۱۶ - قطب مشتری)

(۴) یو خدا کی عنایت، یاں کیا شکایت، خدا بہوت بڑا بے نہایت۔

وجہی (ص ۱۶ - سب رس)

(۵) جو لب گرمی سوں غم کی سوک جاوے
سو لب کوں حبیب کا تھر نوک انپڑائے

ابن نشاطی (ص ۱۵۵ - پھولبن)

# صفتوں کی تذکیر و تانیث اور جمع

جس طرح کسی اسم کے آخر میں "الف" آنے سے اُسے مذکر مانا جاتا ہے اور یائے معروف آنے سے مونث، اسی طرح اکثر صفات میں بھی "الف" علامت تذکیر ہے اور یائے معروف علامتِ تانیث۔ صفت مذکر ہونے کی صورت میں اُس کا آخری حرف "الف" جمع میں یائے مجہول سے بدل جاتا ہے جیسے کالا سے کالے۔ اُردو میں عموماً مونث صفتیں واحد اور جمع میں یکساں رہتی ہیں، لیکن دکنی میں ان کی بھی "اں" کے اضافے سے جمع بنائی جاتی ہے۔ جیسے:

(۱) کالیاں گوریاں سکیاں کوں جگ میں جو تھیاں سو لبریا
کھونلی سکی کوں دیکھت میں سد بھولیا دکن ملیں

محمد قلی (ص ۲۳۷ - کلیات - ح - ۱)

(۲) کچیاں کونلیاں کنوانریاں ناریاں کلیاں کوں نوروز آیا
محمد صدقے قطبا کوں انندراں سوں ملایا ہے
محمد قلی (ص ۱۳۰ - کلیات - ج - ۱)

(۳) عورتاں بچاریاں بہت بھلیاں ہیں۔
وجہی (ص ۲۲۰ - سب رس)

(۴) رو رو کے نیل پڑے ہیں نیلیاں انکھیاں ہویاں بھی
تو دل ہیں ووی صورت ہے جو جھڑک گئے نیلے پر
ہاشمی (ص ۸۰ - دیوان)

(۵) یک وقت نئی یک وقت پر ملتی ہے باتاں کر منٹھیاں
جیو میں تمہارے کچھ اچھو ہمنا تو وئی یک لاک ہے
ہاشمی (ص ۲۶۲ - دیوان)

دکنی میں جس طرح مونث صفتوں کی جمع بنائی جاتی ہے، بعض اوقات اسی قاعدے کے مطابق مذکر صفتوں کی بھی جمع بنالی جاتی ہے۔

جیسے :(۱) اپے چل نہیں جانتے، دسریاں پر برا مانتے۔
وجہی (ص ۱۶ - سب رس)

(۲) خدایا منجے خیر دے شر ستی
نڈر کر بڑیاں کے بڑے ڈر ستی
وجہی (ص ۵ - قطب مشتری)

# ضمیر

ضمیر وہ کلمہ ہے جو اسم کی جگہ استعمال ہوتا ہے تاکہ اسم کی تکرار نہ کرنی پڑے۔

ضمیر کی حسب ذیل پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) ضمیر شخصی۔ (۲) ضمیر موصول۔ (۳) ضمیر استفہام۔ (۴) ضمیر اشارہ (۵) ضمیر تنکیر۔

## (۱) ضمیر شخصی

ضمیر شخصی وہ ضمیر ہے جو اشخاص کے ناموں کی جگہ استعمال کی جائے اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) جو شخص بات کرتا ہے اسے متکلم کہتے ہیں۔ دکنی میں ضمیر شخصی متکلم کے لئے میں، اپے، ہم، ہمن، ہمنا، ہمے اور ہمیں مستعمل ہیں۔

(۲) جس سے بات کی جاتی ہے اُسے مخاطب کہتے ہیں۔ دکنی میں ضمیر شخصی مخاطب کے لئے تو، توں، تم، تمن، تمنا اور تمیں استعمال کئے جاتے ہیں۔

(۳) جس کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے اس کو غائب کہتے ہیں۔ دکنی میں ضمیر شخصی غائب کے لئے وہ، وو، او، وے، انو، اونے اور

اُنے مستعمل ہیں۔ واضح ہو کہ ضمیروں میں حالت اور تعداد دونوں پائے جاتے ہیں۔ ضمیروں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

## ضمائرِ مُتکلّم

| حالت | واحد | جمع |
|---|---|---|
| فاعلی حالت | میں ، اپے | ہم، ہمن، ہمنا، ہمے، ہمیں |
| مفعولی حالت | مجے، مجھے، منجے، منجھے، مجہ، منج، مج کوں، منج کوں | ہمنا، ہمنا کوں |
| اضافی حالت | مو، مج، مجھ، میرا، منج | ہمو، ہمارا |

## ضمائرِ مُخاطِب

| حالت | واحد | جمع |
|---|---|---|
| فاعلی حالت | تو ، توں | تم، تمن، تمنا، تمیں، تمھیں۔ |
| مفعولی حالت | تج ، تجھ ، تجے ، تج کوں | تمن، تمیں، تمنا کوں |
| اضافی حالت | تو، تج ، توج ، تجھ ، تیرا | تم، تمن، تمنا، تمارا ، تمھارا |

# ضمائرِ غائب

| حالت | واحد | جمع |
| --- | --- | --- |
| فاعلی حالت | وہ، وو، او، وے، اُنے | اُن، اونو، وے |
| مفعولی حالت | اُس، اُس کوں، اُسے | انوں کوں، اینوں کوں، ان کوں، انھوں کوں |
| اضافی حالت | ون کا، اُن | انو کا، اینو کا |

**ضمیر متکلم** (فاعلی حالت واحد) جیسے:

(۱) بچپارتی تھی اول وصل میں پیا تلتل
میں اب تو بچھڑی ہوں وو پوچ ہور بچار کہاں
غواصی (ص ۱۳۵۔ کلیات)

(۲) سچ بولتا ہے جگ تجھے یک بار کا عاشق نواز
میں بھی تو عاشق ہوں تیرا کر کے کرم کر سرفراز
ہاشمی (ص ۸۴۔ دیوان)

(۳) جو نماز کوں جائے تو یو جانتا کہ اپے خدا کے حضور میں جاتا ہوں۔
وجہی (ص ۱۰۶۔ سب رس)

**ضمیر متکلم** (فاعلی حالت جمع) جیسے

(۱) صفت ون کی امت ہم تم زباں آکہن سکے ناجگ
فلک بھیس کے دو پارے ہوئیں تو بھی ہے جو کہ دشوارا
محمد قلی (ص ۳۸۔ کلیات۔ ج۔۱)

(۲) اسے دیکھ عشق سوں مرا بھلیا دل
ہمن دونوں کے دل رہتے ٹیک ہو مل
ابن نشاطی (ص ۵۵ - پھولبن)

(۳) ہمنا خدا کوں ایک جاننا ہور اس کا محبت ہے فرض
وجہی (ص ۲۱ - سب رس)

(۴) ہمیں تمھیں مل کر جائیں گے۔
وجہی (ص ۷۶ - سب رس)

(۵) ہمے ایسی کوں کچیک جیونا ہے کر جانے
کہ جن ہمن کوں موئے مرگیاں ہیں پہچانے
بحری (ص ۲۱۵ - کلیات)

**ضمیر متکلّم** (مفعولی حالت واحد) - جیسے:

(۱) مجے تجھ عشق میں ثابت قدم رکھ
سدا عزت کی صف میں محترم رکھ
ابن نشاطی (ص ۵ - پھولبن)

(۲) کہ بولیں گے کوئی اس گل سوں یو بات
گزرتے سو مجھے حیفی میں دن رات
ابن نشاطی (ص ۴۶ - پھولبن)

(۳) گر توں عارف ہے تو اس دو دس کے جینے میں منجے
فکر کر الیھا چ جونا سیخ جلنے ناکباب
غواصی (ص ۳۷ - کلیات)

(۴) منجھے دیکھو، منجھے سمجھو، منجھے پاؤ۔
وجہی (ص ۱۱۹ - سب رس)

(۵) دے بخشش مجہ ولائت شاعری کا
تو کشور کر عطا مجہ ماہری کا
ابن نشاطی (ص ۶ - پھولبن)

(۶) پلا مد مست اے ساقی کہ منج عادت ہے پینے کا
ہو سرخوش دو رکیدھر کتے کروں گا رنگ سینے کا
غواصی (ص ۱۰۶ - کلیات)

(۷) ییں سن پڑیا ہوں سو غم ہے نیں مجکوں اے حور
یہی غم ہے جو میں تجہ تے پڑیا دُور
ابن نشاطی (ص ۴۴ - پھولبن)

(۸) نہ رہے تیوں، دور کر مج دل کی سُستی
ہمیشہ منجکوں دے توں تندرستی
ابن نشاطی (ص ۶ - پھولبن)

## ضمیر مُتَکَلِّم (مفعولی حالت جمع)۔ جیسے:

(۱) میرا سو عیب ڈھانکو اے میٹ سوں بھیگے کپڑے
او پاک دامن آپی ہمنا بچار ت آیا
محمد قلی (ص ۲۴ - کلیات - ح - ۲)

(۲) کیا تھا؟ کیا ہے؟ کیا ہووے گا؟ اس باتوں سوں ہمنا کیا کام؟
وجہی (ص ۲۱ - سب رس)

(۳) ہمیں نیشکر نمنے ہلجے ہیں بند میں
نہیں ہور ہمنا کوں جا لا کا حاجت
محمد قلی (ص ۵۱ - کلیات - ح - ۲)

**ضمیر متکلم** (اضافی حالت واحد) - جیسے:

(۱) بہوت دن تھے ساقی موہما یہ ہے
پیالہ نہ دیتا منجے یک دم
محمد قلی (ص ۱۶۹ - کلیات - ح - ۲)

(۲) مُج آئینہ کوں دل کے دے جلا توں
سدا صحت کی راحت سوں جلا توں
ابن نشاطی (ص ۸ - پھولبن)

(۳) مجھ دل میں یوں دھڑک ہے کالی تیری دھڑی کا
مہتاب جیوں ہے روشن یا جوت نرملی کا
ہاشمی (ص ۱۷ - دیوان)

(۴) پدک ہے عین میرا نظم چندر سور کے گل کا
جڑت ہے عین میرا شعر خوباں کے زرینے کا
غواصی (ص ۱۰۷ - کلیات)

(۵) منج جیو کی آرزو کوں بندھے مو سیتیں پیا
دو تن کی بات پکڑلے ہے یکرو سیتیں پیا
محمد قلی (ص ۱۰ - کلیات - ح - ۲)

**ضمیر متکلم** (اضافی حالت جمع) جیسے

(۱) عالم منجے سکھادیں گے کیا آپنا سو علم
دو نالوں کے حروف ہمن دل میں ہیں کلام
محمد قلی (ص ۱۶۸ - کلیات - ح - ۲)

(۲) گرچہ بے سامان ہیں ہور مفلس یک بہتیک وَلے
ہے بچن ہر اک ہمارا بے بدل دُرِ خوشاب
غواصی (ص ۴۱ - کلیات)

ضمیر مخاطب ۔ (فاعلی حالت واحد) ۔ جیسے:

(۱) تو نے کل شے کوں کیا حکمت سوں گویا
توں سر پن کوں کیا قدرت سوں بویا
ابن نشاطی (ص ۳ - پھولبن)

(۲) تو نے باغ میں جھانکو نکو تجھ گال لب کا رشک کھا
سب نارنگیاں ہوں گیاں خجل بد رنگ لالا ہوئے گا
ہاشمی (ص ۲۵ - دیوان)

(۳) وہی پھول جس پھول کی باس توں
وہی جیو جس جیو کی باس توں
ملا فیروز (مخطوطہ ن - ۶۵۳ - توصیف نامہ)

(۴) توں اُس نور کا جس پلایا ہے جام
گیا بھول ہستی سوں اپنی مدام
نصرتی (ص ۶ - گلشن عشق)

ضمیر مخاطب ۔ (فاعلی حالت جمع) ۔ جیسے:

(۱) پیارے آج تم میرے مجھے تم آج جانے دیو
کہ تم جس وقت بولیں گے اپس کوں لاڈ گی چھوڑو
ہاشمی (ص ۲۱۷ - دیوان)

(۲) تمن دیا موتی کن جو ہری پایا نہ ہور پاسے
غوطے کھا کر ہو ویں حیراں غواص ان میں کن ہے مرد
محمدؐ قلی (ص ۹۲ - کلیات - ح - ۲)

(۳) ہمیں تمھیں مل کر جائیں گے۔
وجہی (ص ۷۶ - سب رس)

## ضمیر مخاطب (مفعولی حالت واحد) - جیسے:

(۱) پرت کوں جان عاشق جو اہے فرد
توں یوں بوجے تو تج دکھلاے منہاج
محمدؐ قلی (ص ۷۵ - کلیات ح - ۲)

(۲) تجے جیوں بوجنا ہے تیوں نہ بوجے
تری قدرت جگت میں کس کوں سوجے
ابن نشاطی (ص ۴ - پھولبن)

(۳) خداوندا تجے ہے جسم خدائی
ہمیشہ تجکوں ساجے کبریائی
ابن نشاطی (ص ۱ - پھولبن)

## ضمیر مخاطب (مفعولی حالت جمع) - جیسے:

(۱) تماری سوں تمن کوں میں کدھیں بھی یاد آئی تھی
تمن جیتے تھے نس دن میں ہنم چند جوں ہے چھپنے میں
محمدؐ قلی (ص ۱۹۶ - کلیات ح - ۲)

(۲) تمیں دیکھ آرسی میں موں درس جو بال کرتے ہیں
خدا کی سوں ہمارا تو دیوانہ حال کرتے ہیں
ہاشمی (ص ۱۶۱ - دیوان)

(۳) تمنا کوں عالم موہن سچ بولتا ہے غم تراشش
سچ بھی تمارے ملنے میں ہوتا ہے سب دکھ پاش پاش
ہاشمی (ص ۹۲ - دیوان)

**ضمیر مخاطب** (اضافی حالت واحد) جیسے:

(۱) تو خدمت میں حوراں کھڑیاں ہات جوڑ
اُنن قول بیڑا دے کرو تم ساج
محمد قلی (ص ۲۶۷ - کلیات - ج ۱)

(۲) دیا کشف نخن پن میں تج حق مگر
کر تھی لوح محفوظ پر تج نظر
نصرتی (ص ۲۹ - گلشن عشق)

(۳) کہیا شہ کہ میں لٹی گیا توج سنگ
تو کیا منگتی ہے سو میرے پاس منگ
وجہی (ص ۹ - قطب مشتری)

(۴) مجھ دل طلب کیا ہے اس کے شراب اوپر
بھر بھر کو دے سترجن تجھ لب کا جام بولو
ہاشمی (ص ۲۱۲ - دیوان)

(۵) پرت تیرا ہوا ہے مجھ سوں لٹ پٹ
لیا دیتاگ سر راحت دیا سٹ
ابن نشاطی (ص ۸۶ - پھولبن)

## ضمیر مخاطب (اضافی حالت جمع)۔ جیسے

(۱) بادشاہی مرتبہ پایا ہوں تم درگاہ تھے
بے رقیباں دیکھ کر دکھ تھے کٹے اپ جیو پہ خست
محمد قلی (ص ۵۰۔ کلیات۔ ح۔ ۲)

(۲) تمن مکھ میں خدا کا نور ہے نینا بھریا دیکھے
کنن صورت تمن سر بھر نہ ہمراہی کرن سکتا
محمد قلی (ص ۳۔ کلیات۔ ح۔ ۲)

(۳) دل لا کے دل چرانا چوری سٹو یو تھن پن
نیئں تو بڑا یو بڑ پن تمنا نکل پڑے گا
ہاشمی (ص ۸۔ دیوان)

(۴) جیکوئی دودھ پیوے گا سو تماری پیروی کرے گا۔
خواجہ بندہ نواز (ص ۱۸۔ معراج العاشقین)

(۵) منت کر کے کہتی ہوں میں خدا کے واسطے جو تو
نکو لیؤ ناؤں چلنے کا تمھارا بس دھرم ہوگا
ہاشمی (ص ۱۳۔ دیوان

## ضمیر غائب (فاعلی حالت واحد)۔ جیسے:

(۱) وہ کون اہے رہزن
جو پھرائے سب کا من
بحری (ص ۲۴۲۔ کلیات)

(۲) جکوئی اس میں آئے وو کیوں پاویگا
زباں میں بیاں اس کا کیوں آویگا
جانم (مخطوطہ ن ۳۴۳۵۔ پنج گنج)

(۳) او کون خلیفہ خاص
ہے حق سوں جن اخلاص
(بحری ص ۲۴۲- کلیات)

(۴) بی بیاں برہاں پور کیاں کبھی کہیں گیاں ہاتھ لاموں کوں
پرائے مرد سوں ملنے سو وے کیسی نڈر ہوئے گی
(ہاشمی ص ۲۵۴- دیوان)

(۵) اُنے سب جانیا
(وجہی ص ۱۶- سب رس)

(۶) اونے کچھ نیں دیتی کر کے جھوٹیاں کی سوگنداں کھاتے
گلابی عطر کا لسے میں تو بھیجی کل صندل تمثا
(ہاشمی ص ۹- دیوان)

**ضمیر غائب** (فاعلی حالت جمع) جیسے:

(۱) اُن دیا منجکوں گیان عطاری
اُن دیا منجکوں مان منصوری
(بحری ص ۲۲۰- کلیات)

(۲) انونے خبر خوش یو پانے منے
ادک عیش سوں فیل خانے منے
(نصرتی ص ۱۸۴- گلشن عشق)

(۳) اُنو راحت پاتے سو بھی دُنیا خدا تھے ہے ناکہ تباں تھے
(حفیظ قتیل ص ۵۸- میراں جی خدانما)

(۴) اونو آدیں تو پردے سوں گھڑی بھر بھار بیٹھوں گی
بہانا کر کے موتیاں کے پروتے ہار بیٹھوں گی
ہاشمی (ص ۲۴۴ - دیوان)

## ضمیر غائب (مفعولی حالت واحد) جیسے:

(۱) جکوی ہے عشق میں ثابت قدم او
پرت میں اُس رجھایا عید بجرید
محمد قلی (ص ۱۱۶ - کلیات - ح - ۱)

(۲) لکھ ہر حال خادم کوں بلایا
جو کچھ دیکھیا سو سب اُس کوں سنایا
ابن نشاطی (ص ۳۱ - پھولبن)

(۳) مرا تھا باپ سوداگر ختن کا
نہ تھا پروا اُسے کچھ مال و دھن کا
ابن نشاطی (ص ۴۸ - پھولبن)

## ضمیر غائب (مفعولی حالت جمع) جیسے:

(۱) انوں کوں یوں بھایا ہے
وجہی (ص ۱۰ - سب رس)

(۲) اینو کوں یک وقت کر کے یار اچھ
وجہی (ص ۱۳۸ - سب رس)

(۳) شجاعت میں انخوں کوں دیکھئے تو
ہر یک بجلی رہے دشمن لکھے دو
ابن نشاطی (ص ۱۲۹ - پھولبن)

(۴) جیو اس جگ کوں دیکھ ہور دانش
نہ منجے بلکہ اُن کوں میں ضامن

بحری (ص ۱۷۷ - کلیات)

## ضمیر غائب (اضافی حالت واحد) جیسے:

(۱) صفت وِن کی امت ہم تم زیاں آکھن سکے نا جگ
فلک بھیتس کے دو پارے ہوئیں تو بھی ہے جو کہ دشوار

محمد قلی (ص ۳۸ - کلیات - ج ۱)

## ضمیر غائب (اضافی حالت جمع) جیسے:

(۱) انو کا عشق فاش ہوا۔

وجہی (ص ۳۹ - سب رس)

(۲) اینو کا دل ہاتھ لے، اینو کی موں کی بات لے۔

وجہی (ص ۱۳۸ - سب رس)

ضمیر مخاطب واحد "تو" کے لئے اکثر ضمیر مخاطب جمع "تم" کا استعمال ہوتا ہے اور یہ غالباً احتراماً ہوتا ہے۔ لیکن خدا اور بادشاہ کے لئے "تو" اور "توں" کی ضمیریں خصوصیت کے ساتھ استعمال کی جاتی ہیں شاید اس کا منشا یہ ہو کہ جو ضمیریں احتراماً دوسروں کے لئے استعمال ہوتی ہیں خدا اور بادشاہ جیسی اعلیٰ ہستیاں اُن سے مستثنا ہیں۔

خدا کو خطاب کرتے وقت خصوصاً نظم میں "تو" یا "توں" کا استعمال جائز رکھا گیا ہے۔ جیسے:

فلک کے بحر میں بے بادباں توں
نوے چند کی کیا کشتی رواں توں

ابن نشاطی (ص ۱ - پھولبن)

بادشاہ کو بھی "توں" سے خطاب کیا جاتا ہے۔ جیسے:

سعادت کے نین کا نور ہے توں
شجاعت کے گگن کا سور ہے توں

ابن نشاطی (ص ۱۷۔ پھولبن)

جب کوئی اسم یا ضمیر فاعلی حالت میں واقع ہو اور اس کی اضافی حالت ظاہر کرتی ہو تو اپنا، آپنا، اپ، اپن یا اپس استعمال کرتے ہیں جیسے:

(۱) اپنا دعویٰ نا چھوڑے اپنا بیر لیوے

وجہی (ص ۲۵۴۔ سب رس)

(۲) پیغمبراں میں احمد مرسل کو دے شرف
جو آپنا حبیب کہا کامراں کیا

غواصی (ص ۳۳۔ کلیات)

(۳) حق تھے نبی علی کون اپ جانشین کئے آج
تب مومناں خوشیاں سوں کسوت کئے شہانی

محمد قلی (ص ۸۱۔ کلیات۔ ج۔۱)

(۴) اپن قد سرو دکھلا کر کئے شرمندہ سرواں کوں
توں اپنی چال دکھلا کر ہنساں کے چال برائی

محمد قلی (ص ۳۴۲۔ کلیات۔ ج۔۲)

(۵) اپس حسن دکھلا ہر اک ٹھار ہور
ہر اک دل میں پاڑیا ہے کئی رنگ شور

نصرتی (ص ۴۔ گلشن عشق)

مضاف جمع ہو تو اس کی ضمیر کی بھی جمع بنائی جاتی ہے۔ جیسے:

بیٹا بیٹی اپنیاں ماواں خاطر جدا لڑتے

وجہی (ص ۲۴۳ - سب رس)

دکنی میں بعض اوقات "اپے" کی ضمیر تاکید کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ جیسے:

(۱) غواص اپے ہو عاشق کہوائیا ہے تیرا
البتہ تجھ طرف تھے وو کامیاب ہوگا

غواصی (ص ۱۱۲ - کلیات)

(۲) سچا عاشق ہے کر اپنا پچھانی
اپے بی ہوئی دیوانے کی دیوانی

ابن نشاطی (ص ۸۸ - پھولبن

## (۲) ضمیر موصول

ضمیر موصول وہ کلمہ ہے، جو کسی اسم یا ضمیر کی جگہ جملے میں آئے اور دو فقروں میں ربط پیدا کرے۔ ضمیر موصول "جو" یا "جے" ہے اور اس کا صلہ "سو" ہے۔ مختلف حالتوں کے ساتھ ضمیر موصول کی شکلیں بھی بدلتی جاتی ہیں۔ ان کی صراحت نیچے کی گئی ہے:

| حالت | واحد | جمع |
|---|---|---|
| فاعلی حالت | جو، جیو، جے، جن، جن نے، جنے | جن، جنو، جنوں۔ |
| مفعولی حالت | جسے، جس کوں۔ | جنوں کوں۔ |
| اضافی حالت | جس کا۔ | جنوں کا۔ |

## ضمیرِ موصول (فاعلی حالت واحد) جیسے:

(۱) جو لب گرمی سوں غم کی سوک جاوے
سو لب کوں حبیب کا نکھر لوک انپڑائے
ابن نشاطی (ص ۱۵۵ - پھولبن)

(۲) دسے کسب موروثی جو تج میں جسم
ہوا ہے سو ارباب سیف و قلم
نصرتی (ص ۲۹ - گلشن عشق)

(۳) انسان کے سینے میں جیو کوئی ابلیس سوں واقف نا ہوئے گا اُسے حاکم کا اثر نا کرے گا۔
خواجہ بندہ نواز (ص ۱۸ - معراج العاشقین)

(۴) جیتا ہوں تیری آس تھے آیا ہے رحم آکاس تھے
جے کچھ منگوں تج پاس تھے سو ہے سو منجکوں توں دیا
محمد قلی (ص ۳ - کلیات - ج - ۱)

(۵) رموزاں عین باطن کے خلاصی کیاں وہی سمجھے
جن اپنے بخت تھے منجسار برخوردار ہو آیا
غواصی (ص ۱۱۴ - کلیات)

(۶) جن نے جو کچھ پایا سو ہمت ہور تدبیر سوں پایا۔
وجہی (ص ۱۴۴ - سب رس)

(۷) جنے ثابت قدم ہے عشق میانے
دھرے گا پیم اس کے سیس پر تاج
محمد قلی (ص ۷۵ - کلیات - ج - ۲)

## ضمیر موصول (فاعلی حالت جمع) جیسے:

(۱) جن نام ونیتھ نابوجھے وو گن وگیان کیا
کن نابوجھے سو عقل انو کا سبھی ہے خام
محمد قلی (ص ۱۶۸ - کلیات - ج - ۲)

(۲) ادک نازوک جاگا ہے پیا کے وصل کا جاگا
جنے پائے وو جاگا جیوں سوں بندہ ہوں اُنن کا میں
غواصی (ص ۱۲۷ - کلیات)

(۳) اس کے فرمائے پر جنو چلے ہر دو جہاں میں ہوئے بھلے۔
وجہی (ص ۱۶ - سب رس)

(۴) جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بنداں
وجہی (ص ۱ - سب رس)

## ضمیر موصول (مفعولی حالت واحد) جیسے:

(۱) جسے جیوں منگتا اُسے ووں رکھتا۔
وجہی (ص ۲ - سب رس)

(۲) زمانہ جس کوں منگے آج مبتلا کرنے
تو تج بلا کے انکھیاں تھے بلا کوں رام کرے
غواصی (ص ۸۶ - کلیات)

## ضمیر موصول (مفعولی حالت جمع) جیسے:

جنوں کوں خدا باٹ دکھلایا تھا۔
وجہی (ص ۱۲ - سب رس)

**ضمیر موصول** (اضافی حالت واحد) جیسے:

وہی محب وہی محبوب دو جہاں کا ہے
کہ جس کے دل منے اس کا ہے علم ہور عمل

غواصی (ص ۶۵ - کلیات)

**ضمیر موصول** (اضافی حالت جمع) جیسے:

جنوں کے دل میں خدا کا کچھ محبت آیا تھا، جنوں کے دل میں دانش نے کیا تھا گھر۔

وجہی (ص ۱۲ - سب رس)

"جن نے"، "جنوں نے"، "جنوں کے" وغیرہ جمع کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن تعظیم کے لئے عام طور پر واحد کے لئے بھی مستعمل ہیں۔

ضمیر موصول ایک جملے کے ساتھ آتی ہے اور دوسرا جملہ اس کے جواب کے طور پر آتا ہے۔ جیسے:

جو کوئی خدا کی معرفت سمجھے، حق شناس اسے کہتے ہیں۔

وجہی (ص ۱۶۷ - سب رس)

اردو میں "جو" فاعلی حالت میں واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، لیکن دکنی میں صرف فاعلی حالت جمع کے لئے "جنو" اور "جنوں" آتے ہیں اور یہ ضمیر اشخاص ہی کے لئے مخصوص ہیں۔ اس سے پہلے ان کی مثالیں دی جاچکی ہیں۔

اکثر اوقات "جو" کے ساتھ صلہ "سو" آتا ہے۔ جیسے:

(۱) جو کرتا سو وہی۔

وجہی (ص ۱ - سب رس)

(۲) مگر ہر حال خادم کوں بلایا
جو کچھ دیکھیا سو سب اس کوں سنایا
ابن نشاطی (ص ۳۱ - پھولبن)

بعض اوقات حرف صلہ آتا ہے اور ضمیر موصول محذوف ہوتی ہے۔

جیسے: میرے آکھر میں لکھے سونا پھرے
خوش لکھے ہیں عشق سطراں رست رست
محمد قلی (ص ۴۸ - کلیات - ج - ۲)

## (۳) ضمیر استفہام

ضمیر استفہام وہ ہے جو کسی شخص یا چیز کے پوچھنے کے لئے استعمال کی جائے۔ جاندار کے لئے "کون" اور بے جان کے لئے "کیا" استعمال کیا جاتا ہے۔

ضمیر استفہام "کون" کی مختلف شکلیں حسب ذیل ہیں

| حالت | واحد | جمع |
|---|---|---|
| فاعلی حالت | کون ، کن ، کنے ، کو | کن |
| مفعولی حالت | کسے ، کس ، کس کوں ، کس سے | کنے کوں |
| اضافی حالت | کس کا۔ | کن کا |

**ضمیر استفہام** (فاعلی حالت واحد) جیسے:

(۱) سوال تو ہیں کون؟ جواب توں نور محمد صلی اللہ علیہ
جانم (مخطوطہ ن ۱۰۴ کلمۃ الحقائق)

(۲) نجانوں لے قلم کِن خوشنویس آج
اتار یا ہے الف کر تیرے قد کوں
غواصی (ص ۱۲۹- کلیات)

(۳) کِنے بے رحم باندیا تج پلو آگ
دیا کن بے کرڑ سر تیرے دیتا گ
ابن نشاطی (ص ۱۵۱- پھولبن)

(۴) سارے جہاں کے پار کبھی پر کھوں رتن کیوں کر کہو
یا قوت ہور مرجاں ہیں کوِ ہے رتن برتر کہو
شاہی (ص ۵۲- کلیات)

ضمیر استفہام (مفعولی حالت واحد)- جیسے:

(۱) کِسے تھا تاب ہور طاقت جو دیکھے یوسفِ مصری
مگر یک بار تن من تے فدا ہو جی بدن نکلے
ہاشمی (ص ۲۷۵- دیوان)

(۲) بول دم اُس بول پر قائم ہو رہنا سو قدم
نیں تو تم بولو، قدم کِس بولتے ہور دم سو کیا
بحری (ص ۱۴۴- کلیات)

(۳) کِس عاشق کوں یو طمع بتا کون عاشق اس کام پر ہے۔
وجہی (ص ۲۳۰- سب رس)

(۴) بغیر منگے دُو دین ہارا ہے، نیں دیا بی کِس کوں کیا چارا ہے۔
وجہی (ص ۷۳- سب رس)

ضمیر استفہام (مفعولی حالت. جمع) جیسے:

کیا کروں کس سوں جا کہوں یو بات
میں مرے ہاتھ سے گیا ہیہات

(بحری ص ۱۵۰ - کلیات)

ضمیر استفہام (اضافی حالت واحد) جیسے:

(۱) جاں بادشاہ کا دل جا سکتا ہے واں تے کس کا دل خبر لیا سکتا ہے۔

(وجہی ص ۱۴۱ - سب رس)

(۲) منج چھوڑ تل گھڑی جو نہ رہتے اتھے سو اس
طوطئ بے قرار کوں کس کا قفس ہوا

(بحری ص ۱۳۷ - کلیات)

ضمیر استفہام (اضافی حالت. جمع) جیسے:

گلہ کن کا ٹنٹا تیرا کہ ملتا ینچ کر کے وا
خدا کی سوں یوں موں بھر بھر کھاتی ہے چوبیچہ کی خوں

(ہاشمی ص ۱۸۲ - دیوان)

"کون" کی طرح "کیا" بھی ضمیر استفہام ہے۔ لیکن "کیا" ہمیشہ بے جان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

(۱) کیا تھا، کیا ہے، کیا ہووے گا، اس باتوں سوں ہمنا کیا کام؟

(وجہی ص ۲۱ - سب رس)

(۲) آج منج دل کوں کچ قرار نیئں
کیا کروں ہیں نزک وو یار نیئں

غواصی (ص ۱۳۱ - کلیات)

ضمیر استفہام "کیا" سوال کرنے یا انکار کرنے، مجبوری اور کثرت کے معنوں میں آتی ہے۔ ہر ایک کی مثال نیچے دی جاتی ہے۔

(۱) (سوال کے لئے - جیسے:
پوچھیا کہ اس کوٹ کا ناؤں کیا ہے؟ اُس کوٹ کے یادشاہ کا ناؤں کیا ہے؟

وجہی (ص ۵۴ - سب رس)

(۲) (انکار کے لئے) جیسے:
ہمن عاشق دیوانیاں کوں چھبیلے کسوتاں کیا کام
ہمن دبلے فیقروں کوں دنیا ہور دولتاں کیا کام

غواصی (ص ۱۲۵ - کلیات)

(۳) (مجبوری کے لئے) جیسے:
دل کوں رکھتا کہ میں تو کہتا ہوں
کیا کروں منج ییس اختیار نیئں

غواصی (ص ۱۳۱ - کلیات)

(۴) (کثرت کے لئے) جیسے:
شہر ہے یکیلا خلق منتظر
تو یاں بیس کرتا ہے گیا کیا فکر

مقیمی (ص ۱۰۴ - چندر بدن و مہیار)

# (۴) ضمیر اشارہ

ضمیر اشارہ وہ ضمیر ہے جو کسی شخص یا چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے وہ مشارٌالیہ کہلاتا ہے۔ مشارٌالیہ قریب یا سامنے ہو تو "یو"، "اے" یا "یے" سے اشارہ کرتے ہیں اور دور یا غائب ہو تو "وہ"، "وو" یا "او" سے۔ بہ الفاظ دیگر "یو"، "اے" وغیرہ ضمیر اشارۂ قریب ہیں اور "وہ"، "وو" وغیرہ ضمیر اشارۂ بعید۔ ان ضمائر کا استعمال واحد اور جمع میں یکساں ہوتا ہے۔

## (۱) ضمیر اشارۂ قریب۔ جیسے:

(۱) لھوے تے یو تخت و تاج آیا، لھوے تے تو یو راج آیا۔

وجہی (ص ۱۵۶۔ سب رس)

(۲) گیا آواز سو اسمان میں اے
رکھے انگلیاں ملائیک کانیں اے

ابن نشاطی (ص ۱۳۴۔ پھولبن)

(۳) بادشاہی مرتبہ پایا ہوں تم درگاہ تھے
یے رقیباں دیکھ کر دکھ تھے کئے اپ جیو پہ جست

محمد قلی (ص ۵۰۔ کلیات۔ ح۔ ۲)

## (۲) ضمیر اشارۂ بعید۔ جیسے:

(۱) جکوئی اس میں آئے وو کیوں پاوے گا
زباں میں بیاں اس کا کیوں آوے گا

جانم (مخطوطہ ن ۵۴۳۔ پنج گنج)

(۲) اوے چار مل کر بازار کوں گئے

خواجہ بندہ نواز (مخطوطہ ن ۵۴۲ شکار نامہ)

(۳) بحری کی شوخی سہ نہ سک نازک نظر بازی منے

جن شرم سوں سرمے نمن گل گئے سو کو وہ کون تھے

بحری (ص ۱۹۵ - کلیات)

حروف مغیرہ کے آنے سے ضمیر اشارۂ قریب اور ضمیر اشارہ بعید میں تبدیلیاں ہو جاتی ہیں - یعنی ضمیر اشارۂ قریب "یہ" واحد میں "اِس" سے اور جمع میں "اِن" یا "انو" سے بدلتا ہے - جیسے:

(۱) اِس چمن میں دکھن کے اے دل دار

تجھ سے کوئی نونہال نیں سچ ہے

بحری (ص ۱۹۹ - کلیات)

(۲) جکوی انوں کی محبّت میں آج پورا ہے

وہی ہے دین دنیا دو جہاں میں برخوردار

غواصی (ص ۴۵ - کلیات)

ضمیر اشارۂ قریب کی طرح ضمیر اشارہ بعید میں بھی حروف مغیرہ کے آنے سے تبدیلی ہوتی ہے یعنی "وہ" یا "وو" واحد میں "اُس" سے اور جمع میں "انن" یا "انوں" سے بدلتا ہے - جیسے:

(۱) سکیاں سنگاریاں ہیں اپس پیو عشق کے رنگاں سیتیں

اُس کے بڑے ہیں بھاگ جس کوں شہ منگے دل جان سوں

محمّد قلی (ص ۱۱۲ - کلیات - ج-۱)

(۲) سکیاں جی سکھ بدھاوا جو اپس ہوتاں کہ منگتیاں تھیاں
اُنن کے من کے چینتے تیو کچ سکھ دکھ لائے بھی سر تھے
محمد قلی (ص ۹۰ ۔ کلیات ۔ ج ۔ ۱)

(۳) اُنوں کوں نیس کتے زبان اور، یو بولتے جناور، عقل ہیں سرد غصّے میں تپتے۔ اُنوں کوں عربی میں حیوانِ ناطق کتے۔
وجہی (ص ۱۳ ۔ سب رس)

# (۵) ضمیر تنکیر

ضمیر تنکیر وہ ہے جو غیر معین اشخاص یا اشیاء کے لئے استعمال کی جائے۔ شخص کے لئے "کوئی" "کئی"۔ اور چیز کے لئے "کچھ"، "کچ" یا "کوچ" استعمال ہوتا ہے۔

ضمیر تنکیر "کوئی" کی مختلف شکلیں،

| | |
|---|---|
| فاعلی حالت | کوئی، کئی۔ |
| مفعولی حالت | کسی کوں، کن کوں |
| اضافی حالت | کسی کا، کسی کے |

ضمیر تنکیر (فاعلی حالت) جیسے:

کوئی گاتی کوئی الاپتی کوئی ہنستی کوئی ناچتی
کوئی پیتی کوئی پیلاتی کوئی سرخش کوئی مستان ہے
محمد قلی (ص ۱۲۲ ۔ کلیات ۔ ج ۔ ۱)

(۲) تجے اس کام پر لیائی تری موت
کرے کیا کوئی آئی ہے تری موت
ابن نشاطی (ص ۱۳۵ ۔ پھولبن)

(۳) جو کئی ہے باغباں اس پھول بن کا
چمن لایا ہے یوں تازہ سخن کا

ابن نشاطی (ص ۲۴۔ پھولبن)

ضمیر تنکیر (مفعولی حالت) جیسے:

(۱) نہ دیوے تیوں کسی کوں کوئی آزار
سکھی رکھ سب کوں راجا بھوج کے سار

غواصی (ص ۹۶۔ کلیات)

(۲) جکچ حسن تج ہے سو کن کوں نہیں ہے
تو پیو کی نظر میں ہے توں سب تھے پیاری

محمد قلی (ص ۲۶۳۔ کلیات۔ ح۔۲)

ضمیر تنکیر (اضافی حالت)۔ جیسے:

(۱) ہوا چو نکہ شہ پر یو ظاہر حوال
پڑیا نیں پسند اس کسی کا جمال

مقیمی۔ (ص ۹۵۔ چندر بدن و مہیار)

(۲) کسی کے بدل یو سلامت ہوا
نہ یوں کوئی کرسے توں ایسا کیا

مقیمی (ص ۱۰۳۔ چندر بدن و مہیار)

"کوئی" کی طرح "کچھ" بھی ضمیر تنکیر ہے۔ دکنی میں "کچھ"، "کچ" اور "کوچ" یہ تینوں شکلیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جیسے:

(۱) پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں کچھ کام نہ تھا۔

خواجہ بندہ نواز؟ (ص ۲۵۔ معراج العاشقین)

(۲) نہ آوے گنجِ قاروں کام کچ تج حسن کا گنج ہے
خوشی سوں تو گدایاں کوں پیا بخشش نوا دیتا
محمد قلی (ص ۱۸۔ کلیات۔ ح۔۳)

(۳) راہ حقیقت روح سوں تعلق دل سوں کیستا کوچ
عاشق پر یو حال سزاوار کہنے نہ آوے کوچ
جانم (مخطوطہ ن ۵۴۳ پنج گنج)

جب ضمیر تنکیر "کچھ" تکرار کے ساتھ آتی ہے تو کمی یا قلت کے معنی دیتی ہے اور "کچھ کا کچھ" یا "کچھ کوں کچھ" حالت کی تبدیلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے،

(۱) نظر جواب دیا کہ اس سنے کی ترکیب کوں کچھ کچھ داروال کا موپر کارہے۔
وجہی (ص ۱۷۔ سب رس)

(۲) خبر دار کہواتے اور بے خبر ہیچ، سیرت آدمی کی اور سیرت کچھ کا کچھ
وجہی (ص ۷۵۔ سب رس)

(۲) بھلا آدمی کچھ کرتا یو کچھ کوں کچھ پاتے
وجہی (ص ۱۲۹۔ سب رس)

بعض وقت "جو" یا "جے" کے ساتھ "کوئی" یا "کو" کا استعمال ہوتا ہے جس سے عمومیت کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے:۔

(۱) جو کوئی ہیں در ماندے اُن کوں صدا
تہیں کرنے ہارا دیا یا حفیظ
محمد قلی (ص ۵۔ کلیات۔ ح۔۱)

(۲) رسمی عبنی ہر ایک تن پر بوج لینا وہ دھات
جیکوئی سیانا دل کا دانا سمجھے ایسی بات
شاہ داول (مخطوطہ ن ۱۱۱۳۔ چار تن)

(۳) جیکو چڑے گھوڑے اُپر اس کوں سواراں میں گنن
تل ہور میسے گیندر کرکتے ہیں جولاں عید کا
محمدؐ قلی (ص ۵ - کلیات - ح - ۳)

بعض اوقات ضمیر "جو" یا "جے" کے ساتھ "کچھ" بڑھاکر اُس سے تکمیل کے معنی پیدا کرتے ہیں۔۔ جیسے:

(۱) جو کچھ من عرف کا جو مخفی ہے راز
فقد عرف کے سات ہوئے گا واز
جانم (مخطوطہ ن ۵۴۳ - پنج گنج)

(۲) جیتا ہوں تیری آس تھے آیا ہے رحم آن کاس تھے
جے کچھ منگوں تج پاس تھے سو ہے سو مجکوں توں دیا
محمد قلی (ص ۷۳ - کلیات - ح - ۱)

"بعضے" اور "فلانے" بھی ضمیر تنکیر کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے:۔

(۱) بعضے یوں کہے یا بار خدایا ہمنا پیغمبراں کوں پیدا کیا سو محمدؐ کا اُمت کرتا تو خوب تھا۔
حفیظ قتیل (ص - ۶ - میراں جی خدا نما)

(۲) فلانے کی فلانے پر نظر ہو گئی۔
وجہی (ص ۱۳۹ - سب رس)

(۳) تماری کل ونتی بہناں فلانے سو بخ ملتی کر
ہنسی بھائی سوں بھابی تو بڑی شیطان بولے گی
ہاشمی (ص ۲۷۴ - دیوان)

# فعل

فعل اس کلمہ کو کہتے ہیں جس سے کسی کام کا کرنا، ہونا یا سہنا سمجھا جائے اور اس میں زمانہ پایا جائے۔

جیسے:(۱) ہلیا لشکرلے شہ جا گے تے اپنی
چلیا عسکرلے شہ جا گے تے اپنی

ابن نشاطی (ص ۱۲۶ پھولبن)

ہر فعل کے لئے ضروری ہے کہ اس کا کوئی فاعل ہو اس لئے جس سے فعل صادر ہوتا ہے اس کو فاعل کہتے ہیں۔ اگر فعل کا اثر فاعل سے گزر کر کسی دوسرے پر اثر انداز ہو تو اس کو مفعول کہتے ہیں۔

## فعل کی قسمیں :-

فعل کی معنوں کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں۔

(۱) فعل لازم

(۲) فعل متعدی

(۳) فعل ناقص

(۱) **فعل لازم :-** فعل کا اثر فاعل تک محدود رہے اور صادر ہونے کے لئے کسی اور چیز کا محتاج نہ ہو تو اس کو فعل لازم

کہتے ہیں۔

جیسے: (۱) لے لشکر شاہ اس جنگل میں بیٹھیا
ستاریاں سوں چندر بادل میں بیٹھیا

ابن نشاطی (ص ۶۶ - پھولبن)

(۲) رہیا یوں توں آدم کے دل تنگ میں
کہ جیوں آگ پنہاں اچھے سنگ میں

وجہی (ص ۶ - قطب مشتری)

## (۲) فعل متعدی :-

فعل کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول پر پڑے تو اس کو فعل متعدی کہتے ہیں۔

جیسے: (۱) مشتری تماشا دیکھنے آئی

وجہی (ص ۲۹۶ - سب اس)

(۲) اے سکھین میں نے دیکھیا سنگ کر کے یار کا
پن نہ دیکھیا بے سج ھور سنگ دل تج سار کا

بحری (ص ۱۲۷ - کلیات)

(۳) زباں سوں وو گہر یک ایک لے لے
پرویا نہ ملے موتیاں کے جھیلے

ابن نشاطی (ص ۲۲ - پھولبن)

## (۳) فعل ناقص

فعل ناقص وہ فعل ہے جو کسی اثر کو ثابت کرے۔ یعنی اس میں کام

کا کرنا نہیں بلکہ ہونا پایا جاتا ہے اور اس کا کوئی فاعل نہیں ہوتا۔

جیسے : علی وہ کہ شان ولایت اہے

جہاں بخش صاحب کرامت اہے

نصرتی (ص ۲۳۔ گلشن عشق)

عموماً افعال ناقص یہ ہوتے ہیں۔ پڑنا، ہونا، لگنا وغیرہ ۔۔

جیسے : (۱) موتی بی پانچ ہے ولے صورت میں فرق پڑیا

وجہی (ص ۲۵۔ سب رس)

(۲) فلانے کی فلانے پر نظر ہوئی

وجہی (ص ۱۳۹۔ سب رس)

(۳) کہو کوئی ہاشمی سوں یوں سوکھر کھر دھن کتے ہیں کر

پیارا ہنج تے بھاگیا سو یو دل کوں لئی برا لگتا

ہاشمی (ص ۴۴۔ دیوان)

دکنی میں افعال ناقص عموماً یہ آتے ہیں :۔

ہے، اہے، ہیں، اہیں، تھا، اتھا، تھی، اتھی، تھے، اتھے

تھیاں، اتھیاں۔

جیسے : (۱) سعادت کے نین کا نور ہے توں

شجاعت کے گگن کا سور ہے توں

ابن نشاطی (ص ۱۷۔ پھولبن)

(۲) خدایا جو معشوق میرا اہے

محی الدین پیر سو میرا اہے

ملا فیروز (مخطوطہ ن ۔ ۳ ۔ ۶۵ ۔ توصیف نامہ)

۳۔ جو کوئی بولیا اسے شیطان بولتے ہیں

خواجہ بندہ نواز (مخطوطہ ن ۲ ۔ ۵۴ ۔ شکار نامہ)

(۴) جکوئی تج محبت کے ماتے اہیں
وہ دنیا میں رہ دین پاتے اہیں
نصرتی (ص ۲۷۔ گلشن عشق)

(۵) تو شہزادگی میں اپنگ شاہ تھا
سلاطین میں صاحب جاہ تھا
نصرتی (ص ۲۹۔ گلشن عشق)

(۶) ضمیر اس کا اتھا سورج تے روشن
اتھا دل صاف تس کا جوں کہ درپن
ابن نشاطی (ص ۳۶۔ پھولبن)

(۷) پاکی سوں ہمدست ہوتی تھی، پاکی سوں دل کوں دیکھ مست ہوتی تھی۔
وجہی (ص ۲۳۷۔ سب رس)

(۸) نہ بیٹا اسے ایک بیٹی اتھی
کہ تن پر رتن سب سمیٹی اتھی
مقیمی (ص ۸۴۔ چندر بدن و مہیار)

(۹) جانو کدھیں آئیچہ نہ تھے جانو اشنائیچہ نہ تھے۔
وجہی (ص ۲۴۷۔ سب رس)

(۱۰) گھڑی یک یکس بن نہ رہتے اتھے
یکس جیو کے یک راز کہتے اتھے
نصرتی (ص ۲۷۔ گلشن عشق)

(۱۱) انوں کی سکھیاں جیوں جو سات تھیاں
انو کے کنے بھی اسی دھات تھیاں
نصرتی (ص ۱۹۴-گلشن عشق)

(۱۲) سو ہر یک حرم میں سہیلیاں کتیاں
اتھیاں خوبصورت چھبیلیاں جتیاں
مقیمی (ص ۹۳-چندر بدن ومہیار)

دکنی میں بعض دفعہ فعل ناقص محذوف بھی ہوتا ہے۔

جیسے: عشق، ہم باطن، ہم ظاہر۔
وجہی (ص ۴-سب رس)

یہاں "ہے" محذوف ہے۔

جملے میں جب فعل ناقص کا استعمال ہوتا ہے تو اسم مبتدا کہلاتا ہے اور جو کچھ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ اس کو خبر کہتے ہیں۔

جیسے: (۱) ایک شہر تھا۔
وجہی (ص ۱۶-سب رس)

اس جملہ میں "شہر"، مبتدا اور "تھا" خبر ہے۔

(۲) دنیا کا کام بہت ہے سخت۔
وجہی (ص ۱۶۷-سب رس)

اس جملہ میں "کام" مبتدا اور "ہے سخت" خبر واقع ہوئے ہیں۔

# لوازم فعل

لوازم فعل تین ہیں۔

(۱) طور یا حالت

(۲) صورت یا نوعیت

(۳) زمانہ

## (۱) طور یا حالت

فعل کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ۱۔ معروف ۲۔ مجہول

اگر فعل کا فاعل معلوم ہو تو اس فعل کو فعلِ معروف کہتے ہیں۔

جیسے :۔ سمن بر اس کوں گند کر ہار دی ایک

ابن نشاطی (ص ۹۷۔ پھولبن)

اس مصرع میں "سمن بر" جو کہ فاعل ہے۔ اس کے کام کا اثر ضمیر شخصی "اس"، پر ہوا ہے۔ اس لئے فعل کی یہ حالت معروف کہلاتی ہے۔

اگر فاعل معلوم نہ ہوا، بلکہ صرف مفعول معلوم ہو تو ایسے فعل کو مجہول کہتے ہیں۔

جیسے : جکوئی اپنی عزت خاطر مارا گیا سو شہید ہے۔

وجہی (ص ۱۹۲۔ سب رس)

اوپر کے جملے میں مارنے والا جو کہ فاعل ہے۔ وہ نامعلوم ہے۔ اس لئے فعل کی یہ حالت مجہول کہلاتی ہے۔

## (۲) صورت یا نوعیت

فعل صادر ہوتا ہے تو صدور فعل کی کوئی نہ کوئی نوعیت ہوتی ہے۔
عام طور پر یہ نوعیت چھ قسم کی ہوتی ہے۔
(۱) خبری (۲) استفہامی (۳) شرطی یا تمنائی (۴) احتمالی (۵) امری (۶) مصدری۔

### (۱) خبری صورت

فعل جب کسی واقعہ کی خبر دیتا ہے تو اس کی یہ صورت خبری کہلاتی ہے۔

جیسے : (۱) تیرا جمال دیکھنے اکثر علی الصباح
آتا ہے آفتاب نکل ہر علی الصباح
غواصی (ص ۱۱۶۔ کلیات)

(۲) چور زخماں منے ہوا ہے غواص
تج نین راوتاں سوں لڑ لڑ کر
غواصی (ص ۱۱۷۔ کلیات)

### (۲) استفہامی صورت

جب سوال کیا جاتا ہے یا کوئی بات دریافت کی جاتی ہے تو فعل کی یہ صورت استفہامی کہلاتی ہے۔

جیسے : دہلی پہ بیٹھ اس باٹ سوں کل کئے سو کو وہ کون تھے
لے لگ دلاں کوں چاک کر چل گئے سو کو وہ کون تھے
بحری (ص ۱۹۴۔ کلیات)

## (۳) شرطی یا تمنائی صورت

اگر فعل میں شرط پائی جائے تو فعل کی یہ نوعیت شرطی ہوگی اور اگر فعل میں تمنا پائی جائے تو تمنائی۔

جیسے: (۱) گر دل میں ہے تیرے جو کمائی کمائے کچ
توصحبت اختیار کر اہل کمال کا

غواصی (ص ۱۰۷ - کلیات)

(۲) اگر اچھتا تو بارے کا مراتن
میں اڑ کریاں تے جاتا گر ہر یک فن

ابن نشاطی (ص ۴۶ - پھولبن)

## (۴) احتمالی صورت

فعل کے ہونے یا نہ ہونے میں احتمال ہو تو فعل کی یہ صورت احتمالی کہلاتی ہے۔

جیسے: (۱) دونوں کوں دیک آیا ہر کسے یاد
مگر ایسیچ تھے شیریں و فرہاد
مگر دنیا میں پھر کر آئے ہیں کیا
کتے تھے جن کو یوسف ہور زلیخا

ابن نشاطی (ص ۵۸ - پھولبن)

(۲) دسے دو اس روش چو پھیر چھا کر
کھڑیا ہے کیا مگر آسماں آ کر

ابن نشاطی (ص ۶۵ - پھولبن)

اوپر کے اشارہ میں "مگر" بہ معنی "شاید" احتمال پیدا کرتا ہے۔

(۵) امری صورت

فعل میں حکم یا التجا پائی جائے تو فعل کی یہ نوعیت امری کہلاتی ہے

جیسے: اے محمدؐ تمہیں پیوے حور تماری امت کوں بھی پیلاؤ۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۷۔ معراج العاشقین)

(۶) مصدری صورت

ا۔ فعل کی ایک صورت فعل کا مصدر بھی ہے۔ جس میں زمانہ کا کوئی تعین نہیں ہوتا۔ جیسے کرنا، ہلنا، چلنا، اچھلنا وغیرہ۔

۱۔ ان پانچ خواص کا مراقبہ کرنا، پیر کے ممکن الوجود کا مشاہدہ کرنا۔ خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۳۔ معراج العاشقین)

۲۔ حیات کا باد ہلنا، چلنا، اس حیات پر ایتا کیا اچھلنا۔

وجہی (ص ۱۶۴، ۱۶۵۔ سب رس)

۲۔ جس طرح پنجابی میں علامت مصدر دور کرنے کے بعد آخر میں "الف" رہ جائے تو "نا" کی بجائے "ونا" بڑھاتے ہیں اسی طرح دکنی میں بھی کہیں کہیں پنجابی کی یہ علامت مصدر مستعمل ہے۔ جیسے جاونا، آونا وغیرہ۔

(۱) تمارے مکھ کے کعبہ کوں جن طواف کرے
نہیں ہے حاجت اسے جاونے کو تا بہ حجاز

محمدؐ قلی (ص ۱۲۴۔ کلیات۔ ح ۲)

(۲) سب وقت ٹالتے ہیں اپس کوں سنوارتے
نہیں آوتے جو آئے تو یک پل نہ ٹھارتے

بحری (ص ۲۰۸۔ کلیات)

۳۔ دکنی میں علامت مصدر دور کرنے کے بعد "ی" رہنے کی صورت میں بھی "ونا" استعمال ہوا ہے۔

جیسے: اس کے گھر میں نہ پیونے پانی
اس کے مندھر میں چھیل بیل

بحری (ص ۶۲ کلیات)

۴۔ دکنی میں کبھی کبھی علامت مصدر "ن" بھی استعمال ہوتی ہے۔

جیسے: جو چھند بند کے بول بولن لگی
برہ کی گرہ دل تے کھولن لگی

نصرتی (ص ۲۶۱۔ گلشن عشق)

# ۳۔ زمانہ

ہر فعل میں کسی نہ کسی زمانہ کا پایا جانا ضروری ہے۔ زمانے کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) ماضی (۲) حال (۳) مستقبل۔

## ۱۔ ماضی

ماضی وہ فعل ہے جو گزرے ہوئے زمانے سے متعلق ہو اس کی چھ قسمیں ہیں۔ (۱) ماضی مطلق (۲) ماضی قریب (۳) ماضی بعید (۴) ماضی استمراری یا ناتمام (۵) ماضی احتمالی یا شکیہ (۶) ماضی شرطیہ۔

### (۱) ماضی مطلق

وہ فعل جو گزرے ہوئے زمانے میں واقع ہو لیکن اس میں قرب د

بعد کا کوئی تعین نہ ہو اس کو ماضی مطلق کہتے ہیں۔

(۱) دکنی میں ماضی مطلق بنانے کے لئے مصدر کی علامت "نا" گرانے کے بعد عموماً "یا" بڑھایا جاتا ہے۔

جیسے: (۱) جنے دل کوں جلایا انے کچھ پایا۔

وجہی (ص ۱۷۔ سب رس)

(۲) ندیاں لھو کی بھئیں پر بہایا تھیں
جبتا کفر کا جس ڈبایا تھیں

نصرتی (ص ۲۴۔ گلشن عشق)

(۲) بعض اوقات دکنی میں ماضی مطلق "الف" یا "ی ا" سے بھی آتی ہے۔

جیسے: (۱) دیکھت مرغاں کو ساری کئے سو بھانے
چھپا سیمرغ جا کوہ قاف میانے

ابن نشاطی (ص ۶۸۔ پھولبن)

(۲) مبارک باد دینے آئیا نوروز تج دوبار
ادکھ سوکھ بھتے کریں تارے قراں ہم عیدو ہم نوروز

محمد قلی (ص ۲۲۔ کلیات ج ۳)

(۳) ماضی مطلق واحد مونث کے لیے مصدر کے مادے کے بعد "ی" کا اضافہ کیا جاتا ہے

جیسے: (۱) توں تو بندی بے فکر رہی
دکھ سکھ میرے سیں دی

اعلیٰ (رسالہ تصوف، قلمی)

(۲) حسن کا آواز سنی، سبھی کہ یو حسنچہ ہے جو کری ہے
کری ہے اتنا ناز ۔

وجہی (ص ۲۵۸ - سب رس)

(۴) دکنی میں "کرنا" کا ماضی مطلق کریا، کری کے علاوہ
اردو کی طرح بغیر کسی قاعدے کے "کیا" "کی" بھی مستعمل ہے۔
جیسے: (۱) لشکر اپنا سب دیکھیا، لشکر کی گنتی لیا ہمت کریا ۔

وجہی (ص ۱۲۸ - سب رس)

(۲) اُن نے مجھ سوں یوں کری بات

وجہی (ص ۱۷۱ - سب رس)

(۳) میں جو مجنوں کے نمن اپسیں بیابانی کیا
عشق میں دانا ہو چپ لوگاں میں نادانی کیا

غواصی (ص ۱۰۸ کلیات)

(۴) پریشانی جمعیت کا کی کام

وجہی (ص ۲۹۸ - سب رس)

اسی طرح "جانا" سے "گیا" بھی بغیر کسی قاعدے کے استعمال
ہوتا ہے۔

جیسے: گیا جب کہ بن ترا قطرہ نور
ترے نور تھے جگ یو پایا ظہور

نصرتی (ص ۱ ، گلشن عشق)

دکنی میں ایک فعل "کیتا" بھی عموماً استعمال کیا جاتا ہے۔
لیکن فعل کی یہ شکل کبھی ماضی مطلق کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

اور کبھی حال مطلق کے لئے۔

کیتا۔ (کیا)

جیسے:- سو کیتا ابتدا تعظیم کا سطر
لکھائی احسن تقویم کا سطر
ابن نشاطی (ص ۱۴۔ پھولبن)

کیتا (کرتا ہے)

جیسے: معطر اس سوں کیتا ہے چمن کوں
منزین اس سوں کیتا ہے چمن کوں
ابن نشاطی (ص ۲۔ پھولبن)

## (۲) ماضی قریب

وہ کام جو گزرے ہوئے زمانے میں واقع ہوا ہو، لیکن اس کا زمانہ نزدیک کا ہو، اسے ماضی قریب کہتے ہیں۔

ماضی قریب بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے بعد "ہے" "ہیں" یا "ہوں" کا اضافہ کیا جاتا ہے

جیسے: (۱) کھولیا ہے حق جس دیس تھے بج شاہ پرور فتح کا
روشن ہو خوش اس دیس تھے پایا صفا گھر فتح کا
غواصی (ص ۳۵۔ کلیات)

(۲) اپس حسن ڈکھل ہر اک بھار ھور
ہر اک دل میں پاڑیا ہے کئی رنگ شور
نصرتی (ص ۱۔ گلشن عشق)

(۳) چنچل جو کوئی تمارے سوں ستم کر لڑ بگاڑی ہے،
نرم ہو بھوت میرے سوں انے یو بات کاڑی ہے
ہاشمی (ص ۲۹۷- دیوان)

(۴) جمال اس روپ دیکھے سوں آنکھیاں جاں تلک ہیں دو
اڑا سٹ یک طرف تھے سب پریاں کوں پنکھ لائے ہیں
غواصی (ص ۱۲۹- کلیات)

(۵) ایسے دھیتاریاں کوں توجہ لوکاں مارے ھیں
وجہی (ص ۸۰- سب رس)

(۶) سیڑی خوش مرتبے کی میں چڑیا ہوں
جہاں مقصود تھا وہاں اتپڑیا ہوں
غواصی (ص ۱۳۱- کلیات)

(۷) سہاگن کر کے پہنی ہوں کسبا تن پہ بدرنگ سا
مسی اور ارگجا برکا پیا بن پیار چھوڑی ہوں
ہاشمی (ص ۱۴۸- دیوان)

## (۳) ماضی بعید

اگر فعل زمانہ ماضی میں ختم ہو چکا ہو تو اس کو ماضی بعید کہتے ہیں۔ اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے بعد "تھا" "تھی" یا "تھے" بڑھاتے ہیں۔

جیسے (۱) دو ایسے وقت شہ مجلس کیا تھا
ادم کا زیب مجلس کون دیا تھا
ابن نشاطی (ص ۳۹- پھولبن)

(۲) رھیا تھا آج لگ ناپھانک کر کیں
پڑیا تھا چھانوں ہو تجہ پاؤں تل میں
ابنِ نشاطی (ص ۴۴ - پھولبن)

(۳) تمنّا کوں ملنے رات کوں اچپل چنچل کوئی آئی تھی،
ہو ڈھیٹ کچھ کا کچھ انے سٹ دی پکے کچھ لیائی تھی
ہاشمی (ص ۳۲۴ - دیوان)

(۴) نہ دیکھے تھے کوئی اس زمانے میں کاج
کیا تھا جو ان حق کے کچ امر باج
نصرتی (ص ۶۳ - گلشن عشق)

## (۴) ماضی استمراری

اگر زمانۂ ماضی میں فعل کی تکرار، تسلسل یا عدم انقطاع پایا جائے تو اس کو ماضی استمراری یا ماضی ناتمام کہتے ہیں۔

ماضی استمراری کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ماضی شرطیہ کے بعد تھا، تھی یا تھے کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے :- (۱) چمن کے پھول کھلتے دیکھ سکیاں کا مکھ یاد آیا
سہاتا تھا محمدؐ پھل بمن ان کا نین سارا
محمد قلی (ص ۱۵ - کلیات - ح - ۳)

(۲) جو جبرئیل خدا کے پاس تے خبر لیاتا تھا تو آدمی کی صورت ہو کر آتا تھا۔
وجہی (ص ۱۰۰ - سب رس)

(۳) نظر پڑتی تھی جو ناسک سمندر کی
تو جاتی تھی سُدھ اڑ ہر یک بھنور کی

ابن نشاطی (ص ۴۰، پھولبن)

(۴) جو یاد آتی اتھی وہ چلبلی منج
تو ہوتی تھی سینے میں گدگلی منج

ابن نشاطی (ص ۵۳۔ پھولبن)

(۵) زمیں پر واں کی بستے تھے چرندے
گگن کوں ڈھانپ لیتے تھے پرندے

ابن نشاطی (ص ۶۶۔ پھولبن)

(۶) جو باتاں خدا کوں بھاتیاں تھیاں سو باتاں دلیچ میں
تے آتیاں تھیاں۔

وجہی (ص ۹۹۔ سب رس)

## (۵) ماضی احتمالی

اگر زمانۂ ماضی میں کسی فعل کے ہونے یا نہ ہونے کا شک یا احتمال پایا جائے تو اس کو ماضی احتمالی کہتے ہیں۔ ماضی احتمالی کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے بعد "اچھے گا" یا "اچھے گی" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے (۱) تاراں کی زنجیراں سوں جکڑ کر جان گیا اچھے گا۔

وجہی (ص ۲۱۰۔ سب رس)

(۲) اس علم کا دھیان لگیا اچھے گا۔

شمس العشاق (ص ۱۱۷۔ مخطوطہ تاج الحقائق)

(۳) ملنا ہے عید سا صور میوہ تمھاریاں ماتاں
خوش ہو کے کمی اچھے گی شب رات کل فتن تے
ہاشمی (ص ۲۳۴ ۔ دیوان)

## (٦) ماضی شرطیہ

جب فعل ماضی میں شرط یا تمنا پائی جائے تو وہ ماضی شرطیہ یا ماضی تمنائی کہلاتا ہے ۔ ماضی شرطیہ کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر کی علامت گرا کر "تا" کا اضافہ کیا جاتا ہے ۔

جیسے : (۱) اگر محمدؐ نا ہوتا تو آسماں زمیں نا ہوتا
وجہی (ص ٦ ۔ سب رس)

(۲) اگر تجھ سا سرو کیئں ھور ہوتا
بنے بن بلبلاں کا شور ہوتا
غواصی (ص ۱۱۰ ۔ کلیات)

## (۲) حال

وہ فعل جو موجودہ زمانے کو ظاہر کرے ۔ فعل حال کہلاتا ہے ۔

(۱) اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر سے علامت "نا" حذف کر کے "تا" زیادہ کرتے ہیں ۔ واحد مذکر مخاطب اور واحد مذکر غائب کی صورت میں "تا" کے بعد "ہے" کا اضافہ کرتے ہیں ۔ جیسے تو آتا ہے وہ آتا ہے ۔ واحد متکلم میں "ہوں" کا اضافہ کرتے ہیں جیسے میں آتا ہوں جمع غائب، اور جمع متکلم میں "ہیں" کا اضافہ کرتے ہیں ۔ جیسے

وہ آتے ہیں، ہم آتے ہیں۔ جمع مخاطب میں "ہو" کا اضافہ کرتے ہیں جیسے تم آتے ہو، جمع مذکر غائب اور جمع مذکر متکلم میں "تا" کے "الف" کو یائے مجہول سے بدلتے ہیں جیسے وہ آتے ہیں۔ ہم آتے ہیں۔ مونث کے دوسرے صیغوں کے لئے "تا" کے "الف" کو یائے معروف سے بدلتے ہیں۔ جیسے وہ آتی ہے۔ تو آتی ہے۔ جمع مونث کی صورت میں "اں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے وہ آتیاں ہیں۔

واحد، مذکر، مخاطب۔

جیسے: اتھا تو پچ اول ہور آخر تہیں پچ
سمجھتا ہے مخفی و ظاہر تہیں پچ
نصرتی (ص ۴ گلشن عشق)

واحد مذکر غائب

جیسے: جدھر ڈھونڈتا ہے بی کدھر نہیں
وجہی (ص ۸۰۔ سب رس)

واحد مذکر متکلم

جیسے: دندیاں کا مکھ کالا کیا آسماں ہمارے دندتیں
مے پیوتا ہوں شوق تھے نت آب حیواں عید کا
محمد قلی (ص ۶۔ کلیات۔ ح۔ ۳)

جمع غائب۔

جو کوئی بولیا اوسے شیطان بولتے ہیں۔
خواجہ بندہ نوازؒ (مخطوطہ ن ۲۴۲۵۔ شکار نامہ)

دکنی میں حال مطلق جمع کے لئے "بولتیں" اور "ہوتیں"
مستعمل ہیں - یہ بولتے ہیں اور "ہوتے ہیں" کی تکلمی صورتیں ہیں

جیسے : (۱) فنا اس معنی کو بولتیں اے بھائی
خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۱ - معراج العاشقین)

(۲) دو دل ایک دل ہوتیں جھٹ تے
وجہی (ص ۳ - سب رس)

واحد مونث متکلم

ہلاک ہوتی ہوں ہیں رو رو کے اب کوئی نہیں جو یاں
جو پوچھ آنکھیاں دھلاوے مکھ سمجھیا منج روتی کوں
غواصی (ص ۱۳۶ - کلیات)

واحد مونث مخاطب -

جیسے : کہ توں کئی دیس سے آتی ہے اس ٹھار
توں نت لیاتی ہے گند کر پھول کے ہار
ابن نشاطی (ص ۹۸ - پھولبن)

واحد مونث غائب

جیسے : دھن گن بھری گیانی چنچل اکثریاں آتی ہے صبح
یک وقت پر نا آئے تو تمنا بلاتی ہے صبح
ہاشمی (ص ۵۱ - دیوان)

جمع مونث غائب

جیسے ادیکھیاں عورتاں یاں گیاں ایکو تیکا دساسر کر
دیکھو کرتیاں ہیں کیوں پچ پچ دھڑی ہونٹوں پلانے سوں
ہاشمی (ص ۱۹۷ - دیوان)

(۲) "پلات" (پلاتا ہے) "سنات" (سناتا ہے) حال مطلق کی قدیم شکل ہے۔ یہ شکل دکنی میں کہیں کہیں ملتی ہے۔

جیسے:- (۱) عشق تورے جوبن کی ساران گرے

ادھر تیرے کوثر کا پیالہ پلات

محمد قلی (ص ۲۶۲۔ کلیات ح ۱)

(۲) اچت چاند سہتے ترے دود دل

ترا مکھڑا ہرم کہانی سنات

محمد قلی (ص ۲۶۲۔ کلیات۔ ح ۱)

(۳) دکنی میں حال مطلق بنانے کا ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ مضارع کے بعد "ہے" یا "ہیں" بڑھاتے ہیں۔ جیسے "جلے ہیں" حال مطلق کی یہ شکل دکنی میں کم مستعمل ہوئی ہے البتہ اردو میں بیسویں صدی تک بھی یہ شکل مروج تھی۔

پھل بھاگ سب پھلے ہیں دندے سو دیکھ جلے ہیں

کلیاں انند کھلے ہیں ہے روت یوں سکھی کا

محمد قلی (ص ۷۷، کلیات۔ ح ۱)

(۴) دکنی میں حال مطلق کے لئے صرف مضارع کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ درحقیقت یہی حال مطلق کی قدیم شکل ہے جو دکنی میں باقی رہ گئی ہے۔

"کرتے"، "ہوتا" اور "جانتا" (کرتے ہیں) (ہوتا ہے)

اور (جانتا ہے) کے لئے مستعمل ہیں۔

جیسے: (۱) <u>کرتے</u> غروری اپنے بغل میں سو رکھ کتاب
دو نیلہ کا سو باس نکلتا ہے ہم مشام
محمد قلی (ص ۱۶۸ - کلیات - ح - ۲)

(۲) <u>ہوتا</u> سب خدا کا بھاتا۔
وجہی (ص ۲ - سب رس)

(۳) عاشق کوں عاشق <u>جانتا</u>۔
وجہی (ص ۸ - سب رس)

(۴) <u>کہتے</u> یک شہر مشرق کے کدھن تھا
کہ اس کا ناؤں سو کنچن پٹن تھا
ابن نشاطی (ص ۴۲ - پھولبن)

حال نا تمام کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر کے مادے کے آخر میں "رہا ہے" کی بدلی ہوئی صورتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس کا استعمال دکنی میں شاذ ہوتا ہے۔

جیسے: تیرے باتاں سن میں <u>رہا ہوں</u> آس کر۔
وجہی (ص ۶۷ - سب رس)

حال کا استعمال حسب ذیل ہوتا ہے:

۱۔ خدا کی ہستی اور علمیت کے اظہار کے لئے۔

جیسے: اتھا تو یچ اول ہور آخیر تہنیچ
<u>سمجھتا ہے</u> مخفی و ظاہر تہنیچ
نصرتی (ص ۴ - گلشن عشق)

۲۔ عادت کے اظہار کے لئے۔

جیسے: دھن گن بھری گیانی چنچل اکثریاں آتی ہے مبح
یک وقت پر نا آئے تو ہمتنا بلاتی ہے مبح
ہاشمی (ص ۵۱ - دیوان)

۳- ماضی مطلق کے لئے۔

جیسے: حدیث بھی یوں آئی ہے کہ العلم نقطۃ وکثرہا جہال۔
وجہی (ص ۱ - سب رس)

## (۳) مستقبل

مستقبل وہ فعل ہے جس سے کام کا ہونا یا جاری رہنا آئندہ زمانے میں پایا جائے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مستقبل مطلق (۲) مستقبل دامی

## (۱) مستقبل مطلق

جب فعل سے صرف زمانۂ آئندہ کا پتا چلے، تو اس کو مستقبل مطلق کہتے ہیں۔

مستقبل مطلق بنانے کے لئے دکنی میں مضارع کے بعد گا، گے، گی یا گیاں کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے (۱) رموز رازنہ ہوئے گا، ناز نیاز ہوئے گا۔
وجہی (ص ۹۵ - سب رس)

(۲) جے کوئی دودھ پیوے گا سو تماری پیروی کرے گا۔
خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۸ - معراج العاشقین)

(۳) دسریاں کا قصہ سناؤں گا، دل کوں بی ہمت پر لیاؤں گا
وجہی (ص ۵۸ - سب رس)

(۴) مرے تیں اور کے اگے کہو جو تم پکارو گے۔
تمارے تیں تو کچھ ڈر نیں ہیرے تیں ناحق مارو گے
ہاشمی (ص ۳۰۷ - دیوان)

(۵) برہ کا درد کرد سینج پرت کی یاداں سوں
لے دو توں مل چلیں گے تو کر بیٹھے ہم پرواز
محمد قلی (ص ۱۴۴ - کلیات ج ۲)

(۶) ترسے دنبال گرد ہو کے اڑ کر آوُں گی
کرے منج لے پون اس لال کا ہے ٹھار کہاں
غواصی (ص ۱۳۵ - کلیات)

(۷) ترے جب کی ات سوز دھر آئیں گیاں
سلامت ترے ٹھار انپڑ آئیں گیاں
نصرتی (ص ۴۲ - گلشن عشق)

(ا) مستقبل بنانے کے لئے دکنی میں ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ علامت مستقبل مضارع کے بعد لگانے کے بجائے امر کے بعد لگائی جاتی ہے۔ جیسے "لائے گا"، "لگائے گا" کے بجائے "لا گا" "لگا گا" وغیرہ۔

(۱) اگر توں پھول کا جو جھاڑ لا گا
توں لا کر میرے گلشن میں لگا گا
ابن نشاطی (ص ۴۰ - پھولبن)

(۲) تسوں ہمت مچھر گر ٹک جو پاگا
مٹے منگل کوں تل میں گر پڑا گا

ابن نشاطی (ص ۱۹ - پھولبن)

(۴) تجھ مکھ کے مقابل تو نہ ہرگز چمن آگا
تجھ نین برابر نہ ختن کا ہرن آگا

بحری (ص ۱۳۰ - کلیات)

**(۲)** جمع کے لیے "جانگے، فرمانگے، لیانگے وغیرہ مستعمل ہیں - مضارع کے بعد "گے" گا اضافہ کرنے کے بجائے امر کے آگے "ن گ ے" کا اضافہ کیا جاتا ہے - "جا" امر ہے - اس کے آگے "ن گ" اور یائے مجہول بڑھانے سے "جانگے" ہوا -

جیسے: (۱) دنیا کے کارخانے کا نہیں زرباف امولک پچ
ہنے کے تار جب جانگے نکل کر تب نہ رہے دُوچ

محمد قلی (ص ۴۷ - کلیات - ح - ۲)

(۲) اگر فرمانگے تو بھیجوں گی اس ٹھار
دیکھو بارے یکس کا ٹیک دیدار

ابن نشاطی (ص ۱۶۵ - پھولبن)

(۳) اگر شاہاں جو جھوٹی بات لیانگے
جگت میں کون شاہاں کو پتیانگے

ابن نشاطی (ص ۶۴ - پھولبن)

**(۳)** دکنی میں "سی" "سے" "سوں" اور "سیں" مستقبل کی مختلف علامتیں ہیں جو عموماً "نا" یا "نہ" کے ساتھ آتی ہیں - ان

علامتوں میں فعل مستقبل کے ساتھ "سکنا" فعل امدادی کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ جس کا انحصار طریقہ استعمال پر ہے۔ اس کا ذکر فعل امدادی کے ضمن میں کیا جائیگا۔ علامت "سی" پنجابی، راجستانی اور بھوج پوری میں بھی مستقبل کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

جیسے: (۱) اس کتاب کوں سینے پرتے ہلاسی نا، اس کتاب بغیر کوئی اپنا وقت بھلاسی نا۔

(وجہی (ص ۱۰۔ سب رس)

(۲) اتا کیں بات چلنے کی کریں گے ہاشمی دیکھو
خدا کی سوں میں رہ سی نا چلوں دنبال بولوں گی

(ہاشمی (ص ۲۶۵۔ دیوان)

(۳) تج سار کہیں جگ میں پری زاد نہ ہوسے
کوئی نازنیں تیرے نمن استاد نہ ہوسے

(غواصی (ص ۱۵۹۔ کلیات)

(۴) اودیکھیاں لاکے بولیاں تو اتا ہرگز نہ سن سوں ہیں
کہوں گی دوچ برا ہوئے ماں جوکوئی بدنام ہوتا ہے

(ہاشمی (ص ۲۷۱۔ دیوان)

(۵) پھاندے میں پاڑیں گے دلے پھاندے میں پڑسیں نا
دسریاں کوں سنپڑادیں گے دلے اپے سنپڑسیں نا

(وجہی (ص ۱۸۲۔ سب رس)

دکنی میں کبھی ماضی، مستقبل کے معنوں میں آتی ہے۔

جیسے: دردیلکو نکو مجھ کوں میری پشواز پھاٹے گی
کہیں یو ساس دیکھی تو گلا دوسوں سوں کاٹے گی
ہاشمی (ص ۲۸۲ - دیوان)

اوپر کے شعر میں "دیکھی" دیکھے گی" کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

## ۲ - مستقبل مدامی

جب فعل سے کسی کام کا آئندہ زمانے میں جاری رہنا پایا جائے تو اس کو مستقبل مدامی کہتے ہیں۔

مستقبل مدامی بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ماضی شرطیہ کے بعد "رہے گا" کے صیغے بڑھاتے ہیں۔

جیسے:- ہتی ہمت حلقے کے تھے بے شمار
پسینے میں جھلتے رہیں گے ہزار
نصرتی (ص ۶۱ - گلشن عشق)

مستقبل کا استعمال اکثر شرط کے ساتھ ہوتا ہے۔

جیسے: (۱) وہاں اگر چیز بے جان ہووے گا، تو شرک کھڑا رہے گا۔

خاتم (مخطوطہ ن ۱۰۴ - کلمتہ الحقائق)

(۲) اگر کیس کے دل کوں زیر و زبر کرے گا، پانی کوں خونِ جگر کرے گا - تو آخر دسرے کے دل میں بی گھر کرے گا۔

وجہی (ص ۹۵ - سب رس)

# مضارع

مضارع، فعل حال کی قدیم صورت ہے۔ اس میں زمانۂ حال کے علاوہ زمانۂ آئندہ کی بھی گنجائش ہوتی ہے۔

(۱) اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر کے مادے کے آخر میں یائے مجہول کا اضافہ کیا جاتا ہے

جیسے: اس کے فرمائے پر جنو چلے ، ہر دو جہاں میں ہوئے بھلے۔
وجہی (ص ۱۶ سب رس)

(۲) مصدر کے مادے کے آخر میں الف یا واؤ ہو، تو مضارع بنانے کے لئے (ء + ے) کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے: (۱) کدھیں تنک گرم ہو کر دوڑ میں آئے
صبا کا دن پچھیں سٹ کر اگے جائے
ابن نشاطی (ص ۱۲ - پھولبن)

(۲) خود بے خود ہوئے تو خدا کوں پاوے
وجہی (ص ۲۱ - سب رس)

(ء + ے) کی جگہ بعض وقت (و + ے) بھی استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: (۱) اس بات میں تجرید ہور تفریق ہووے خدا کوں پاوے۔
حفیظ قتیل (ص ۹۳ - میراں جی خدانما)

(۲) چڑاوے سستی کوں ترا مے مدن
دکھاوے تسے آگ کر پھول بن
نصرتی (ص ۷۴ - گلشن عشق)

(۳) مصدر کے مادے کے آخر میں "ی" یا "ے" ہو تو صرف "وے" بڑھا کر مضارع بنایا جاتا ہے۔

جیسے: (۱) وو پروانہ کاں ہے جو یو پانی پیوے
وجہی (ص ۵۲ - سب رس)

(۲) ذوق سوں تیزی پہ چڑ جب لیوے چوگان ہات
گیند ہو اسماں تھے سور اتر اوے تلار
غواصی (ص ۵۵ - کلیات)

(۴) جمع غائب کے لئے مصدر کے مادے کے آخر میں "ئیں"، "ویں" یا "یں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے (۱) دونوں مل کے جس ٹھار بستی کو جائیں
اوک وھاں کے لوگاں سو تعظیم پائیں
نصرتی (ص ۱۷۶ - گلشن عشق)

(۲) کہ تعریف سن جس کی دھر اشتیاق
منگاویں سبھ تحفہ اہلِ عراق
نصرتی (ص ۳۷ - گلشن عشق)

(۳) دیکھت شہ کی عشرت دعا کر کویں تب
گمو دات دن قطب شہ نت انندال
محمد قلی (ص ۲۴ - کلیات - ح ۱)

"کویں" مضارع ہے جو مصدر کے مادے "کو" سے بنایا گیا ہے۔ اس کا مصدر "کنا" ہے۔

(۵) متکلم کے لئے مصدر کے مادے کے آخر میں "وں" کا اضافہ

کیا جاتا ہے۔

جیسے: (۱) قلم کوں قد کے ترے دیکھ ہور بھوں کا نوں
صریح سورہ نون القلم ہے کر جانوں

غواصی (۱۵۳ - کلیات)

(۲) ہر اک دھاتاں سوں اس تارے کو توڑوں
لے کر تارے سوں اس، تجھ منہ سوں جوڑوں

ابن نشاطی (ص ۱۰۵ - پھولبن)

مضارع کے مختلف استعمال حسب ذیل ہیں۔

(۱) دعا کے لئے۔

جیسے: خدا تیری مراد کوں انپڑا دے، جکچھ توں منگتا سو خدا تے پاوے۔

وجہی (ص ۸۱ - سب رس)

(۲) تردید کے لئے۔

جیسے: سوکن نا سووے نا سونے دیوے۔

وجہی (ص ۲۵۳ - سب رس)

(۳) شرط و جزا کے ساتھ۔

جیسے: کروں تج کرم یاد تو پھول رہوں
بچاروں جو تج قہر سب بھول رہوں

نصرتی (ص ۷ - گلشن عشق)

## امر و نہی

وہ فعل، جو حکم، التجا یا دعا کے لئے آئے، اس کو امر کہتے

ہیں اور جو فعل کسی کام کے نہ کرنے یا روکنے کے لئے استعمال ہو،
اس کو نہی کہتے ہیں۔

(۱) امر، علامت مصدر گرا کر بنایا جاتا ہے۔

جیسے: (۱) خدایا معافی کی امید بر لیا
کہ جیوں سانت کے میہوں تھے جگ سب آگھایا

محمد قلی (ص ۱۵۰۔ کلیات۔ ج ۱)

(۲) خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کر

وجہی (ص ۲۱۔ سب رس)

(۳) میرے سینے میں بھیر اسرار تیرے
نین دے دیکھنے انوار تیرے

ابن نشاطی (ص ۵۔ پھولبن)

(۲) امر کی جمع بنانے کے لیے اس کے واحد کے آخر میں
"واؤ" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے: (۱) خبر بارے اول شہزادے کا لیو
تمیں منگتے ہیں جیوں بعد از سزا دیو

ابن نشاطی (ص ۱۳۶۔ پھولبن)

(۲) سب اپنی مراد کوں اپڑو، انو کوں غیب کی نعمت
سپڑو وجہی (ص ۳۰۰۔ سب رس)

(۳) خاوند پر اپنے نمنی قربان جیو بل بل کرد
دیکھو خدا خوش ہوئے دل نرمل کرد نرمل کرد

ہاشمی (ص ۲۱۱۔ دیوان)

(۳) امر کے آخر میں "الف" ہو تو جمع بنانے کے لئے (ے + و) بڑھاتے ہیں۔

جیسے:- (۱) عارف الوجود میں شاہد میں کیا تفاوت سمجھاؤ۔
جانم (مخطوطہ ص ۱۰۴- کلمتہ الحقائق)

(۲) بندھاؤ حوض خانے چاند و سورج کے سہیلیاں مِل
بچھاؤ نیر امرت سا کہ کھیلیں رنگ افشانی
محمد قلی (ص ۳۵- کلیات ج ۳)

دکنی میں "کو" (واو لین) امر کی ایک استثنائی صورت ہے اس کا مصدر "کنا" ہے۔ "کہنا" سے "ہا" حذف کرکے "کنا" بنایا گیا ہے۔ امر بنانے کے لئے علامت مصدر گرا کر "و" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے: منجے اس بھٹار کیا تدبیر ہے کو
مرا اس بھٹار کیا تقصیر ہے کو
ابن نشاطی (ص ۱۰۳- پھولبن)

نہی بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ امر سے پہلے "نہ" "نا" "مت" "نکو" یا "نکوں" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے: (۱) نہ کر کچھ سنگل چک بی چوندھیر میں
امانت اتاریاں وہ مندھیر میں
نصرتی (ص ۹۹- گلشن عشق)

(۲) اس تیز خنجر کے انگے خنجر کوں خنجر نا کہو
ہاشمی (ص ۲۰۸- دیوان)

(۳) کہیں مت اٹک کہے تو اندھلے ھوں جلکے اٹکی
اندھلے سوں کیوں نبھاوے ہوئی محکوں فکر پوری
ہاشمی (ص ۲۲۳ - دیوان)

(۴) نکو کر توں لئی بولنے کا ہوس
اگر خوب بولے تو ایک بیت بس
وجہی (ص ۱۴۱ - قطب مشتری)

(۵) نکوں ہنج کوں سٹو اس غلبلے میں
میں اپنے بھانڑں گا کفنی گلے میں
ابن نشاطی (ص ۱۰۳ - پھولبن)

# فعل مجہول کی بناوٹ

اوپر جن افعال کا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق فعل معروف کی بناوٹ سے ہے۔ فعل مجہول کے بنانے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ ماضی مطلق کے بعد مصدر "جانا" کا وہی صیغہ بڑھایا جاتا ہے جو مطلوب ہوتا ہے۔ مثلاً "مارنا" سے ماضی قریب مجہول بنانے کے لئے مارنا کے ماضی مطلق "مارا" کے بعد "گیا ہے" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے: جکوئی اپنی عزت خاطر مارا گیا ہے سو شہید ہے۔
وجہی (ص ۱۹۲ - سب رس)

# فعل معطوف

فعل معطوف وہ فعل ہے جس کو دوسرے فعل کے ساتھ کے،

کر، کو یا کوں لگا کر عطف کیا جاتا ہے۔

جیسے : (۱)

عشق کی آگ میں جل کے راک ہونا
عشق بازی میں چاک چاک ہونا

(غواصی (ص ۱۲۰۔ کلیات)

(۲) زباں دھو کے پھل نیر سوں مکھ میں لیا نو
یو سید محمد حسینی کا نانو

(نصرتی (ص ۲۶۔ گلشن عشق)

(۳) وہاں سے دُسرا ملکوت کی منزل سوں سیر کر کر ممکن کے سہر میں جا کر پوچھے۔

(خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۵۔ معراج العاشقین)

(۴) بہوت استقامت سوں، نظر قامت سوں وداع ہو کر تسلیم کر کر، سر پر ہاتھ دھر کر اپنے ٹھار تے ہلیا، چلیا۔

(وجہی (ص ۸۱۔ سب رس)

(۵) یو پیغمبر علیہ السلام کوں اس ترتیب سوں معراج کی خبر دے کو بندے کوں سرفراز کر کو بھیجا۔

(خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۴۔ معراج العاشقین)

(۶) پیر طبیب کامل ہونا، مرض پچھان کو دوا دینا۔

(خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۱۔ معراج العاشقین)

(۷) دو حاجب جا کوں بولیا شہ سوں اپنے
سینا سو آکوں بولیا شہ سوں اپنے

(ابن نشاطی (ص ۱۳۱۔ پھولبن)

اکثر دفعہ علامت معطوف محذوف ہوتی ہے۔

جیسے: (۱) نین کھول اپنے توں دیکھی جسے

اسے اسم کا عین سکہ دِسے

شاہ برہان (مخطوطہ ن ۵۴۳۔ پنج گنج)

(۲) ایکس کوں دیکھ ایک ہوتے دیوانے

وجہی (ص ۳۔ سب رس)

(۳) محبوب بے بدل توں قطب جہاں کی بے کر

کہتے ہیں کان میں آ میرے پکار موتی

غواصی (ص ۱۰۳۔ کلیات)

اوپر کی مثالوں میں کھول کر، دیکھکر اور آکر کے بجائے صرف کھول، دیکھ اور آ استعمال ہوئے ہیں "کر" علامت معطوف محذوف ہے دکنی میں کبھی علامت معطوف کے لئے کے، کر، کو اور کوں کے علاوہ ایک اور علامت "ت" بھی مستعمل ہے۔ جیسے دیکھت، پیوت وغیرہ۔

(۱) سڑک تھے باغ کوں دیکھت کھلے منج باغ کے غنچے

سو اس غنچے کے باس تھے لگیا جگ مگمگن سارا

محمد قلی (ص ۱۴۔ کلیات۔ ج۔ ۳)

(۲) دیکھت سراسر جیس بھری شرمائے تیرے بردکوں

سارے فرشتے عرش کے کہتے ہیں مظہر فتح کا

غواصی (ص ۳۶۔ کلیات)

(۳) دیکھت یو حال شہ ہو بہوت دل شاد
لگیا لب کھول ہنسنے پھول کے ناد
ابنِ نشاطی (ص ۵۸ - پھولبن)

(۴) ادھر ییں ادھر ملائے کر پریم پیالا پلایا
پیوت پیالا جب جاگی ییں شاہ بن دوجا نہ بھایا
بحری (ص ۲۶۱ - کلیات)

# افعال کی نفی

اس سے پہلے جو افعال مذکور ہوئے، وہ مثبت افعال کہلاتے ہیں۔ اب ان کی منفی صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔ مثبت افعال کو منفی بنانے کے لئے عموماً نیئں، نہیں، نہ، نا، مت یا نکو کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ علامتیں کبھی افعال سے پہلے آتی ہیں اور کبھی بعد میں۔

۱۔ ماضی مطلق کی نفی کے لیے، ماضی مطلق سے پہلے نین یا نہ علامت آتی ہے۔ یہ کبھی ماضی مطلق سے پہلے آتی ہے اور کبھی بعد میں۔

(الف) علامت نفی پہلے آنے کی صورت۔

جیسے: (۱) ییں ان کو طلب نیں کیا
خواجہ بندہ نواز (ص ۱۶ - معراج العاشقین)

(۲) جس باٹ گیا تھا، اس باٹ کا مقصود نیئں پایا۔
وجہی (ص ۵۷ - سب رس)

(۳) زمیں رھی اس سبب یوں پست ہو کر
کہ سایہ نیئں پڑیا تیرا تس اوپر
ابنِ نشاطی (ص ۹ - پھولبن)

(۴) آپ ہو آیا اپے کوئی نہ لیایا اُسے

سب کوے آیا سو وے کوئی نہ شریک اس نہ یار

غواصی (ص ۷۴ - کلیات)

ماضی مطلق کی نفی کے لئے ابن نشاطی نے ایک ہی شعر کے پہلے مصرع میں "نہ" اور دوسرے مصرع میں "نئیں" استعمال کیا ہے۔

جیسے: شکر کی اس، چھری ہے کر نہ جانیا

خرابی ہے کر اپنی نئیں پچھانیا

(ب) علامت نفی بعد میں آنے کی صورت

جیسے: (۱) دکھیا نیں جھاڑ ایسا کئی چمن میں

دسیا نیں پھول ایسا پھول بن میں

ابن نشاطی (ص ۴۰ - پھولبن)

(۲) لڑیا نیں سانپ ایسا میرے دل کوں

جو بخشے گا اثر تیرا یو افسوں

ابن نشاطی (ص ۱۲۱ - پھولبن)

۲ ماضی قریب کی نفی کے لئے ماضی قریب سے پہلے نئیں استعمال ہوتا ہے۔ "سب رس" میں نیں کے ساتھ نہیں بھی استعمال ہوا ہے لیکن "نہیں" کی شکل کاتبوں کا تصرف بھی ہو سکتی ہے۔

جیسے: (۱) دلے بعضے خوباں خوبی اپنی کسے نئیں دکھائے ہیں۔

وجہی (ص ۸۳ - سب رس)

(۲) یا دیوانہ ہے یا حضرت پر ایماں نہیں لیایا ہے

وجہی (ص ۱۴۱ - سب رس)

۳۔ ماضی بعید کی نفی کے لئے بھی نیں کا استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: خبر نیں آئی تھی کئی دن تے واں کی
سنی نیں گئی تھی بات اس کی زباں کی

ابنِ نشاطی (ص ۲۰۔ پھولبن)

۴۔ ماضی استمراری کے لئے بھی عام طور پر نہیں استعمال کیا جاتا ہے۔

جیسے: حسن، دھن، من موہن، جگ جیون، من ہرن کہنے رہتی تھی۔ دلے بھید اپنا کسے نہیں کہنی تھی۔

وجہی (ص ۲۴۸۔ سب رس)

۵۔ ماضی شرطیہ کی نفی کے لئے ماضی شرطیہ سے پہلے "نہ" یا نا استعمال ہوتا ہے۔

جیسے:۔ (۱) نہ لیتا ہات بس گرتوں دو دھارا
کہاں یوں دین ہوتا آشکارا

ابنِ نشاطی (ص ۱۱۔ پھولبن)

(۲) کتا عقل کوں ہیں تو شاہ زماں
نہ ہوتا اگر عشق صاحب قراں

نصرتی (ص ۵۴۔ گلشن عشق)

۶۔ حال مطلق کی نفی کے لئے حال مطلق سے پہلے نیں یا نہیں استعمال ہوتا ہے۔

جیسے: (۱) نہیں آتی ہے چاڑی خوش خدا کوں
نہیں بھاتی ہے چاڑی مصطفےٰ کوں

ابنِ نشاطی (ص ۵۶۔ پھولبن)

(۲) شکر بن کھائے نیں ہوتا میٹھا کام
نہیں پڑتا ہے سچ بے مشورت کام

ابنِ نشاطی (ص ۴۸ - پھولبن)

بعض اوقات فعل ناقص ہے یا ہیں محذوف بھی ہوتا ہے۔

جیسے: (۱) مرد کوں بے ہمتی خوش نہیں آتی

وجہی (ص ۵۶ - سب رس)

(۲) سب وقت ٹالتے ہیں اپس کوں سنوار تے
نہیں آوتے جو آئے تو یک پل نہ ٹھارتے

بحری (ص ۲۰۸ - کلیات)

حال مطلق میں بھی بعض وقت علامت نفی فعل کے بعد آتی ہے۔

جیسے: پیا جب تے بچھڑ رہے سو مجھے دن تب تے بھاتا نیں
کٹوں گی دلیں تو جیوں تیوں ولے لس کوئی دباتا نیں

ہاشمی (ص ۱۳۵ - دیوان)

حال مطلق کی نفی کے لیے عموماً نہیں استعمال ہوتا ہے۔ البتہ "نہ" ایسی صورت میں لایا جاتا ہے جب کہ شعر یا جملے کے دونوں اجزا میں علامت نفی لائی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں فعل ناقص "ہے" یا "ہیں" حذف نہیں کیا جاتا۔ ایسا جملہ مطلق تردیدی کہلاتا ہے۔

جیسے: نہ منج میں ھور فلک بس ہے مدارا
نہ سیدھا ہے مرا منج کوں ستارا
نہ میرے لال کا منج کوں خبر ہے
نہ میرے حال کا منج کوں خبر ہے

ابنِ نشاطی (ص ۱۵۲ - پھولبن)

مطلق تردیدی کے دوسرے جملے میں فعل ناقص محذوف بھی ہوتا ہے۔

جیسے: نہ منج میں حور بختاں میں ہے یاری
نہ طالع حور منج میں دوست داری
ابن نشاطی (ص ۱۵۲۔ پھولبن)

۷۔ مستقبل کی نفی کے لیے عموماً "نہ" یا "نا" مستقبل سے پہلے آتا ہے۔ لیکن بعض وقت تخصیص یا تاکید کے لیے مصدر کے بعد "کا" یا "کی" کے ساتھ نیں کا اضافہ کر کے مستقبل کی نفی کے معنی لیے جاتے ہیں۔

جیسے: (۱) سریجن کوں ملاویں تو ایتا میں کچھ کہنے کی نیں
پکنت ہوں شاہ ہاشم پر میرا گھر بار چھوڑی ہوں
ہاشمی (ص ۱۴۹۔ دیوان)

(۲) اگر وو گیند ماریں گے تو میں بھی چھپ رہنے کی نیں
ملاحظ توڑ کر دیکھو کلیاں چھ سات ماروں گی
ہاشمی (ص ۲۳۱۔ دیوان)

۸۔ مضارع کی نفی کے لئے مضارع سے پہلے "نہ" یا "نا" آتا ہے۔ جیسے:۔

(۱) بغیر لطف ترے دکھ نہ ہوئے میرا دور
بغیر مہر ترے سکھ نہ ہوئے منج سوں یار
غواصی (ص ۲۶۴۔ کلیات)

(۲) پکڑیا گریباں شیشہ کا کتوال تھے ناڈر کے مسیں
بہو دلبیں کوں سنپڑیا ہے اب تا چھوڑوں داماں عید کا
محمد قلی (ص ۶ - کلیات - ح - ۳)

دکنی میں علامت نفی بعض وقت مضارع کے بعد بھی استعمال ہوتی ہے۔

جیسے: (۱) پیا باج پیالہ پیا جائے نا
پیا باج یک تل جیا جائے نا
محمد قلی (ص ۲۳ - کلیات - ح - ۲)

(۲) صفائی جو اس درس کی پائے نہ
تماشا تو وو جگ کا کام آئے نہ
نصرتی (ص ۷ - گلشن عشق)

۹- امر کی نفی کے لیے دکنی میں "نہ"، "نا"، "نکو" اور "مت" یہ چاروں علامتیں مستعمل ہیں۔

جیسے:- (۱) عشق کے پنتھ میں ہماری پند ہے
غیر کے باتاں نہ سن ہیں بے حساب
محمد قلی (ص ۴۱ - کلیات - ح - ۲)

(۲) دنیا طلب نہ ہو کہ سراسر ہے گمراہی
طالب ہو دین کا جو کرے تج کوں رہبری
غواصی (ص ۱۰۰ - کلیات)

(۳) انکھیاں کے اختر کے انگے اختر کوں اختر نا کہو
موہن سے چندر کے انگے چندر کوں چندر نا کہو
ہاشمی (ص ۲۰۷ - دیوان)

۴- نکو کرو پنکھی تم بال و پر سوں مغرور ری
کہ بے پنکھاں سیتی تم ییں ہوا ہوں مست الست
محمد قلی (ص ۵۴- کلیات- ح -۲)

۵- نکو کہو ہور نکو پوچھو اے غواصی سد کے باتاں منج
نہیں سد منج کوں عالم کی کہ بے سد ہو رہتا ہوں ییں
غواصی (ص ۱۲۷- کلیات)

۶- مت پھر کسی گلی ییں جھانکو نکو جھانکر
سپڑے گی گئیں جھڑپ میں اول ہے رنگ میں گوری
ہاشمی (ص ۲۲۳- دیوان)

علامت نفی بعض اوقات امر کے بعد بھی آتی ہے۔
جیسے:- ۱- توں سن نکھ ہو جنگ اس سوں لاو نکو
مرے کاج چپ جیو گنواو نکو
نصرتی (ص ۱۶۷- گلشن عشق)

۲- دغا دے گی تج توں دغا کھا نکو
مسلم اُسے سوچ جیو لا نکو
وجہی (ص ۶- قطب مشتری)

۳- کل رات کوں یک دل ہو دھن بولی ہلوں یوں ناز سوں
سوگند خدا کی کو نکو باتاں میرے گلناز سوں
ہاشمی (ص ۱۵۳- دیوان)

# افعال کا تعدیہ

فعل لازم سے فعل متعدی بنانے کو تعدیہ کہتے ہیں۔ یہ عمل صرف متعدی ہی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اس سے بھی متجاوز ہوتا ہے یعنی متعدی سے پھر متعدی بنایا جاتا ہے۔ اس کو متعدی المتعدی کہتے ہیں۔ اور اگر متعدی میں واسطہ پایا جائے، تو اس کو متعدی بالواسط کہتے ہیں۔

عام طور پر مصادر لازم سے مصادر متعدی بنائے جاتے ہیں۔ ان کے بنانے کے چند عام قاعدے یہ ہیں:۔

۱۔ علامت مصدر سے پہلے ایک "الف" زیادہ کر دیتے ہیں

جیسے:۔ عارف تو ہیں لئی ہاشمی دل سوں سمجھ آو یچ کی
کی آتے ہیں ہیں یوں الیس تن من گلانا کیا غرض
ہاشمی (ص ۱۰۰۔ دیوان)

۲۔ بعض وقت مصدر کے پہلے حرف کی حرکت کو اس کے موافق حرف علت سے بدلنے سے یعنی زبر کو الف سے بدلنے سے فعل متعدی بنتا ہے۔

جیسے: نہ کوئی سکے اس سات دند سانے
اجبل کا نہیں کام اسے مارنے
وجہی (ص ۵۳۔ قطب مشتری)

۳۔ چار حرفی مصدر کا دوسرا حرف حرف علت ہو تو اس کو گرا کر پہلے حرف کو اس کے موافق حرکت دیتے ہیں اور علامت

مصدر سے پہلے ل + الف زیادہ کرتے ہیں۔

جیسے: عرفانِ کرسی پر محمدؐ کوں سُلائے۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۶۔ معراج العاشقین)

## متعدی المتعدی :۔

۱۔ متعدی المتعدی بنانے کے لئے متعدی کے مصدر کے دوسرے حرف (ی) کو گرا کر (ل + الف) زیادہ کرتے ہیں۔

جیسے: ایک کوں چھپانا ایک کوں دکھلانا

وجہی (ص ۱۹۵۔ سب رس)

۲۔ بعض وقت جب کہ متعدی کے مصدر کا دوسرا حرف "و" ہوتا ہے تو متعدی المتعدی بنانے کے لئے اس کو حذف کر کے علامت مصدر سے پہلے (ل + الف) زیادہ کرتے ہیں۔

جیسے: سہیلیاں تے ہو جیوں لگے مکھ دھلائے

وہیں آن الواں نعمت کھلائے

نصرتی (ص ۶۳۔ گلشن عشق)

## متعدی بالواسطہ

۱۔ متعدی بالواسطہ بنانے کے لئے بعض وقت علامت مصدر سے پہلے "وا" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے: خدائے تعالیٰ ان دو شخصوں کے لکھنے سے تفسیر تمام کروایا۔ عبدالحق (ص ۱۱۸۔ قدیم اردو۔

۲۔ بعض وقت مصدر کا دوسرا حرف حرفِ علّت ہو تو اُسے گرا کر اس کے موافق حرکت دیتے ہیں۔

جیسے : ہر یکشنبہ کوں آ ڈکر کیا سب صلاح دے بھیجنا
جو آویں گے تو آدُماں دھا کیاں بندھا نا کیا غرض
ہاشمی (ص ۱۰۰ - دیوان)

# افعال کی گردان

فعل کی گردان میں تین باتوں کا لحاظ ہوتا ہے۔ جنس، تعداد اور حالت۔ ذیل میں ماضی، حال اور مستقبل کی جو مختلف گردانیں دی گئی ہیں، ان میں صرف ایک فعل "مارنا" استعمال کیا گیا ہے تاکہ گردان میں یکسانیت باقی رہے۔ گذشتہ صفحات میں ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی استمراری، ماضی احتمالی، ماضی شکیہ، حال مطلق، مستقبل مطلق، امر و نہی کے تحت جنس، تعداد اور حالت کے اعتبار سے جو مثالیں بھی مل سکی ہیں پیش کر دی گئی ہیں اور انھیں پر قیاس کر کے گردانوں کی تکمیل کی گئی ہے۔

حال ناتمام اور مستقبل دامی کی صرف ایک ایک مثال ملی ہے دکنی میں فعل کے استمرار یا ناتمامی کو ظاہر کرنے کے لیے "رہا" کا استعمال نہیں ہوتا۔ اس لیے مستقبل دامی اور حال ناتمام کی جو ایک ایک مثال ملی ہے۔ اس کی بنا پر گردان نہیں بنائی گئی ہے۔

نیز یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ ہر گردان میں متکلم، مخاطب اور غائب کے واحد اور جمع کے ساتھ جو ضمیریں استعمال کی گئی ہیں ان ضمیروں میں بھی سہولت کے لئے یکسانیت رکھی گئی ہے ورنہ ضمائر کے تحتہ میں ... یعنی متکلم، مخاطب اور غائب کی متعدد ضمیریں دی گئی ہیں۔

## (۱) ماضی مطلق

### مذکر

| واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|
| میں ماریا | ہمیں مارے |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں ماریا | تمیں مارے |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وہ ماریا | انو مارے |

### مونث

| واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|
| میں ماری | ہمیں ماریاں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں ماری | تمیں ماریاں |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وہ ماری | انو ماریاں |

## (۲) ماضی قریب

### مذکر

| واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|
| میں ماریاں ہوں | ہمیں مارے ہیں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں ماریا ہے | تمیں مارے ہیں |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وہ ماریا ہے۔ | انو مارے ہیں |

### مونث

| واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|
| میں ماری ہوں | ہمیں ماریاں ہیں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں ماری ہے | تمیں ماریاں ہیں۔ |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وہ ماری ہے | انو ماریاں ہیں۔ |

# (٣) ماضی بعید

**مذکر**

| | |
|---|---|
| واحد متکلم | جمع متکلم |
| میں ماریا تھا | ہمیں مارے تھے |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں ماریا تھا | تمیں مارے تھے |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وو ماریا تھا | انو مارے تھے |

**مونث**

| | |
|---|---|
| واحد متکلم | جمع متکلم |
| میں ماری تھی | ہمیں ماریاں تھیاں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں ماری تھی | تمیں ماریاں تھیاں |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وو ماری تھی | انو ماریاں تھیاں ۔ |

# (٤) ماضی استمراری

**مذکر**

| | |
|---|---|
| واحد متکلم | جمع متکلم |
| میں مارتا تھا ۔ | ہمیں مارتے تھے |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں مارتا تھا | تمیں مارتے تھے |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وو مارتا تھا ۔ | انو مارتے تھے |

**مونث**

| | |
|---|---|
| واحد متکلم | جمع متکلم |
| میں مارتی تھی | ہمیں مارتیاں تھیاں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں مارتی تھی | تمیں مارتیاں تھیاں |
| واحد غائب | جمع غائب ۔ |
| وو مارتی تھی | انو مارتیاں تھیاں |

# (۵) ماضی احتمالی

| مذکر | | مونث | |
|---|---|---|---|
| واحد متکلم | جمع متکلم | واحد متکلم | جمع متکلم |
| میں ماریا اچھوں گا | ہمیں مارے اچھیں گے | میں ماری اچھوں گی | ہمیں ماریاں اچھیں گیاں ۔ |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب | واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں ماریا اچھے گا | تمیں مارے اچھیں گے | تو ماری اچھے گی | تمیں ماریاں اچھیں گیاں |
| واحد غائب | جمع غائب | واحد غائب | جمع غائب |
| وو ماریا اچھے گا | انو مارے اچھیں گے | وو ماری اچھے گی | انو ماریاں اچھیں گیاں |

# (۶) ماضی شرطیہ

| مذکر | | مونث | |
|---|---|---|---|
| واحد متکلم | جمع متکلم | واحد متکلم | جمع متکلم |
| میں مارتا | ہمیں مارتے | میں مارتی | ہمیں مارتیاں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب | واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں مارتا | تمیں مارتے | توں مارتی | تمیں مارتیاں |
| واحد غائب | جمع غماسب | واحد غائب | جمع غائب |
| وو مارتا | انو مارتے | وو مارتی | انو مارتیاں |

## ۷۔ حال مطلق

### مذکر

| واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|
| میں مارتا ہوں | ہمیں مارتے ہیں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں مارتا ہے | تمیں مارتے ہیں |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وو مارتا ہے | انو مارتے ہیں |

### مونث

| واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|
| میں مارتی ہوں | ہمیں مارتیاں ہیں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں مارتی ہے | تمیں مارتیاں ہیں |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وہ مارتی ہے | انو مارتیاں ہیں |

## ۸۔ مستقبل مطلق

### مذکر

| واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|
| میں ماروں گا | ہمیں ماریں گے |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں مارے گا | تمیں ماریں گے |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وو مارے گا | انو ماریں گے |

### مونث

| واحد متکلم | جمع متکلم |
|---|---|
| میں ماروں گی | ہمیں ماریں گیاں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں مارے گی | تمیں ماریں گیاں |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وو مارے گی | انو ماریں گیاں |

## (۹) مضارع

| | |
|---|---|
| واحد متکلم | جمع متکلم |
| میں ماروں | ہمیں ماریں |
| واحد مخاطب | جمع مخاطب |
| توں مارے | تمیں ماریں |
| واحد غائب | جمع غائب |
| وو مارے | انو ماریں |

## (۱۰) امر

| | |
|---|---|
| واحد | جمع |
| توں مار | تمیں مارو |

## (۱۱) نہی

| | |
|---|---|
| واحد | جمع |
| توں نکو مار | تمیں نکو مارو |

# شبۂ فعل

شبۂ فعل وہ کلمہ ہے جو مصدر کے مادے سے بنے اور جو اسم، صفت اور فعل کے معنوں میں مشترک ہو۔ یہ اسم مشتق بھی کہلاتا ہے۔

## شبۂ فعل کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ اسم فاعل ۲۔ اسم مفعول ۳۔ اسم حالیہ ۴۔ حاصل مصدر

## ۱۔ اسم فاعل

فعل کے صادر ہونے کے تعلق سے فاعل کا جو نام رکھا جائے۔ اس کو اسم فاعل کہتے ہیں۔ جب اسم فاعل اکیلا ہوتا ہے تو وہ اسم کا کام دیتا ہے۔ اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر کے "الف" کو یائے مجہول سے بدل کر "ہارا" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے: (۱) چوتھا تن عارف الوجود، اسے جبریئل دینے ہارا۔

(خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۲۔ معراج العاشقین)

(۲) پھر یا تو اسے منع کرنے ہارا کون ہے؟

وجہی (ص ۱۵۰۔ سب رس)

(۳) جو دستے ہیں چمن کے پھول سارے

خزاں کے ہات میں ہیں پڑنے ہارے

ابن نشاطی (ص ۱۱۸۔ پھولبن)

۱۔ دکنی میں اکثر قدیم اردو مصدر کے آخر میں مذکر کے لئے "ہارا" یا "ہارے" اور مونث کے لئے "ہاری" یا "ہاریاں" بڑھاتے ہیں۔

جیسے : (۱) تن پہ دکھ سکھ دیکھین ہارا اچکر دل کے ٹھاؤں
تن سوں بھوک ابھوگی ہوتا علینی اس کا ناؤں
شاہ داول (مخطوطہ ن ۱۱۱۳۔ چار تن)

۲۔ تجکو سمجھن ہارا سو یو عارف الوجود۔
جانم (مخطوطہ ن ۱۰۴۔ کلمتہ الحقائق)

۳۔ لاج ست کر سنگتا سنگن ہارا، دین ہارا نیں دیا تو شرمندہ ہوتا۔ وجہی (ص ۵۴۔ سب رس)

۴۔ سو دیکھ حیراں ہو سارے گگن کے سب رہن ہارے
اپس سدھ کھو کہ بیچارے نچھارے نین عنبر سوں
محمد قلی (ص ۱۵۵۔ کلیات۔ ح ۱)

۵۔ خدا کے طرف چلن ہارے بہوت ہیں۔
حفیظ قتیل (ص ۶۷۔ میراں جی خدانما)

۶۔ یہ نظر انپڑن ہاری ذات کون؟
جانم (مخطوطہ ن۔ ۱۰۴۔ کلمتہ الحقائق)

۷۔ یو عمارت ماٹی پتھر کی عمارت کچھ رہن ہاری نیں
وجہی (ص ۱۶۔ سب رس)

۸۔ لکھن ہاریاں کے تئیں بخشے سعادت
دیوے دائم پڑن ہاریاں کو راحت
(ابن نشاطی (ص ۱۷۴۔ پھولبن)

۲۔ کبھی کبھی دکنی مصدر کے ساتھ "ہار" کا استعمال بھی ہوتا ہے

جیسے: (۱) کرن ہار توں کشف کرتار کا
کر بخش گنہ منج گناہ گار کا

فیروز (مخطوطہ ۶۵۳ - توصیف نامہ)

۲۔ خوبی و بدی سب کے بوجھن ہار سو توں
انصاف ہر ایکس کا دیون ہار سو توں

محمد قلی (ص ۴۵ - کلیات - ج - ۳)

(۳) کبھی مصدر کے مادے کے ساتھ "تا" بڑھانے سے
اسم فاعل کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔

جیسے: ۱۔ خدا قادر، خدا حاضر، خدا ناظر، خدا سکتا۔

وجہی (ص ۲ - سب رس)

۲۔ علم ارادت قدرت بار
سنتا، دیکھتا بولن ہار

عبدالحق (ص ۵۲ - قدیم اردو)

## ۲۔ اسم مفعول

فعل کے صادر ہونے کے تعلق سے مفعول کا جو نام دکھا جائے اس کو اسم مفعول کہتے ہیں۔

اسم مفعول ماضی مطلق کے آخر میں "ہوا" کی مختلف صورتیں زیادہ کرنے سے بنتا ہے۔

جیسے: (۱) آیا پیا شراب کا پیالہ پیا ہوا
دل کے دیے کی جوت سے کاجل دیا ہوا
سراج (ص ۳۶ - سراج سخن)

۲- ولیکن پت جھڑی ہوئی جھاڑ کوں تو یاد نا رہی
جانم (ص ۳۵ - کلمۃ الحقائق)

۳- مجھے ساقی کے بچھڑے سوں یہاں نت نئی پڑی ہوئی ہے
کتیاں سب باٹ پر جو تو دیدے لایوں کھڑی ہوئی ہے
ہاشمی (ص ۳۰۱ - دیوان)

بعض اوقات "ھوا" محذوف ہوتا ہے۔

جیسے: ۱- چھپے سو خزانے کا مفتاح ہے وو
اندھارے دلاں کا بھی مصباح ہے وو
جانم (مخطوطہ ن ۵۴۳ - پنج گنج)

۲- چھپیاں چھپیاں باتاں بولیا۔
وجہی (ص ۹۲ - سب رس)

## ۳- اسم حالیہ

اسم حالیہ وہ کلمہ ہے، جو فاعل یا مفعول کی حالت کو ظاہر کرے۔ جب اسم حالیہ استعمال ہوتا ہے تو اس میں فعل کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اسم حالیہ بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ مصدر کے مادے کے آخر میں "تا" کی مختلف صورتیں اضافہ کی جاتی ہیں

جیسے: (۱) نظر ہنستا کھیلتا اس عقل پادشاہ کے بند میں تے بھار آیا۔
وجہی (ص - ۱۶ - سب رس)

۲ - لہلہاتے چمن کے جھاڑاں پر
آئی ہے پھول پھل ہور بار خوشی

غواصی (ص ۸۰ - کلیات)

۳ - انو آویں تو پردے سوں گھڑی بھر بھار بیٹھوں گی
بہانا کر کے موتیاں کے پروتے ہار بیٹھوں گی

ہاشمی (ص ۴۴۲ - دیوان)

۴ - اشتیاقی زلف کی دھر دوڑتے آیا ہوں میں
جوں مسافر چین کا کرتا ہے منزل طے ہزار

بحری (ص ۱۵۵ - کلیات)

۵ - ہنس چال ہے پیا تیئں آتے لٹکتے دیکھی
پردا نین میلنے راکھوں نہ تو نتیا کا

شاہی (ص ۱۱ - کلیات)

## ۴ - حاصل مصدر

حاصل مصدر وہ کلمہ ہے جو کیفیت یا اثر کو ظاہر کرے اس کے بنانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ عموماً مصدر کے مادے میں کچھ گھٹانے یا بڑھانے سے حاصل مصدر بنتا ہے۔ کبھی خود مصدر کا مادہ ہی حاصل مصدر ہوتا ہے۔ اور کبھی مصدر کا آخری حرف "الف" گرا کر بنایا جاتا ہے۔

جیسے (۱) ہماری جدائی کا لو کلکلاٹ اس پر پڑو۔

وجہی (ص ۲۷۹ - سب رس)

۲۔ اچاٹ ہرگز نیں جاتا ٹلملاٹ ہرگز نیں جاتا

وجہی (ص ۲۲۱۔ سب رس)

۳۔ بادشاہاں کوں لبسراٹ خوب نہیں

وجہی (ص ۱۵۶۔ سب رس)

۴۔ جانو قدیم آشنا، جانو قدیم جاں پہچان

وجہی (ص ۳۔ سب رس)

۵۔ کدھاں لگ یوں رہنا پیو بن رنجیدہ کرکے من اپنا
مرایاں کون ہے جیو کا جو بولوں سب روائے اپنا

ہاشمی (ص ۲۱۔ دیوان)

# مرکب افعال

جب کوئی فعل کسی دوسرے فعل یا اسم یا صفت سے مربوط ہوتا ہے تو اس کو فعل مرکب کہتے ہیں۔ مرکب افعال کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ فعل مرکب امدادی، جو امدادی فعل کی مدد سے بنتا ہے۔

۲۔ فعل مرکب ارتباطی، جو اسم یا صفت کے ربط سے بنتا ہے۔

## ۱۔ فعل مرکب امدادی

جب کوئی فعل دوسرے فعل یا اس کے جزسے ترکیب پاتا ہے تو اصل کے معنی میں زور، خصوصیت یا حسن پیدا کرتا ہے۔

جو فعل اصل فعل کی مدد کے لئے آتا ہے فعل امدادی کہلاتا ہے۔

جیسے: بول اٹھنا، ہنس پڑنا، دیکھ پاتا وغیرہ میں اٹھنا، پڑنا اور

پانا امدادی افعال ہیں۔

(۱) دکنی میں امر کے بعد اٹھنا، پڑنا، پانا، رہنا، لینا، آنا اور سکنا وغیرہ کے بڑھانے سے فعل مرکب امدادی بنتا ہے۔

جیسے: (۱) پیچھیں دل آپی بول اٹھے گا ترے مراتب کی بات

وجہی (ص ۲۱ - سب رس)

(۲) دیکھ ہنجے دور تھے پنکھ پھلانا گھاس
جھاڑ اپر تھے اٹھے سوز سوں بلبل پکار

غواصی (ص ۵۳ - کلیات)

۳۔ یکایک دو طرف فتنا اٹھا جاگ
اٹھی دو دھرتے جھگڑے کی سلگ آگ

ابن نشاطی (ص ۱۳۲ - پھولبن)

۴۔ محشر کے گھر میں سلگ اٹھی یکبار جوں چراغ
بحری بو سوز عشق کی جس جیو میں جری

بحری (ص ۱۹۹ - کلیات)

۵۔ جو تج امس تل تل چڑے ہر بات تھے توں ہنس پڑے
تارے ترے مکھ سے جھڑے جم راج کرلے راج توں

غواصی (ص ۴۷ - کلیات)

۶۔ سردل ہے او یا سیوتی پھل یا سیپیاں جوہریاں کے
یا چند نو دکان دیکھ پائے جگ جوہری سنتو کری

محمد قلی (ص ۲۳۸ - کلیات - ج - ۲)

۷۔ نہ اس خوبی کے آنے سک برابر
گگن پر جا رہیا خجلت سوں کوثر

ابن نشاطی (ص ۹۴ پھولبن)

۸۔ سمجھ کر دیک توں دنیا کے شیوے
کہ چھن میں دیوے چھن میں چھین لیوے

ابن نشاطی (ص ۲۱۔ پھولبن)

۹۔ جبریل لے آئے سوا پ دوستاں کو کئے خبر
جے قبولے نور پائے نا قبولاں مکھ سو داج

محمد قلی (ص ۷،۴۔ کلیات۔ ج۔ ۱)

۱۰۔ جدھاں تھے تن کے چشمے میں جیا جل دھار ہو آیا
تدھاں تھے عشق منج دل کے برگ کا بار ہو آیا

غواصی (۱۱۴۔ کلیات)

۱۱۔ تجے دیکھ دل کوں گھٹ کر اس زمانے کون رہ سکتا ہے
کہ تج دیکھیں پچھیں جیون موم اگن کے مکھ تھے گلتا ہے

غواصی (ص ۱۶۴۔ کلیات)

دکنی میں "سے" اور "سی" بھی بہ معنی "سکتا" استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن ان افعال امدادی کے ساتھ ہمیشہ علامت نفی آتی ہے۔

جیسے: (۱) اُس امرت کے چشمے کوں پھر پائے باج
نہ چل سے میرے زہر کا کچ علاج

نصرتی (ص ۱۱۶۔ گلشن عشق)

۲۔ ہمت کی صفت جوں ہے تیوں کوئی کر سی نا۔
وجہی (ص ۵۵۔ سب رس)

۳۔ نامل سی سوماں باپ ہور سگے بھائی ہور بھا ان

وجہی (ص ۱۸۴ ۔ سب رس)

مصدر کے ساتھ "لگنا" اور "منگنا" کے صیغے بھی بڑھائے جاتے ہیں ۔ دکنی میں "منگنا" کا استعمال خاص طور پر ہوتا ہے ۔ اور اس سے کسی چیز کا چاہنا سمجھا جاتا ہے ۔

جیسے : ۱۔ اچنبے بھید تشبیہاں نویاں قطبا [illegible] کر سب
لگے کرنے صفت میری چمن میں [illegible] داناں کے

محمد قلی (ص ۲۵۲ ۔ کلیات ۔ ح ۔ ۲)

۲۔ لگی گھٹنے وو چندر ہو کو دن رات
سنویاں تے کتا ہوں جیوں کی بات

ابن نشاطی (ص ۷۱ ۔ پھولبن)

۳۔ فلک کا بی داماں جلنے لگیا
حرارت سوں بند بند اچھلنے لگیا

نصرتی (ص ۲۸۱ ۔ گلشن عشق)

۴۔ اگر دین ہور دنیا کا امید پانے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھ
اگر بڑا ہو کر عالم کوں سمجھانے منگتا ہے، تو یو کتاب دیکھ

وجہی (ص ۱۰، ۱۱ ۔ سب رس)

۵۔ با ذوق اس بیتاں کوں میں لکھنے منگیا دکھلا دیا
کرناں کے تاراں سات بند خورشید مضطر فتح کا

غواصی (ص ۷۳ ۔ کلیات)

۶۔ اگر سوسن کدھیں کرنے منگے بات
کرے اُس شاہ کی پروانگی سات

ابنِ نشاطی (ص ۲۷ - پھولبن)

۷۔ منگیا صورت ہماری ہونے تبدیل
منگیا مورت ہماری ہونے تبدیل

ابنِ نشاطی (ص ۷۵ - پھولبن)

(۳) کبھی قدیم اردو مصدر کے بعد فعل کے صیغے اضافہ کرتے ہیں۔
جیسے: (۱) مریخ اسد پنجے ہیں دیکھن منگے کوئی
شہ ہات ہیں خنجر سو دندے کاہ دیکھو

محمد قلی (ص ۵۰ - کلیات - ح ۳ -)

۲۔ نزاکت حسن و دولت ہے منگے جاہی کرن سکتا
نوا یوں نوجوانی سوں سکل شاہی کرن سکتا

محمد قلی (ص ۲ - کلیات - ح ۲ -)

۳۔ بڑا ئیں ہون دیتی طمع کی خواری ۔

وجہی (ص ۴۷ - سب رس)

۴۔ جو چھند بند کے بول بولن لگی
برہ کی گرہ دل تے کھولن لگی

نصرتی (ص ۲۶۱ - گلشن عشق)

۵۔ جب آیا دیکھے عرش عالی انگے
چلن تس پہ نعلیں اتارن منگے

نصرتی (ص ۲۰ - گلشن عشق

# ۲۔ فعل مرکب ارتباطی

فعل مرکب ارتباطی وہ فعل ہے، جو کسی اسم یا صفت کے ربط سے بنتا ہے۔

الف۔ ہندی اسم کی ترکیب سے۔

(رام کرنا)

جیسے: (۱) ایا شہنشاہ آفاق شاہ عبداللہ
ہمیشہ تیغ ترا سرکشاں کوں رام کرے
غواصی (ص ۸۶۔ کلیات)

(تالی بجنا)

جیسے: (۲) پڑے دیک ہات میں میرے وو لالی
بجایا بات کی عالم میں تالی

(ٹھار کرنا)

جیسے: ۳۔ تو ایکس کے دل میں ٹھار کرتا ہے
وجہی (ص ۳۸ سب رس)

(لنگر دینا)

جیسے: ۴۔ لنگر دے کے جوں لوگ نکلے تمام
کیا شاہزادہ انگے ہو سلام
وجہی (ص ۳۔ قطب مشتری)

(پھاندا، پڑنا)

جیسے : (۵) گیا کھانے کوجوں وو بیگ    پگ رک
پڑیا پھاندا گلے میں آ یکا یک
ابنِ نشاطی (ص ۴۳ - پھولبن)

(جاگا کرنا)

جیسے : ۶- ترا دھاک جس دل میں جاگا کیا
جو امرت پلائے تو بی نیں جیا
نصرتی (ص ۳۱ - گلشن عشق)

## (ب) ضدی صفت کی ترکیب سے

(اُپکار کرنا)

جیسے : ۱- مجھ پر تو نیٔ اُپکار کیا -
وجہی (ص ۸۱ - سب رس)

(پرگٹ ہونا)

جیسے : ۲- جگت میں جو پرگٹ ہوا فیض پھر یا نوبہار
دھرت کوں رنگیں کیا پھول کھلا ٹھار ٹھار
غواصی (ص ۵۳ - کلیات)

(انجان ہونا)

جیسے : ۳- توں دانا کون جانیا ہے ناداں کر
کہ انجان ہو بولتا جان کر
وجہی (ص ۶۸ - قطب مشتری)

(دکھڑا ہونا)

جیسے: ۴۔ جب تخت اوپر بیس کر لشکر کی گنتی لیوے توں
تب آ عطارد ہوئے دکھڑا لے ڈب ہیں دفتر نسخ کا

غواصی (ص ۳۶۔ کلیات)

## (ج) فارسی اسم کی ترکیب سے

(قصہ کاڑنا)

جیسے: ۱۔ ایک رات بات ہیں بات عقل ہور دل کے لشکر
کا قصہ کاڑی۔

وجہی (ص ۱۹۸۔ سب رس)

(درنگ دھرنا)

جیسے ۲۔ یو کر بات نہ یک گھڑی دھر درنگ
اوڑیاں لے کے منہر کنوں کا پلنگ

نصرتی (ص ۹۹۔ گلشن عشق)

(پرورش پانا)

جیسے ۳۔ فلک کے ظلم سوں شہ کن جو کوئی آئے
سو وو جیو کے نمن جم پرورش پائے

ابن نشاطی (ص ۲۷۔ پھولبن)

(دغا کھانا)

جیسے: ۴۔ کہ جس کوں پتیا کر توں جیو لائے گا
اسی تے توں آخر دغا کھائے گا

نصرتی (ص ۴۴۔ گلشن عشق)

## (د) فارسی صفت کی ترکیب سے۔

(دور کرنا)

جیسے: (۱) خودی دور کرے تو خدائی دِس آوے

وجہی (ص ۲۱ - سب رس)

(بے خبر ہونا)

جیسے: ۲۔ جو ہوئی رات آدھی پچھے دوپہر
خبر دار یاراں ہوئے بے خبر

وجہی (ص ۲۵، سب رس)

(سرگرداں ہونا)

جیسے:۔ ۳۔ سرگرداں ہو کر سب سر پھوڑے۔

وجہی (ص ۴۰ - سب رس)

(فدا ہونا)

جیسے: ۴۔ ہمیں عاشق فدائی، فدا ہونا ہمارا احتشام

وجہی (ص ۱۷، سب رس)

(تنگ کرنا)

جیسے ۵۔ قبا کوں پھول کی توں چاک دیتا
کلی کے پیرہن کوں تنگ کیتا

ابن نشاطی (ص ۳۔ پھولبن)

(تباہ ہونا)

جیسے: ۶۔ گنہ گار طالع کا ہوے نہ تباہ
برا ہے جو چکے مرے بے گناہ

نصرتی (ص ۲۱۴ ۔ گلشن عشق)

(ختم کرنا)

جیسے: ۷ صفت ہیں نیں چلیا دیک کر سکت کیں
دعا سوں ختم کیتا بات کوں میں
ابن نشاطی (ص ۱۹ ۔ پھولبن)

(بدنام ہونا)

جیسے: ۸۔ ہیں یوں کبھی دونوں ہمیں بدنام ہوئیں گے چو پیچ،
کئے کون دشمن ہیں ترے ہر کیں پو جائیں گے خبر
ہاشمی (ص ۶۰ ۔ دیوان)

## ک۔ عربی اسم کی ترکیب سے:۔

(قیام کرنا)

جیسے: (۱) ڈرے ہو آکے ونڈے سب تجے سجود کریں
جیوں آفتاب ترا ڈھال جاں قیام کرے
غواصی (ص ۸۸ ۔ کلیات)

(فہم پانا)

جیسے: ۲۔ اسی سوں فہم پایا تھا فلاطوں
اتھا شاگرد اس کا آفلیسوں
ابن نشاطی (ص ۳۶ ۔ پھولبن)

(تعظیم پانا)

جیسے ۳۔ تجمل سوں کنچن نگر بیچ آئے،
بہت بھانت کی وہاں سوں تعظیم پائے
نصرتی (ص ۲۷ ۔ گلشن عشق)

(مقصود پانا)

جیسے: ۴۔ کنگ دن کے پچھے وہ جھاڑ لایا
لگایا جھاڑ ہور مقصود پایا
ابن نشاطی (ص ۴۰۔ پھولبن)

## و۔ عربی صفت کی ترکیب سے

(عیاں کرنا)

جیسے: ۱۔ تحت الثرا تھے تا بہ ثریا رواج دے
قدرت ہر ایک چیز میں اپنی عیاں کیا
غواصی (ص ۳۳۔ کلیات)

(موجود ہونا)

جیسے: ۲۔ رکھا اس سطر میں کئی لاک معنے
ہوئے موجود جیوں کے پاک معنے
ابن نشاطی (ص ۱۴۔ پھولبن)

(طلب کرنا)

جیسے۔ ۳۔ سو مکھ ہاتھ دھونے سے فارغ ہو سب
کیا اپنی رانی تے بھوجن طلب
نصرتی (ص ۶۴۔ گلشن عشق)

(سلامت رکھنا)

جیسے: ۴۔ یو کام کرنے تو بچ سکے، خدا تجھے
سلامت رکھے
وجہی (ص ۸۱۔ سب رس)

بعض اوقات مرکب افعال میں فعل امدادی پہلے بھی آتا ہے۔ اس سے شدّت یا خصوصیت کا اظہار ہوتا ہے۔

جیسے:۔

جاں رہے کھڑے واں قبول پڑے۔

وجہی (ص ۱۶۔ سب رس)

# متعلق فعل

متعلق فعل وہ کلمے ہیں جو فعل کی مختلف حالتوں اور کیفیتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ متعلق فعل کی گیارہ قسمیں ہیں۔

۱۔ متعلق فعل کیفیت و حالت ۲۔ متعلق فعل زماں ۳۔ متعلق فعل مکاں ۴۔ متعلق فعل استفہام ۵۔ متعلق فعل سبب و علت ۶۔ متعلق فعل عدد ۷۔ متعلق فعل مقدار ۸۔ متعلق فعل ایجاب و انکار ۹۔ متعلق فعل تاکید ۱۰۔ متعلق فعل ظن ۱۱۔ مرکب متعلق فعل۔

## ۱۔ متعلق فعل کیفیت و حالت

متعلق فعل کیفیت و حالت وہ کلمہ ہے جس سے فعل کی کیفیت و حالت معلوم ہو۔

جیسے:- ۱۔ جو باتاں میں وو نار ٹک آئے گی
ہتیلی میں لیا بہشت دکھلائے گی

وجہی (ص ۳۶۔ قطب مشتری)

۲۔ جیوں اس تے جدا ہوا تیوں اس حرص کے پیر تھے بھی جدا دستا ہوں۔

جانم (ص ۳۶۔ کلمۃ الحقائق)

۳۔ ہوئے جس دھات سوں وو غم تے آزاد
خدا سب کا کرو اُس دھات دل شاد

ابن نشاطی (ص ۱۴۰ پھولبن)

۴۔ نپٹ گرچہ خدمت میں ہو بے سمجھ
و لیکن وفا کا چ ہے مجھ میں رچ

نصرتی (ص ۲۷۔ گلشن عشق)

۵۔ خبر چلنے کی سن جھٹ ہٹ ہوا ہے تھوڑا تھوڑا جی
اگر یچ پچ چلیں گے تو بڑا ڈب جی نرم ہوئے گا

ہاشمی (ص ۱۳۔ دیوان)

۶۔ سچیں مچیں یو فرشتہ ہے۔

وجہی (ص ۲۴۹۔ سب رس)

۷۔ کتک دن کے پچھے فرصت جو پا کر
زباں آہستہ نرمی سوں اچا کر

ابن نشاطی (ص ۷۵۔ پھولبن)

۸۔ توں ہے لگر معلوم ہے اور کی ہلوں نیں بولتیاں

ہاشمی (ص ۱۴۰۔ دیوان)

۹۔ محبت میں مری اس گرم کر توں
ہلو اس سنگ دل کوں نرم کر توں

ابن نشاطی (ص ۱۱۷۔ پھولبن)

۱۰۔ سکایا ہوں لہو دل کا سخن کے سوں تو لیوں
مہکتا ہوں سراسر مشک نافہ ہو ختن کا میں

غواصی (ص ۱۲۸۔ کلیات)

## ۲- متعلق فعل زماں

متعلق فعل زماں وہ کلمہ ہے جس سے فعل کے واقع ہونے کا زمانہ ظاہر ہو۔ دکنی میں متعلق فعل زماں کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

۱- اب ، اتا ، اتاں ، ایتاں
۲- جب ، جداں ، جدھاں ، جو
۳- تب ، تدھاں ، تو
۴- اول ، پچھے ، پچھیں ، پیچھیں
۵- جلدی ، ترت ، بیگی ، بیگ
۶- یکایک ، ناگہاں ۔
۷- جم ، ہمیشہ ، دائم ، سدا
۸- آج ، کل ، پرسوں
۹- کدھیں ، کد

(۱) جیسے : (۱) رکھن ہار ناموس و عزّت کا تو ہچ
بڑا سب تے اب عقل و ہمت کا تو ہچ
نصرتی (ص ۳۳ - گلشن عشق)

۲- اتا بیس چپ رہنے کی نیں مرا ٹک ہاتھ چوڑ وخوں
ہریاں میں دیونگی گالیاں نہوے یو بات چھوڑ د خوں
ہاشمی (ص ۱۳۴ - دیوان)

۳۔ لے تو شہادت رہی بولا علینی یو ج اتال
غائب پربھی شاہد ہو کر راکھے آپ سنبھال
شاہ داول (مخطوطہ ن ۳ ۱۱۱ - چار تن)

۴۔ میں انتظاری کیتا کھینچتی رہوں غواصی
اتال تاب نیں منج انتظار کوں بی
غواصی (ص ۱۶۱ - کلیات)

۵۔ اتیال کیا پوچھنا اس کا حال آج یک سال ہے کہ دل ہجراں کے کوٹ میں بہت بد حال ہے ۔
وجہی (ص ۲۸۲ - سب رس)

(۲) جیسے : (۱) جب توں پیوے شراب تب تیرے
بسیں انکھیاں میں جیوں نظر جاوں
غواصی (ص ۱۵۴ - کلیات)

۲۔ جداں لگ سور ہے کرتوں برس گانٹھاں انند سوں
شہاں میانے محمدؐ قطب لیکھایا برس گانٹھ
محمد قلی (ص ۱۵۰ - کلیات - ح ۱)

۳۔ جدھاں لگ مہر و چرخ اختری ہے
جدھاں گھن پہ زہرا مشتری ہے
ابن نشاطی (ص ۱۹ - پھولبن)

۴۔ کر سکھ سوں بیس تخت اپر خسروی مدام
جو لگ جنوب و مشرق و مغرب ہے ہور شمال
غواصی (ص ۶۴ - کلیات)

۵۔ آوازہ حسن کا تیسرے پڑیا ہے جو تھے کاناں میں
قرار آرام نیں ہے تو تھے سا تو آسماناں میں

غواصی (ص ۲۴۱۔ کلیات)

(۳) جیسے: (۱) جب تخت اوپر بیس کر لشکر کی گنتی لیوے توں
تب آ عطارد ہوئے ٹکڑا لے ڈب بیس دفتر فتح کا

غواصی (ص ۳۶۔ کلیات)

۲۔ ترے ملنے کا مے پی کر ہوا ہوں مست میں جیا تھے
تدھاں تے مے کی سوگند کھا تجا ہوں گھر کلالاں کا

ہاشمی (ص ۱۲۔ دیوان)

۳۔ انگارہ خاک یاد کیا تج تو جیو دیا
جب تے دیکھیا ہوں تو تھے کیا ہوں تجھے سلام

محمد قلی (ص ۱۶۸۔ کلیات۔ ج۔ ۲)

(۴) جیسے: (۱) کہ یک کوئی شاہ تھا اول عجم میں
اتھا مشہور حاتم سوں کرم میں

ابن نشاطی (ص ۸۷۔ پھولبن)

۲۔ کتک دن کے پچھے وو جھاڑ لایا
لگایا جھاڑ حور مقصود پایا

ابن نشاطی (ص ۷۰۔ پھولبن)

۳۔ بہوت دن پچھیں لال کا آج روزی
ہوا منج کوں دیدار الحمد للہ

۴۔ کتک دن کے پچیس امید کا سور
مرے بختاں کے نیناں کوں دیا نور

ابنِ نشاطی (ص ۳۴۵ - پھولبن)

**۵۔** جیسے : (۱) مرا تو دل شہباز ہو منگتا ہے چھٹنے جلدی سوں
موں کے سو تیرے باغ میں بیٹھا ہے یعنی تل کا داغ

ہاشمی (ص ۱۰۷ - دیوان)

۲۔ بڑا مطلب ضروری ہے جو اپنے نفس کوں سمجھے
ہو عارف تربت کرلے حاصل اس مطلب ضروری کوں

غواصی (ص ۱۴۹ - کلیات)

۳۔ معشوق نہیں منگتا تو بیگی نکو کر، دل نکو توڑ

وجہی (ص ۹۶ - سب رس)

۴۔ دہیں بیگ خالا نے چھاتی لگا
لگی پو چھنے مکھ اکھیل اپ بھگا

نصرتی (ص ۲۰۴ - گلشنِ عشق)

**۶۔** جیسے (۱) بیکایک غیب تے کچھ آواز آئی

وجہی (ص ۸ - سب رس)

۲۔ دیکھ منجے دور تھے پنکھ پھلا ناگہاں
جھاڑ اپر تھے اٹھے سوز سوں بلبل پکار

غواصی (ص ۵۳ - کلیات)

**۷۔** جیسے (۱) میں وو متا گج ہوں کہ ہے اسمان کیفہا را میرا
جم گڑگڑا دس مست ہوپتی مدان کی ڈھال رے

غواصی (ص ۱۵۶ - کلیات)

۲۔ ہے خواجگی کپاٹ نہ پڑ اس کپاٹ میں
بندا تو ہے ہمیشہ تجے بندگی بھلی

غواصی (ص ۱۷۰۔ کلیات)

۳۔ جس کے سر پر طمع کا بھار، اس کا سر دایم تلار

وجہی (ص ۷۳۔ سب رس)

۴۔ سدا پادشاہی وو دھرتا ہے شہ
اندعیش عشرہ جو کرتا ہے شہ

وجہی (ص ۲۰۔ قطب مشتری)

۸۔ جیسے: (۱) ہوا تو آج عجب ہے سکی وو یار کہاں
ملے ہیں سب ولے میرا وو دوستدار کہاں

غواصی (ص ۱۳۵۔ کلیات)

۲۔ راجنا کل جو خواب دیکھی میں
در شب ماہتاب دیکھی میں

غواصی (ص ۱۴۸۔ کلیات)

۳۔ میا پرسوں لگوں چنچل تمھارے ہات آتی ہے
عجب کیا ہاتھ آنے کا وو بلکہ سات آتی ہے

ہاشمی (ص ۲۳۶۔ دیوان)

۹۔ جیسے: (۱) کدھیں بے خبر ہوئے کدھیں ہوئے ہوشیار
کدھنیں پیو پیو کے کدھیں یار یار

وجہی (ص ۲۸۔ قطب مشتری)

۲. دھتاں دریا کیاں پاوے ڈوب ڈوب موتیاں لیاوے
کدے چھوڑ سمندنہ جاوے خت بست رہ توں میراں
حفیظ قتیل (ص ۱۰۹ - میراں جی خدانما)

## ۳- متعلق فعل مکاں

متعلق فعل مکاں وہ کلمہ ہے جس سے فعل کے واقع ہونے کی جگہ معلوم ہو۔ متعلق فعل مکاں کے لئے دکنی میں مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

۱- یہاں ، یاں ، وہاں ، واں
۲- جہاں ، جاں ، کہاں ، کاں
۳- ادھر ، اودھر ، وودھر ، کدھر
۴- اگے ، آنگے ، انگے ، انگیں ، آنگل ، اگل
۵- بھیتر ، بھتر ، بھتراں ، باہر ، بھار
۶- اوپر ، اپر ، اپراں ، آپار
۷- تلے ، تلیں ، تلار ، تلھار
۸- نزدیک ، نزیک ، نزک ، پیلار ، ایلار

۱- جیسے (۱) یہاں کھانا کھاتا تو وہاں پانی پیتا۔
وجہی (ص ۲۵۴ - سب رس)
۲- داناکوں یاں کیا چارہ
وجہی (ص ۳۳ - سب رس)
۳- وہاں سب خالی ھور لبالب ہے۔
وجہی (ص ۲۵ - سب رس)

۴۔ جاں رہے کھڑے واں قبول پڑے۔

وجہی (ص ۱۶۔ سب رس)

**۲**۔ جیسے: (۱) لگے اچھنے پرواں دن رات میرے کاں ہور دیدے
جہاں معشوق چنچل ہور جہاں آواز ہے سنے کا

غواصی (ص ۱۰۲۔ کلیات)

۲۔ جاں خدائی کی بات آئے واں نیں کر نہ کہیا جائے

وجہی (ص ۱۵۸۔ سب رس)

۳۔ کہاں ہے وہ پھول جس پھول میں ایسی باس

وجہی (ص ۱۰۔ سب رس)

۴۔ و وبے حد اس کی صفت کوں کاں ہے حد

وجہی (ص ۱۔ سب رس)

**۳**۔ جیسے: (۱) ادھر بھی اپے اودھر بھی اپے

وجہی (ص ۵۰۴۔ سب رس)

۲۔ گھڑی کوں دل گھڑی کوں جیو دونوں کھینچتے ودھر
قرار یک تل نہیں ہنچ کوں کر ہاتے ہات پھرتا ہوں

غواصی (ص ۱۴۳۔ کلیات)

۳۔ کدھر ہے جاولی کھانا کدھر ہے را ہیری دھوڑپ
میرا وحال کوں آتا ہے سند یسالے کے پنجن میں

ہاشمی (ص ۱۷۶۔ دیوان)

**۴**۔ جیسے، (۱) کدھیں ٹک گرم ہو کر دوڑ ییں آئے
صبا کا دنہ پچھیں سٹے کر اگے جائے

ابنِ نشاطی (ص ۱۲۔ پھولبن)

۲۔ تج آگے سرا چا سکتا نیں ھور آج اس خاطر
کہ گردن پر ترے اپکار کا لئی بھار پکڑ یا ہوں
غواصی (ص ۶۹۔ کلیات)

۳۔ کھڑا ہے آکے یوں دد باد انگے وو
شہنشہ کے مبارک دار انگے وو
ابن نشاطی (ص ۲۹۔ پھولبن)

۴۔ دیکھین شاہزادے کوں لے دھر ہوس
یکس یک تے انگیں چلی جلد دھس
نصرتی (ص ۹۳۔ گلشن عشق)

۵۔ منصب اس کوں سرے ارے بحری
جس کے آگل کسی کوں منصب نیں
بحری (ص ۱۷۳۔ کلیات)

۶۔ سو حکمت سوں جاتس دکھی کے اگل
دلاسے کی دارو پلانے بدل
نصرتی (ص ۱۲۳۔ گلشن عشق)

**۵۔ جیسے:** (۱) اِسے نہ بھیتر قرار نہ بھار۔
وجہی (ص ۴۴۲۔ سب رس)

۲۔ تو دو نو بی منگتے تھے ھو بس اگر
یکس یک کوں رکھتے چھپا دل بھیتر
نصرتی (ص ۲۰۶۔ گلشن عشق)

۳۔ بھنزال کر زر کا پلو کی جیب کتاریاں کھاڑتی
اچھتا کی نئی پہنو جونا زر کا پلو اپرال کر
ہاشمی (ص ۷۰۔ دیوان)

۴۔ اتا کچھ بولتی ہوں میں میرا جیو ھوسے بے کل تو
اگر دھلیز کے باہر تمھارا جو قدم ہوئے گا
ہاشمی (ص ۱۳۔ دیوان)

۵۔ دریا سیتی قطرا بھار پڑیا تو قطرا ہوا
وجہی (ص ۲۵۔ سب رس)

۶۔ جیسے دل جو طالب اس شغل کے دنبال ہوا یو تصور
اس کا کمال ہوا پچھیں لے دستا سواوپر کا چھلٹا سب دور ہوا
وجہی (ص ۱۱۳۔ سب رس)

۲۔ مشغول ہیں دعا سوں ترے سات ھور دلیں
جاں لگ ہیں اس زمیں اُپر اشجار ھور جبال
غواصی (ص ۶۱۔ کلیات)

۳۔ وو شہ یک دیس مجلس کوں بھرا کر
جو بیٹھا تخت کے اپرال آکر
ابن نشاطی (ص ۶۰۔ پھولبن)

۴۔ اللہ، محمدؐ، علی ھور بارہ امام
یو سب اہیں قطبا کے آپار معاذ
محمد قلی (ص ۳۱۔ کلیات)

۷۔ جیسے: (۱) عشق بادشاہ کے فرمان تلے رقیب سرد ہوئے۔
وجہی (ص ۶۹۔ سب رس)

۲۔ جہاں میں آج یقیں جان اس آسمان تلیں
ہے ہر کسے بدل اما تجھے تیں ہے بدل
غواصی (ص ۶۸۔ کلیات)

۳۔ دلیس اجالا ہو سب جگ میں لگیا جگمگاں
رات اندھیاری چھپی جا کے زمیں کے تلار
غواصی (ص ۹۴۔ کلیات)

۴۔ بورانیاں دیکھیاں کے ڈونگر تلھار
لوٹے ھور دریا جباں کی موزوں پکار
نصرتی (ص ۲۵۲۔ گلشن عشق)

۸۔ جیسے: (۱) دور تھا سو اسے اپنے نزدیک بلایا
وجہی (ص ۴۴۔ سب رس)

۲۔ کیا ماں جو اجڑیا ہوئے مجھے ساقی نزیک اچھے تو بس
سونا رُدپا موتی ہیرا کھنڈیاں سو ودہی الماس تھا
ہاشمی (ص ۳۔ دیوان)

۳۔ آج منج کوں کچ قرار نئیں
کیا کروں میں نزیک دویار نئیں
غواصی (ص ۱۳۱۔ کلیات)

۴۔ جوں چشمی آنکھ کوں لائے تو پیلار کی نظر ایلار آتی ہے۔
حفیظ قتیل (ص ۸۔ میراں جی خدا نما)

# ۴۔ متعلق فعل استفہام

متعلق فعل استفہام وہ کلمہ ہے جو فعل کی نسبت پوچھنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ دکنی میں متعلق فعل استفہام کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ کیوں، کی، کے، کیا، کاہے، کاہے کوں، کائیکوں، کس دھات، کیونکر۔

جیسے: (۱) کہ منج بن اتھا کیوں یو احوال جگ
چلیا ہے یو کیوں راج کہہ آج جگ
(نصرتی (ص ۸۰۔ گلشن عشق)

۲۔ آنگن میں کِی کھڑے ہیں جیوں شمع پر پتنگ ہو
یو دیکھ ہر ستارا تمنا پہ ڈھل پڑے گا
(ہاشمی (ص ۴۔ دیوان)

۳۔ مرنین میانے بیس کے بھی کیَے نہ آوتے
مجلس ہماری کوں نہیں درباں کا احتیاج
(محمد قلی (ص ۷۲۔ کلیات۔ ج۔ ۲)

"کیوں" کے لیے "کے" کا استعمال دکنی کے لیے مخاص ہے۔
اردو میں یہ لفظ ان معنوں میں کبھی استعمال نہیں ہوا۔

۴۔ رزق کہا کہ یہاں توں کیا آیا۔
(وجہی (ص ۵۱۔ سب رس)

اوپر کے جملے میں "کیا" بہ معنی "کیوں" استعمال ہوا ہے۔

۵۔ موسییں اپر بھنواں کا انکس کا ہے راکھتی
نیناں کے شہر میانے بندے ہیں منج سینج
محمد قلی (ص ۱۷۔ کلیات۔ ج۔ ۲)

۶۔ اچھتی جو توں ظلمات میں سب کا ہے کوں ہوتی رنجش
ناپاٹ بھولنے موں تیرا دیکھت سکندر آفتاب
ہاشمی (ص ۴۰۔ دیوان)

۷۔ اگر نیں عشق تو یوں کے جلے آگ
ہمیشہ کائیکوں اٹھتی ہے یوں خاک
ابن نشاطی (ص ۱۴۰۔ پھولبن)

۸۔ رضا صاحب ہمارے پر کرم کس دھات نئیں کرتے
دنیا میں گڑ دیئے نئی تو بھی گڑ سی بات نئی کرتے
ہاشمی (ص ۲۳۲۔ دیوان)

۹۔ ظلمات کوں نور سوں کوئی کیونکر ملائے
وجہی (ص ۱۶۔ سب رس)

# ۵۔ متعلق فعل سبب و علت

متعلق فعل سبب و علت وہ کلمہ ہے جس سے فعل کا سبب معلوم ہو۔ دکنی میں متعلق فعل سبب و علت کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جس دھات، اس دھات، اس بدل، تاکہ، اس واسطے، کیا واسطہ کہ۔

جیسے: (۱) ہوئے جس دھات سوں وو غم تے آزاد
خدا سب کا کرو اس دھات دل شاد
ابنِ نشاطی (ص ۱۶۸ - پھولبن)

۲- اس بدل کہتے ہیں کہ پیر کی بندگی کرد
حفیظ قتیل (ص ۷۹ - میراں جی خدانما)

۳- شاہی عاشق اتا بول مناجات پچھ
تا کہ کرم تج پہ ہوئے بہر حسین و حسن
شاہی (ص ۲۰: کلیات)

۴- اتنا تو بھی کرو ہو آکر ملو ہمیشہ
اس واسطے کہتی ہوں عاقل ہو تم گیانی

۵- عقل ہور دل ہمتا نا دیکھے تیو نچہ ان دونوں کوں شہر دیدار کے نزدیک لیانا کیا واسطے کہ لشکر ہور حشم آتا ہے۔
وجہی (ص ۱۸۵ - سب رس)

## ۶- متعلق فعل عدد

متعلق فعل عدد وہ کلمہ ہے جس سے تعداد کا اندازہ ہو۔ جیسے یک بار، دوجی بار وغیرہ۔

۱- واجب ہے کہ یک بار سب چھوڑ کر فقیر ہوئے۔
شمس العشاق (ص ۳۴۴ - مخطوطہ تاج الحقائق)

۲- یک اشارت میں دوجی بار کا حاجت نہیں کہنے کا
حفیظ قتیل (ص ۵۱ - میراں جی خدانما)

۳۔ اگر صد بار لیکھے اور پوچھے تو یو بھی قدیم قلم پھرایا تھا
جانم (ص ۷۳۔ کلمۃ الحقائق)

۴۔ پانچویں بار اے آدمی تے آدمی بیزار ہو دے گا۔
وجہی (ص ۴۶۔ سب رس)

# ۷۔ متعلق فعل مقدار

متعلق فعل مقدار وہ کلمہ ہے جس سے فعل کی مقدار معلوم ہو۔
جیسے۔ تیا، جتا، کچھ، بہت، بھوت وغیرہ۔

۱۔ تیا کچ دے شہ فرشتیاں کوں دان
کر باندے سنے کا نوا آسماں
وجہی (ص ۲۲۔ قطب مشتری)

۲۔ جتا لیوے پہ عشرت کم نہ تھا واں،
اتھا سب کچھ ولے یک رک نہ تھا واں
ابن نشاطی (ص ۲۶۔ پھولبن)

۳۔ جس میں کچھ گیاں نیں دو حیوان
وجہی (ص ۱۵۔ سب رس)

۴۔ عشق کوں بھی بہت بھایا۔
وجہی (ص ۲۹۔ سب رس)

۵۔ تمھارے ملنے کی دل میں کلولی بھوت آتی ہے
ولے ڈر سوں ادیکھیاں کے دبائے ہوں کلولی کوں
ہاشمی (ص ۱۹۴۔ دیوان)

## ۸۔ متعلقِ فعل ایجاب و انکار

متعلق فعل ایجاب و انکار وہ کلمہ ہے، جس سے فعل کا ہونا یا نہ ہونا ظاہر ہو۔

جیسے: ۱۔ پیر کتے کہ گنوا تا گیا کر کھتا سو کون ہے تو مرید کھتا کے ہاں دو دی اسپیچ منے رہوں۔

حفیظ قتیل (ص ۷۹۔ میراں جی خدانما)

۲۔ نظر ہنس کر رزق کوں۔ حیلے کے برق کوں بولیا ہے ھو توں ہی کتا ہے سو اس میں ایک مانا ہے۔

وجہی (ص ۵۲۔ سب رس)

۳۔ صحیح، ولیکن پت جھڑے ہوے جھاڑ کوں تو بارانا ہے۔

جانم (ص ۳۵۔ کلمۃ الحقائق۔)

۴۔ میں رات دن ایکلی جاں کینگے واں ملوں گی
کوئی آ ملے کہے تو بیں نا لگر اڑوں گی

ہاشمی (ص ۹-۳۔ دیوان)

## ۹۔ متعلق فعل تاکید

متعلق فعل تاکید وہ کلمہ ہے، جس سے فعل کے ہونے یا نہ ہونے پر زور دیا جائے۔

جیسے: ۱۔ زندگی بنیر ایر میل نہ کر سوں ہرگز
ہے تمن ہونٹ کا ہو وے جو ہمن جیو کا مسیح

محمد قلی (ص ۷۷۔ کلیات)

۲۔ لگاوُ لا کے مرہم تو چنگا ہرگز نہ ہوے دو
جیسے یو گھاڈ لاگا ہے ترے سو کے بھالے کا
ہاشمی (ص ۳۱ - دیوان)

۳۔ اُسے نادان کا صحبت ہرگز نیں بھایا۔
وجہی (ص ۷۹ - سب رس)

۴۔ گن گن بو بوسیں یاتاں دکھ کیا کروں گی بیشک
لوگوں میں لاج آتی کیا بولتا چلا کر
ہاشمی (ص ۷۷ - دیوان)

۵۔ اتا بہوت بیشک ہو اجڑ گئی تے منڈی تڑ دا
جیویں کی مار سٹتا نیں مرد کیبا موا بھڑ وا
ہاشمی (ص ۴۳ - دیوان)

۶۔ توں یو بات البتہ میرا جیو دیکھنے کہیا
وجہی (ص ۵۸ - سب رس)

۷۔ اگر شعر کوئی کہہ تو اگر جو لیائے
تو خوباں کو سن رشک البتہ آئے
وجہی (ص ۱۸ قطب مشتری)

۸۔ چندر سین کوں جان مرد امین
حوالے کیا درج وہ بالیقین
نصرتی (ص ۲۴۶ - گلشن عشق)

۹۔ پچیس ضرور ہوا تو لا علاج کوں کیا علاج۔
وجہی (ص ۴۶ - سب رس)

# ۱۰۔ متعلق فعل ظن

متعلق فعل ظن وہ کلمہ ہے جس سے فعل کے ہونے میں شبہ ظاہر ہو۔

جیسے: ۱۔ یو بات بھی سنی اچھے گی شاید۔

وجہی (ص ۱۳۶۔ سب رس)

۲۔ کہ شاید تیر ملے میرے وہم اسے
ہرن کے تئیں لگ جاکر طلب کے

ابن نشاطی (ص ۳۱۔ پھولبن)

# ۱۱۔ مرکب متعلق فعل

جب دو کلمے ایک ساتھ یا جداگانہ کسی فعل کی وضاحت کے لئے جاتے ہیں تو اسے مرکب متعلق فعل کہتے ہیں۔ "جیسے"

۱۔ کیئں کا کیئں، جدھر کا تدھر، اِدھر اُدھر، کدھر کدھر کاں کاں، آس پاس، آس پاسے۔

۲۔ جاں تلک، وہاں تلک، جاں لگوں، وہاں لگ، اب لگ، اجھوں لگ، جو لگ، تو لگ، جدھاں لگ، تدھاں لگ،

۳۔ جلگ، تلگ، جو لگن، تو لگن، کو تلک، تو تلک وغیرہ۔

۱۔ جیسے (۱) عقل ھور دل کوں کیئں کا کیئں لیا پاڑے

وجہی (ص ۱۸۶۔ سب رس)

۲۔ یتا حسن لیا اٹیا جدھر کا تدھر
نظر بیس سکتی نہ تھی لس بھتر
(نصرتی (ص ۲۹۸ - گلشن عشق)

۳۔ بڈھیاں لیا تیاں اِدھر اُدھر کیاں حکایتاں
(وجہی (ص ۲۴۴ - سب رس)

۴۔ کدھر کدھر کا حساب کاں کاں کا بچارا دیگا جواب
(وجہی (ص ۱۲۸ - سب رس)

۵۔ اُس کے آس پاس زینت سوں کئے ہیں کام، چاہ ذقن اس کا نام۔
(وجہی (ص ۲۱۳ - سب رس)

۶۔ کیا تھا تماشے کوں یو جگ ہجوم
کہ جیوں چاند کے آس پاسے نجوم
(نصرتی (ص ۲۴۲ - گلشن عشق)

۲۔ جیسے (۱) پڑے جاں تلک پنتھ پر مکھ تے نور
دُتا وھاں تلک ہووے اندھکار دور
(نصرتی (ص ۱۴۳ - گلشن عشق)

۲۔ ساقی گئے ہیں جاں لگوں وہاں لگ تو جاتا ہوئیگا
ہرگز نہ دیکھوں گی انگے پانی ہے یا یو ریت کر
(ہاشمی (ص ۶۰ - دیوان)

۳۔ دیکھت ڈنگ ہر بولیاں کہ اب لگ ہمن
نظر نیں پڑیا تھا یو الٹا گگن
(نصرتی (ص ۹۲ - گلشن عشق)

۴۔ اچھوں لگ آئے نئی ساقی کہے تجھے آئیں گے پرسوں
روؤں تو بھوت ہے دل میں کہو کیا جا کنا پرسوں
ہاشمی (ص ۴ ۱۵ - دیوان)

۵۔ جھلکتا ہے سورج کا تاج جو لگ
اچھو ہوتے تمن گھر کا ج تو لگ

ابنِ نشاطی (ص ۱۶۵ - پھولبن)

۶۔ جدھاں لگ اچھے اس کی دنیا پہ چھاؤں
تدھاں لگ رہے تری باغبانی کا ناؤں
نصرتی (ص ۴۰ - گلشن عشق)

۳۔ جیسے، (۱) جلگ دور عالم کا باقی اچھے
تلگ یاد یو بزم ساقی اچھے
نصرتی (ص ۶۰ - گلشن عشق)

۲۔ جو لگن دنیا تو لگن اسے حیات
وجہی (ص ۲۰ - سب رس)

۳۔ اچھوں میں کو تلک روتی بلکتی
اچھر دکھ متے سنے پر نکسوں لکھتی

ابنِ نشاطی (ص ۱۵۵ - پھولبن)

۴۔ رکھوں گا تو تلک اس کام میں دل
ہوئے تا شاہ کا مقصود حاصل

ابنِ نشاطی (ص ۱۰۴ - پھولبن)

۴۔ کبھی دو دو لفظ مل کر مرکب متعلق فعل کا کام دیتے ہیں۔

جیسے: ۱۔ چندر شہ کا جیوں جیوں جو سکھ پائے جاں
سو تیوں تیوں دھرے شکریں تر زباں

نصرتی (ص ۲۹۱۔ گلشن عشق)

۲۔ سہیلی لنس ٹلی جیوں تیوں صبا ہوئی سور بھار آیا
جلانے مینج برہنی کوں نکل جیوں گرم انگار آیا

غواصی (ص ۱۰۷ کلیات)

۳۔ کہی ہیں رات دن دل میں تمہارا دھیان لاگے گا
کہے نت ہاشمی بھی تو کرے گا یاد تج دھن کوں

ہاشمی (ص ۱۷۸ ۔ دیوان)

۴۔ یوں آہستہ آہستہ خوش فوج سوں
رواں ہوا دک عیش کی موج سوں

نصرتی (ص ۱۸۱ ۔ گلشن عشق)

۵۔ بیگ بیگ عقل بادشاہ، عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کنے
جا کر جیو لاکر چور نے ان حرام خور نے چارٹی کھایا

وجہی (ص ۱۳۲ ۔ سب رس)

۶۔ یہی بات پھر پھر کہتا اچھے
اسی دھیان میں نت دو رہتا اچھے

وجہی (ص ۲۰ ۔ قطب مشتری)

۷۔ بادے کچھ کچھ اپس کوں سمجھے گا، کچھ کچھ اپس کوں پلٹے گا۔
شمس العشاق (ص ۲۴ ۔ مخطوطہ تاج الحقائق)

۸۔ ملک و ملک پوچھے ناٹوں جب کبھی اس چھاؤں کا
قطب جہاں کی کہے عرش کے ہاتف پکار
غواصی (ص ۲۰۴۔ کلیات)

۹۔ کہ قسمت کا ساقی سچیں صاف دُرد
پلاتا ہے جاں جاں کا ہے آب خورد
نصرتی (ص ۱۲۳۔ گلشن عشق)

۱۰۔ جس پیو کو ڈھونڈتی تھی نا تج جہاں جہاں میں
سو پائی تس اپس میں جیوں سوں تہاں تہاں میں
محمد قلی (ص ۲۹۹۔ کلیات۔ ح ۱۰)

۱۱۔ کیٹں سچا بول کیٹں کیٹں جھوٹا بہانہ
وجہی (ص ۷۷۔ سب رس)

مندرجہ ذیل الفاظ بھی مرکب متعلق فعل ہوتے ہیں۔

۱۔ سو القصہ یک روز میں سیر کر
مجھے لیا آتا ریا مدینے مجھتر
صنعتی (ص ۱۱۰۔ قصۂ بے نظیر)

۲۔ قصارا کیتک تھے ہمیں مالدار
رفیق و سفر ایک کشتی سوار
فائزؔ (ص ۱۳۱۔ رضوان شاہ و روح افزا)

۳۔ الغرض یک روز شیخ نامدار
با جلال و جاہ تھے مجلس مجہار
اسحاق (ص ۹۱۔ مخطوطہ ریاض العارفین)

۴- ہے مشکل بعدازاں اس دھن کو پانا
نہیں ممکن وو موہن بات آنا
(ابن نشاطی (ص ۱۲۷- پھولبن)

۵- بہرحال اچھ حق کرے دھیان میں
نکو سٹ خلل اپنے ایمان میں
(فائز (ص ۴- رضوان شاہ و روح افزا)

۶- اگرچہ یہ حسب ظاہری میں شراب پینا گناہ ہے۔
(وجہی (ص ۳۳- سب رس)

# الفاظ کی تکرار

جس طرح اردو میں تاکید، مبالغہ، تعمیم اور کثرت کے اظہار کے لیے لفظوں کی تکرار کی جاتی ہے، اسی طرح دکنی میں بھی الفاظ کی تکرار ملتی ہے۔

**ا-** عموماً ایک ہی لفظ کی تکرار سے "ہر ایک" کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔

جیسے: ۱- گھر گھر امیر گھر گھر راجوت گھر گھر تدبیر
(وجہی (ص ۲۸۹- سب رس)

۲- باٹ میں جنس جنس کی محنت حائل ہے
(وجہی (ص ۶۹- سب رس)

۳- آج شہ گھر ہے ٹھار ٹھار خوشی
ذوق پر ذوق ہور ہزار خوشی
(غواصی (ص ۸۰- کلیات)

۴۔ رگے رگ ہور روں روں میں بھریا تیرا محبت دیکھ
خروش ہور جوش کا شیوا دریا کی سار پکڑیا ہوں

غواصی (ص ۶۹ - کلیات)

**۲۔** دکنی میں اکثر دو لفظوں کے درمیان "ے" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے: (۱) رگے رگ بالے بال تے دچنہ نام
دھڑکتا نکلتا اچھے جسم مدام

جانم (مخطوطہ ن ۵۴۳ - پنج گنج)

۲۔ کرم کے بہار نیں نکلے سو بنس تو
گھرے گھر غلغل ور زور ہوتا

غواصی (ص ۱۱۰ - کلیات)

۳۔ ونڈلا کے وندے اسے چھوڑ گھر دار
ھو جنگلے جنگل قرار پکڑے

غواصی (ص ۸۳ - کلیات)

۴۔ اگر یچ سا سرد کیئں ہور ہوتا
بنے بن بلبلاں کا شور ہوتا

غواصی (ص ۱۱۰ - کلیات)

۵۔ کہے تیوں شاہزادہ بی گیا تھا
ود راتے رات واں جا کر رہیا تھا

ابن نشاطی (ص ۹۱ - پھولبن)

۶۔ ادھر رخ پھرایا جو کوئی دیو دات
سنیڑ غم میں پایا سنا ہاتے ہات

نصرتی (ص ۲۸ - گلشن عشق)

۳۔ دکنی میں کبھی دو لفظوں کے درمیان "ی" کے علاوہ "ن" کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے۔

جیسے :- ۱۔ عشق نے کھیل یوں کھیلیا ہٹار ہٹار

وجہی (ص ۳ ۔ سب رس)

۲۔ آدمی کوں پریشانگی ہے بالیر بالیر

وجہی (ص ۱۰ ۔ سب رس)

۳۔ ہزار اور ایک اس کا ناوں، اس کی معرفت ٹھاویں ٹھاوں۔

وجہی (ص ۲ ۔ سب رس)

۴۔ دکنی میں کبھی دو لفظوں کے درمیان "اپر"، "پہ"، یا "پر" بھی لاتے ہیں۔

جیسے : ۱۔ جس گھڑی ہو سجن سات ہنجے دید پہ دید
اس گھڑی ذوق اُپر ذوق ہے صور عید پہ عید

غواصی (ص ۱۱۶ ۔ کلیات)

۲۔ یتی خوئی پر خوئی آنے لگی
جو ڈوب اس منے غوطے کھانے لگی

نصرتی (ص ۲۶۸ ۔ گلشن عشق)

۵۔ تکرار کی ایک اور صورت یہ بھی ہے کہ دو لفظوں کے درمیان "الف" لایا جاتا ہے۔

جیسے : ۱۔ سرو خوش ہو مد کے جام سوں موں کھول توں ہنستی ہماں
رنگارنگے پھولاں کی ہے ہر ایک چمن کوں آج فرح

غواصی (ص ۱۱۶ ۔ کلیات)

۶ـ شدت یا کثرت کے اظہار کے لئے کبھی ایک لفظ کو چار بار بھی لایا جاتا ہے۔ یہ صورت شاذ ہے۔

جیسے: شکر، شکر، شکر لاکھاں شکر، ہے۔

میری مجلس کوں ملک نا دیکھیں خواب

محمد قلی (ص ۲۴۔ کلیات۔ ح۔ ۲)

۷ـ بعض اوقات تکرار سے انوکھا پن ظاہر ہوتا ہے۔

جیسے: ۱۔ لوٹے لوٹے قانون دھرنے لگیا ـــ

وجہی (ص ۲۷۔ سب رس)

۲۔ عجب عجب اس کے کام، اس کے کام انسان کیا کر سکے فام

وجہی (ص ۲۔ سب رس)

۸ـ کبھی فعل کی تکرار سے اس کا تواتر ظاہر ہوتا ہے۔

جیسے: چلتے چلتے، تلملتے تلملتے، اپنے دل کوں تھوا دیا۔

وجہی (ص ۱۷۔ سب رس)

۹ـ بعض اوقات اس قسم کی تکرار سے مبالغہ یا شدت کا اظہار ہوتا ہے۔

جیسے: ۱۔ جکوئی آتا اس سوں جھگڑا، کتا ہو کر لڑ لڑ پڑتا

وجہی (ص ۶۹۔ سب رس)

۲۔ رو رودے کر پتلیاں وڑے جاریاں چھپ جاین میں
پلکاں سو لہو میں ڈوب کر آڑے سو جیوں پاڑاں ہوئے

غواصی (ص ۱۵۹۔ کلیات)

اوپر کی مثال میں "رو رودے کر" کا استعمال دکنی میں خاص ہے۔ برخلاف اس کے اردو میں "ے" کا اضافہ نہیں کیا جاتا۔

# حرف

حرف وہ غیر مستقل کلمہ ہے جو تنہا کچھ معنی نہ دے بلکہ اس کا مطلب مستقل کلمے کے ساتھ آنے سے ظاہر ہو۔

حروف کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

(۱) حروف ربط (۲) حروف عطف (۳) حروف تخصیص (۴) حروف تشبیہہ ومثال۔ (۵) حروف قسم (۶) حروف فجائیہ۔

## (۱) حروف ربط

حروف ربط وہ کلمے ہیں جو ایک اسم کا تعلق دوسرے اسم یا ضمیر سے ظاہر کرتے ہیں۔ حروف ربط کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) علامت اضافت (۲) علامت فاعل (۳) علامت مفعول (۴) حروف جار۔

(۱) **علامت اضافت**۔ دکنی میں علامت اضافت یہ ہیں:

کا، کے، کی، کرا، کیرا، کیرے، کری، کیری۔

کا، کے، کی۔ یہ حروف اضافت دکنی اور اردو میں یکساں رائج ہیں۔ لیکن دکنی میں ان کے ساتھ ان کی قدیم شکلیں کرا، کیرا وغیرہ بھی مستعمل ہیں۔ یہ قدیم شکلیں پراکرت میں اضافی حالت کے ساتھ

استعمال ہوتی تھیں۔ ان شکلوں سے "کے" ساقط کر کے را، ری، رے ضمیر شخصی متکلم کے ساتھ اب بھی استعمال ہوتی ہیں۔ جیسے، تیرا، تیری وغیرہ۔

(۱) تہیں نور دیدہ نبی کا یقیں
تہیں عین دستا علی کا یقیں

(فیروز (مخطوطہ ۶۵۳۔ توصیف نامہ)

(۲) سجن کے عشق تھے اے جیو بس نہیں کرتا
دیوانگی کوں دینے سو اُمس نہیں کرتا

غواصی (ص ۱۰۵۔ کلیات)

(۳) کہ جب اصل سیتی سیادت کی بیل
چلی بن ہیں ہستی کی جیوں باندھ جھیل

نصرتی (ص ۲۶۔ گلشن عشق)

(۴) دو مالن وقت کر راتب کرا یاد
لے کر گئی پھول شہ کن روز کے ناد

ابن نشاطی (ص ۹۸۔ پھولبن)

(۵) کہ کجلی بن اس بن کیرا نانوہے
مگر سیام دیجور کا ٹھانوہے

نصرتی (ص ۱۴۲۔ گلشن عشق)

(۶) جے کوئی اچھیں خاصے
اس بیاں کیرے پیاسے

عبدالحق (ص ۱۹۔ قدیم اُردو)

(۷) لکھیا ہوں جو یو قصہ خوش ڈھانو سوں
علی شاہ عادل کری نانوں سوں
نصرتی (ص ۳۰۷ - گلشن عشق)

(۸) ادک قرب کی بزم کا تل تہیں
سیادت کیری باغ کا گل تہیں
نصرتی (ص ۲۶ - گلشن عشق)

(۹) جیسا تیرا روپ ہے اس کا ویچ سروپ۔
جانم۔ (ص ۵۰ - کلمۃ الحقائق)

(۱۰) تیری شجاعت آگیں رستم چھجا دسیا ہے
توڑیا ہے مان سکلا جیتے گراسیا کا
شاہی (ص ۱۱۲ - کلیات)

حروف اضافت کے استعمال کا قاعدہ یہ ہے کہ جب مضاف واحد ہوتا ہے تو "کا" یا "کیرا" لاتے ہیں۔ جمع مذکر میں "کے" یا "کیری" اور واحد مونث یا جمع مونث میں "کی" لاتے ہیں۔ دکنی میں مضاف اگر جمع مونث ہو تو حرف اضافت "کی" کی جمع "کیاں" بنائی جاتی ہے جیسے:

(۱) ملائیک عرش پر شہ کیاں برس گانٹھاں گنلاتے ہیں
سماں ساتو محل میانے بدل فرشاں بچھاتے ھیں
محمد قلی (ص ۱۵۵ - کلیات ج - ۱)

(۲) کلیاں لالے کی سر مے کیاں نشانیاں
دسے یاقوت کی ہو سرمہ دانیاں
ابن نشاطی (ص ۳۸ - پھولبن)

اضافت کے معنی نسبت کے ہیں۔ جس کی طرف نسبت کی جاتی ہے اُسے مضاف الیہ کہتے ہیں اور جو لفظ نسبت کیا جاتا ہے اُسے مضاف کہتے ہیں۔

اضافت کی کئی قسمیں ہیں جو مختلف تعلقات کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان میں سے چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) توضیح کے لئے (۲) اصل و ماخذ کے لئے (۳) صفت کے لئے (۴) کل کے جز کے لئے (۵) تشبیہ کے لئے (۶) اضافت مقلوب۔

## (۱) توضیح کے لئے۔ جیسے:

(۱) درشنی ہو آئی ہے پریاں کی عید
سشہ درس دیکھت ہوئی حوراں کی عید

محمد قلی (ص ۱۴۳ - کلیات - ج -۱)

(۲) سوانڑے شہر کوں یک جا کو بارے
اتھا وو شہر گنگا کے کنارے

ابن نشاطی (ص ۹۳ - پھولبن)

## (۲) اصل و ماخذ کے لئے۔ جیسے

(۱) تج مکھ کی لالی تھے دِسے سورج کی لالی بھاگ سوں
تاریخ بہو دیکھیا نہ کس تاریخ ایسی استری

محمد قلی (ص ۲۱۶ - کلیات - ج -۱)

(۲) اس طور کا سو ٹھارا مانند بہشت ہے
اس نور تل چھپا ہے اسماں کا اجالا

محمد قلی (ص ۲۱۹ - کلیات - ج -۱)

(۳) صفت کے لئے۔ جیسے:

یو نادان بالک ننھا لاڑکا
نوا پھول اہے شاہ کے جھاڑ کا

وجہی (ص ۲۔ قطب مشتری)

(۴) کل کے جز کے لئے۔ جیسے:

عشق دریا ہوا پس دل میں تھے آتا ہے مرے
کیوں سنبھال آج اس دریا کی موج کا پانی رکھوں

غواصی (ص ۱۵۱۔ کلیات)

(۵) تشبیہ کے لئے۔ جیسے:

برہ کی آگ لا پانی اپس کے دل کے لہو کا کر
کدھاں لگ یو بجھ اوٹا نا دونوں انکھیاں کے بھاجریں

ہاشمی (۱۵۷۔ دیوان)

(۶) اضافت مقلوب۔

فارسی میں اضافت مقلوب بلا اضافت آتی ہے اور اس میں مضاف الیہ پہلے اور مضاف بعد آتا ہے۔ اسی طرح دکنی میں بھی اضافت مقلوب کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ جیسے:

(۱) پھل بھاگ سب پھلے ہیں دندے سو دیکھ جلے ہیں
کلیاں انند کھلے ہیں ہے روت یوں سکی کا

محمد قلی (ص ۷۷۔ کلیات ج۔۱)

(۲) قمر قاف تبے ادپر جگ جگایا
پرم پی کا پیالہ پیا منج پلایا

محمد قلی (ص ۱۴۹۔ کلیات۔ ج۔۱)

(۳) بیٹھے علی تخت پر دن آج حق حکم تھے
پائے ہیں قیچاں سب اس دن تھے زندگانی
(محمد قلی ص ۸۱ - کلیات - ج-۱)

## (۳) علامت فاعل۔

علامت فاعل "نے" ہے۔ لیکن یہ علامت ہر زمانے اور ہر فاعل کے ساتھ استعمال نہیں ہوتی۔ اس کے استعمال کے چند متعین قاعدے ہیں

(۱) جب کبھی یہ علامت استعمال ہوتی ہے تو ماضی مطلق، ماضی قریب اور ماضی بعید کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔ کبھی ماضی استمراری کے ساتھ نہیں آتی:

الف۔ ماضی مطلق کے ساتھ "نے" کا استعمال جیسے:

(۱) اس نے کھیل یوں کھیلیا۔
(وجہی ص ۳ - سب رس)

(۲) وہی بولیا جو خدا نے فرمایا۔
(وجہی ص ۴۴ - سب رس)

(۳) چنچل نے ہنس کے یوں بولی تیرا انجام ہوتا ہے
صبا پر سوں لگوں دیکھوں اگر آرام ہوتا ہے
(ہاشمی ص ۲۷۱ - دیوان)

اوپر کی مثالوں میں کھیلیا، فرمایا اور بولی ماضی مطلق۔

ب۔ ماضی قریب کے ساتھ "نے" کا استعمال۔ جیسے:

(۱) خدا کے دوستاں نے بولے ہیں۔
(وجہی ص ۲۱ - سب رس)

(۲) شرمندگی سیں لالہ بدرنگ ہو پھرا تھا
ہو مہربان انوں نے لب کی دیاں ہیں لالیاں

اوپر کی مثالوں میں بولے ہیں اور دیا ہیں ماضی قریب ہے۔

ج ۔ ماضی بعید کے ساتھ "نے" کا استعمال۔ جیسے:

ہمت نے مکتوب لکھیا تھا سو قامت کے انگے کھولیا۔

(وجہی ص ۱۵۷۔ سب رس)

اوپر کی مثال میں لکھیا تھا ماضی بعید ہے اور اس کے ساتھ "نے" استعمال ہوا ہے۔

(۳) دکنی میں یہ علامت فعل متعدی اور فعل لازم دونوں کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔

الف ۔ فعل متعدی کے ساتھ "نے" کا استعمال۔ جیسے:

(۱) صفائی ترے دل کی دیکھیا سو پاک
کیا صبح نے جھل سوں دامن کوں چاک

(نصرتی ص ۳۳۔ گلشن عشق)

(۲) اے سکھیں میں نے دیکھیا سنگ کر کے یار کا
پن نہ دیکھیا بے سبج ہور سنگ دل تج سار کا

(بحری ص ۱۲۷۔ کلیات)

چاک کرنا اور دیکھنا فعل متعدی ہے۔

ب ۔ فعل لازم کے ساتھ "نے" کا استعمال۔ جیسے:

(۱) رقیب نے روسیاہ تے بے نصیب نے بولیا توں
کہاں کا ہے اور اس جاگا توں کیوں آیا

(وجہی ص ۷۱ ۔ سب رس)

(۲) وہ عاشق نے ہمت سوں تس در کوں ٹاٹ
چلیا پیش اندر دونوں کھول پاٹ
نصرتی (ص ۱۵۶ - گلشن عشق)

اوپر کی مثالوں میں بولنا اور چلنا فعل لازم ہے۔

(۳) دکنی میں "نے" کے استعمال کے باوجود فعل جنس اور تعداد میں فاعل کے تابع ہوتا ہے۔

الف۔ جنس میں فاعل کے تابع۔ جیسے:

(۱) زہرہ نے جلوہ گائی۔

وجہی (ص ۲۹۶ - سب رس)

مفعول "جلوہ" مذکر ہے لیکن چونکہ فاعل "زہرہ" واحد مونث ہے اس لئے فعل گائی بھی واحد مونث استعمال ہوا ہے۔

(۲) خضر نے بی انکھیاں سوں دو پیچ اشارت دکھلایا

وجہی (ص ۲۹۹ - سب رس)

"خضر" واحد مذکر ہے اس لئے فعل بھی واحد مذکر استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ مفعول "اشارت" واحد مونث ہے۔

ب۔ تعداد میں فاعل کے تابع۔ جیسے:

(۱) نازاں نے گھونگٹ کھولے۔

وجہی (ص ۲۹۶ - سب رس)

مفعول "گھونگٹ" واحد ہے لیکن فاعل "نازاں" جمع ہونے کی وجہ سے فعل بھی جمع استعمال ہوا ہے۔

(۳) سٹیا کوئی بوالہوس نے جیوں ہوس سوں لال نارنگیاں
دسے گوری کے یوں گورے گلابی گال پانی میں
ہاشمی (ص ۱۶۶ - دیوان)

فاعل "بوالہوس" واحد مذکر ہے اس لئے مفعول "نارنگیاں" جمع مونث ہونے کے باوجود فعل "سٹیا" واحد مذکر استعمال ہوا ہے۔

(۴) دکنی میں ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید کے ساتھ "نے" کا استعمال ضروری نہیں ہے۔ اسے حذف بھی کر دیا جائے تو جملے کے معنی یا مفہوم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

الف۔ ماضی مطلق کے ساتھ۔ جیسے:

(۱) پیار سوں حضرت کہے بیٹھو اخی کر جبرئیل
تب کہے خدمت تمن کرنے تھے پاؤں لگا راج
محمد قلی (ص ۴۷ - کلیات - ج - ۱)

(۲) راجنا کل جو خواب دیکھی میں
در شبِ ماہتاب دیکھی میں
غواصی (ص ۱۴۸ - کلیات)

اوپر کی مثالوں میں کہے اور بیٹھی ماضی مطلق ہے مگر علامت فاعل "نے" استعمال نہیں ہوئی۔

ب۔ ماضی قریب کے ساتھ۔ جیسے:

(۱) بزرگاں کہے ہیں نصیحت کی بات
نہ کہنا بچن جیو کے عورت سنگات
نصرتی (ص ۱۷۴ - گلشن عشق)

(۲) سکی توں کجلتاپن سب سٹی ہے
ولیکن اولٹ اجنوں کچ لٹی ہے

بحری (ص ۲۱۶ - کلیات)

ان مثالوں میں کہے ہیں، سٹی ہے ماضی قریب ہے۔ اس کے ساتھ "نے" استمال نہیں ہوا۔

ج۔ ماضی بعید کے ساتھ۔ جیسے:

(۱) دو ایسے وقت شہ مجلس کیا تھا
ارم کا زیب مجلس کوں دیا تھا

ابن نشاطی (ص ۳۹ - پھولبن)

(۲) دیا تھا خدا اس کوں سب کچ مگر
ولے سخت محتاج تھا بن پسر

نصرتی (ص ۶۲ - گلشن عشق)

اوپر کی مثالوں میں کیا تھا، دیا تھا ماضی بعید ہے مگر اس کے ساتھ "نے" استعال نہیں ہوا ہے۔ اس لئے دکنی میں ماضی مطلق، ماضی قریب اور ماضی بعید میں اسم کی فاعلی حالت "نے" علامت فاعل استعمال ہو تو اس سے معلوم ہوتی ہے اور علامت فاعل "نے" استعمال نہ ہو تو جملے کے مفہوم سے اسم کی حالتِ فاعلی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

## (۳) علامت مفعول۔

علامات مفعول یہ ہیں: کو، کوں۔

دکنی میں کو اور کوں دونوں مستعمل ہیں۔ "کوں" سنسکرت کے لفظ "کاکشا" سے بگڑ کر تا بگڑ تا قدیم ہندی میں "کاکھ" اور کا کہم ہوا۔

اور کا کھم بدل کر کہاں، کاہاں، کہاؤں، کاؤں اور کو بنا۔ دکنی کا "کوں" قدیم ہندی "کاؤں" کی یادگار ہے۔

**کو** جیسے:

ہانڈی کو اپڑائے تو ہات اپڑ یانیش

خواجہ بندہ نوازؒ (مخطوطہ ن ۲۴۲ ۵ تبسکارنامہ)

**کوں۔** جیسے:

جکوئی خلیفے کوں سمجھیا سو خدا کوں سمجھیا۔

(وجہی (ص ۱۴۱ ۔ سب رس)

(۱) مفعول ذی عقل یا جاندار ہو تو "کوں" یا "تیئں" علامت مفعول استعمال ہوتی ہے۔ جیسے:

(۱) دل کوں صاف کرو بہت نکو لاف کرو۔

(وجہی (ص ۱۰۹ ۔ سب رس)

(۲) تجے یو فام ہے اے چاند سب غم رات کا میرا
خدا تیئں جا کہہ توں تو بھی کہ اس عالم کی جیوتی کوں

غواصی (ص ۱۳۶ ۔ کلیات)

(۲) اردو میں مفعول غیر ذی عقل یا بے جان ہو، تو علامت مفعول استعمال نہیں ہوتی، لیکن دکنی میں غیر ذی عقل مفعول کے ساتھ بھی اکثر دفعہ علامت مفعول لائی جاتی ہے۔ جیسے:

(۱) انگوٹھی لے دعنواؤں پکڑ کر
وہاں تے آیتہ الکرسی کوں پڑ کر

ابن نشاطی (ص ۵۸ ۔ پھولبن)

(۲) چھپی سو بات کوں اس سوں اٹھی بول
کہ جیوں کتھا یتوں کہی سب مو بہ مو کھول

ابن نشاطی (ص ۹۷ - پھولبن)

(۳) بعض اوقات علامت مفعول محذوف بھی ہوتی ہے۔ جیسے:

خدا اپ صنع تھے دیتا ہے تم ناز
پرستش تا کرے اُس دل رہو رنج

محمد قلی (ص ۱۷ - کلیات - ج - ۲)

(۴) دکنی میں "نے" کبھی علامت مفعول کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔
جیسے: نفر ہزار ہزار ہو تو بی صاحب نے اپنا داب رکھتا،
اپنا حساب رکھتا۔

وجہی (ص ۱۲۹ - سب رس)

## (۴) حروف جار

حروف جار وہ کلمے ہیں، جو اسم یا ضمیر کا تعلق فعل یا صفت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں۔

حروف جار حسب ذیل ہیں:

(۱) میں، منے، منیں، بھتر۔
(۲) سے، سوں، ستی، سیتی، سیتیں، سینھتیں، سوتھیں،
تیں، ستے، سیتھے، تھے، تے۔
(۳) تلگ، لگ، لگوں، لگن۔
(۴) پر، اپر، اُوپر، اُپرال، پو، پہ۔

اوپر کے حرفوں میں "سے" "میں" "تک" اور "پر" اردو اور دکنی دونوں میں مشترک ہیں، لیکن دکنی میں ان کے علاوہ سری شکلیں بھی مستعمل ہیں۔ جیسے:

۱۔ (۱) پانی میں ماٹی، پانی میں پانی، آگ ۔ پانی۔
خواجہ بندہ نواز (ص ۱۰۔ معراج العاشقین)

(۲) توں جامع فضائل مینے سب ہوا
توں عالم سوں دل کے مقرب ہوا
نصرتی (ص ۲۶۔ گلشن عشق)

(۳) پکڑ غصے ستی دانتاں منیں لب
غضب سوں آپنا گردان کر ڈب
ابن نشاطی (ص ۴۵۔ پھولبن)

(۴) چندر غواص ہو آیا گگن سمدر بھتر دھایا
نبی پر وار نے لیایا ڈھلک موتیاں سو تارے ہیں
محمد قلی (ص ۳۷۔ کلیات ج ۱)

۲۔ جیسے:

(۱) اچھے ابر تیرے تیج ہمت کی چھاتو
ہوا میہوں کوں بج سخاوت سے ناتو
نصرتی (ص ۱۵۔ گلشن عشق)

(۲) حق سوں بولوں چار شہادت سانچے گر کے کیاں
سانچا گرو مرشد میرا حضرت شاہ برھان
شاہ داول (مخطوطہ ن ۱۱۳۰۔ چار تن)

(۳) الٰہی غیب کے پردے ستی توں
مرے مطلب کے شاہد کا دکھاوں
(ابن نشاطی (ص ۵۔ پھولبن)

(۴) گل مصطفےٰ استی سیرا گندھا کر
مجھ اس گل کا سیرا حمائیل پنایا
(محمدؐ قلی (ص ۱۵۱۔ کلیات ح۔ ۱)

(۵) او بال پن میں دسیا جو بناں کا ملک کا سخت
او توں ستیں ہو دل بھانڈہ کاچ کا بشکست
(محمدؐ قلی (ص ۴۴۔ کلیات ح۔ ۲)

(۶) ایک ایک بول یہ مانک مول
سیم ترازو سینھتیں تول
ڈاکٹر زور (ص ۲۲۔ دکنی ادب کی تاریخ)

(۷) مسلماناں سوں یو امید ہے مجھ
سخنداناں سوں یو امید ہے مجھ
(ابن نشاطی (ص ۱۷۴۔ پھولبن)

(۸) ہمارا درد تمن دوری تھیں ہے گاڑا سخت
سو درد دوری کا اپ وصل سوں کرو مو علاج
(محمدؐ قلی (ص ۷۰۔ کلیات ح۔ ۲)

(۹) زمیں تیں نیشکر جب بھار آیا
شہادت پر تری انگلی اچایا
(ابن نشاطی (ص ۴۔ پھولبن)

(۱۰) اظہار کیا کروں کہ تجے حال سب ہے فام
تصدیق تج زبان ستے دنیا ہے قیل وقال
غواصی (ص ۶۳ - کلیات)

(۱۱) ہوا پرگٹ جدھاں ستیھے دنیا ہور دیں قدرت سوں
سکل اپچیت ہیں توں فاضل نہ کوئی تیرے برابر ہے
محمدؐ قلی (ص ۸۰ - کلیات - ج ۱)

(۱۲) جیتا ہوں تیری آس تھے آیا ہے رحم آکاس تھے
جے کچھ منگوں تج پاس تھے سو ہے سو منجکوں تو دیا
محمدؐ قلی (ص ۵۵ - کلیات - ج ۱)

(۱۳) محبت کوں پالی اپنے آشنا تے بولی کام ہوا ہے مشکل۔
وجہی (ص ۱۹۲ - سب رس)

(۳) جیسے:

(۱) نبی کے دیا تھے قیامت تلگ تم
گنا وو نبی کے سو مولود لاکھاں
محمدؐ قلی (ص ۴۲ - کلیات ج ۱)

(۲) چھوٹن ہار تیر تیج تے جگ اچھے
شفاعت تری انبیاء لگ اچھے
نصرتی (ص ۱۴ - گلشن عشق)

(۳) کپڑے سو لبتاں پہن کر کاجل مسی کر پان کھا
کاندانج پر سے جھانکتیاں سینے لگوں دھڑکا ڈگر
ہاشمی (ص ۶۷ - دیوان)

(۴) یو فام تھا تو یو بڑائی پائے، یو فام تھا اس حد لگن آئے۔

وجہی (ص ۲۶ - سب رس)

(۴) جیسے :

(۱) تھنے خوئے تج انجیر سے گال پر
جیوں ابلوج کا عین لوزا ہوا

غواصی (ص ۱۰۵ - کلیات)

(۲) بادشاہاں کرتے ہیں اپ مال اُپر جگ میں لڑائی
منج محمد ناتوں تھے ہے تاج و دولت خسروانی

محمد قلی (ص ۲۸ - کلیات - ح - ۱)

(۳) میرا ہات سب کے اوپر ور ہوا

وجہی (ص ۲۳۱ - سب رس)

(۴) دو شہ یک دیس مجلس کوں بھرا کر
جو بیٹھیا تخت کے اُپرال آکر

ابن نشاطی (ص ۶۰ - پھولبن)

(۵) موں پو منجد دل ہیں بت خانہ

وجہی (ص ۱۵ - سب رس)

(۶) میں روپ لی لی دھات کے غواصیا دیکھا ولے
تج روپ نادر پر بفر بھی کس پہ نیٹ مائل ہوا

غواصی (ص ۱۰۷ - کلیات)

مندرجہ ذیل الفاظ بھی حروف جار کا کام دیتے ہیں :

(۱) کدن، کدھن، سات، سنگات، سنگ۔

(۲) لنگے، آنگے،

(۳) نزدیک، نزک

(۴) واسطے، خاطر، تائیں۔

(۵) طرف۔

(۶) کنے۔

(۱) جیسے:

(۱) مو چھوڑ مجھ دو تن نے بولی تو میں کہی یوں
پیو مجھ کندن ہوا تو کیا تجھ مجال ہوئیگا
ہاشمی (ص ۱۱۔ دیوان)

(۲) گواہی دیویں گی جس دن جو روں زوں
ہو مجہ ابن نشاطی کے کدھی توں
ابن نشاطی (ص ۷۔ پھولبن)

(۳) دل ہور انکھیاں سوں بات ہوئی دلے دو بات دو توں
کے سات ہوئی
وجہی (ص ۲۹۹۔ سب رس)

(۴) ہریک ملک تے ہن دو اپنے سنگات
لے آ دیس خوش بک شاہزادی کی بات
نصرتی (ص ۱۲۲۔ گلشن عشق)

(۵) نہ رہ سک دلے شاہ منہر کے سنگ
کنواری کی پوچھیا بچن بے درنگ
نصرتی (ص ۱۸۰۔ گلشن عشق)

(۲) جیسے

(۱) ذرا آفتاب کے انگے کیا دسے گا۔

وجہی (ص ۱۴ - سب رس)

(۲) نیس تو کاملاں کے آنگے یو بی ایک عرق ہے۔

وجہی (ص ۳۲ - سب رس)

(۳) جیسے

(۱) یک یک کوں دورتے یک یک کوں دکھلائے
ہلوں نزدیک چھپنے دشت جیو آتے

ابن نشاطی (ص ۶۶ - پھولبن)

(۲) گر دور توں ہٹے کو کروں سجدہ دور تھے
گر توں مزک بلائے تو ہوؤں شگفتہ حال

غواصی (ص ۶۲ - کلیات)

(۴) جیسے :

(۱) موہن خدا کے واسطے مسجد میں ٹک جھانکو نکو
عاشق تیرے پر ہوئیں گے سارے نمازی سٹ نماز

ہاشمی (ص ۸۴ - دیوان)

(۲) ہمنا اس خاطر پیدا کیا ہے کہ اُسے بجھیں۔

وجہی (ص ۱۰۲ - سب رس)

(۳) ترے تائیں ہوئی ہے یو بدنام یاں
کریچ کرتے کچھ ہوگیا کام یاں

وجہی (ص ۸۷ - قطب مشتری)

(۵) جیسے : گئے یوں پچھیاں کی طرف ٹک جو پگ
چڑھے گرد ابلوچ کی حلق لگ

نصرتی (ص ۲۵۴ - گلشن عشق)

(۶) "کنے" کا حرف سنسکرت کے لفظ "کرن" یا کرنے بمعنی "کان" سے بنا ہے - جیسے

نظر رقیب کے ہات سے خلاصی پایا، خوش ہو کر بھی قامت کنے آیا -

وجہی (ص ۸۱ - سب رس)

(۷) بعض اوقات دو دو حرف مل کر مرکب حرف جار کا کام دیتے ہیں

جیسے: (۱) دل میں تے عشق کوں میدان میں کاڑے -

وجہی (ص ۸۳ - سب رس)

(۲) دیکھیا ہوں یوں تجے میں اونچے مقام پر تھے
جو آفتاب آتا مشرق کے بام پر تھے

غواصی (ص ۱۶۸ - کلیات)

(۳) سر تھے پاواں تلگ ادتار تیری زیبائی
دیکھ اسماں پہ کا ہوئے چیتارا شاکر

غواصی (ص ۱۱۸ - کلیات)

## (۲) حروف عطف

حروف عطف وہ کلمے ہیں جو دو کلموں یا جملوں کے درمیان آتے ہیں اور ان کو ملاتے ہیں -

حروف عطف کی مندرجہ ذیل سات قسمیں ہیں:۔

(۱) حروف جمع ۔(۲) حروف تردید۔ (۳) حروف استدراک (۴) حروف علت ۔ (۵) حروف بیانیہ (۶) حروف شرط وجزا۔ (۷) حروف استثنا۔

## (۱) حروف جمع

حروف جمع وہ ہیں جو دو کلموں یا دو جملوں کو ملاتے ہیں۔

حروف جمع یہ ہیں۔

(۱) اور، ہور، و (۲) کیا۔۔۔کیا۔

(۱) جیسے:

(۱) اگر یو میانے آوے اور اپس کوں یوں کوائے نعوذ باللہ
کافر ہوئے یا مردود ہوجاوے۔

وجہی (ص ۱۰۸۔ سب رس)

(۲) چاند ہور سور اُنن نور تھے پیدا ہوئے
دین ہور دنیا اُنن اسلام تھے پایا رواج

محمد قلی (ص ۵۲ ۔کلیات ج۔۱)

(۳) دکنی میں "و" دو ہندی الفاظ، ایک ہندی اور ایک فارسی، ایک فارسی اور ایک عربی اور دو فارسی یا دو عربی الفاظ کے درمیان آتا ہے۔

الف۔ دو ہندی الفاظ کے درمیان۔ جیسے:

گن وگیان

ب۔ ایک فارسی اور ایک ہندی لفظ کے درمیان جیسے
نام و پنتھ۔

جن نام و پنتھ نا بوجھے وو گن و گیان کیا
کن نا بوجھے سو عقل انوں کا سبھی ہے خام

محمد قلی (ص ۱۶۸۔ کلیات۔ ج۔۲)

ج۔ ایک فارسی اور ایک عربی لفظ کے درمیان۔ جیسے:

دل و جان تے مج غیر کوں کاڑ دے
زباں کوں ترے ذکر کی باڑ دے

نصرتی (ص ۱۱۔ گلشن عشق)

د۔ دو فارسی الفاظ کے درمیان۔ جیسے:

جن مست بے خودی کے پیالے سوں ہے مدام
ہے بے خبر وہ نیں خبر اُس ماہ و سال کا

غواصی (ص ۱۰۷۔ کلیات)

ھ۔ دو عربی الفاظ کے درمیان۔ جیسے:

سہانا تھا مرصع کا اُس اکلیل
مسلّم اُس پہ تھا تبلیغ و تکمیل

ابن نشاطی (ص ۱۴۵۔ پھولبن)

دکنی میں بعض اوقات دو ہم معنی حروف "و" اور "ہور" اور "و" اور "یا" ایک ساتھ بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے:

(۱) قدِ رعنا و ہور لٹکتا چال
پایا دو صنع تھے دو جگ لمعات

محمد قلی (ص ۵۴۔ کلیات۔ ج۔۶)

(۲) ہمیں کیا جو ہمنا تے کچ خبر ہو۔
اپس نفس پر حب دیا بسر ہو

نصرتی (ص ۹۔ گلشن عشق)

(۳) کیا..... کیا۔ جیسے

(۱) کیا عورت کیا مرد، جس میں ہو کچھ عشق کا درد اس کتاب کوں سینے پر تے ہلا سی نا۔

وجہی (ص ۱۰۔ سب رس)

(۴) کیا محبت باطن کیا محبت ظاہر، ایسے کاماں میں کون ہوسکتا یکایک باہر۔

وجہی (ص ۲۳۱۔ سب رس)

## (۲) حروف تردید

حروف تردید وہ کلمے ہیں جو دو لفظوں یا جملوں کو ملائیں اور ان میں سے کوئی ایک مراد ہو۔

حروف تردید یہ ہیں:

نہ .... نہ۔ نا....نا۔ یا.... یا۔ کہ۔ جیسے:

(۱) نہ آفت دیکھے نہ زلزلہ۔

وجہی (ص ۱۶۔ سب رس)

(۲) نہ دم کوں کھلنے قدرت نہ جیو کوں بات تھے جاتے
سینے میں واٹ چھند وغم کے آنبڑے بچکلتے تھے

غواصی (ص ۱۶۵۔ کلیات)

(۳) نا دک نا دیس۔

(وجہی (ص ۳۔ سب رس)

(۴) اس شہر کی سورتیاں کن نا دیکھیا نہ سنیا
نا کوتوال قاضی نا کس کا ہے حمایت

محمد قلی (ص ۲۶۹۔ کلیات ج ۲)

(۵) یا مکھ ہے او یا چند پنم یا سور شعلہ نور یا
یا درپن او یا جام جگ یا پھل سرک کی لوک ری

محمد قلی (ص ۲۳۹۔ کلیات ج ۳)

(۶) ہر سند قادری ہوں غواصی
یا بھلا یا برا جکچ ہوں میں

غواصی (ص ۱۴۱۔ کلیات)

(۷) روح کوں اور امر کوں کچ تفاوت ہے یا نہیں۔

شاہ برہان (مخطوطہ ۱۰۴۔ کلمۃ الحقائق)

(۸) دیا ہر جگا جوت تارے نمن
کنا تج ہے پہلا کہ چوتھا گگن

نصرتی (ص ۱۵۸۔ گلشن عشق)

## (۳) حروف استدراک

حروف استدراک وہ کلمے ہیں، جو دو جملوں کے درمیان واقع ہوں اور پہلے جملے میں، جو شبہ پیدا ہو اس کو دوسرے جملے سے رفع کر دیں۔

حروف استدراک یہ ہیں:

ولے، پن، اَمّا، مگر، گرچہ، بلکہ۔ جیسے:

(۱) بعضے کتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھیں گے، ولے حیران ہوئیں گے کہہ نا سکیں گے۔

وجہی (ص ۱۹۔ سب رس)

(۲) بات جدا پن بھید وہیچ۔

وجہی (ص ۵۔ سب رس)

(۳) ہلے کیوں کر کہ جیو کا کھیل نیں تھا
تبی ساری تھی اَمّا تیل نیں تھا

ابن نشاطی (ص ۶۸۔ پھولبن)

(۴) مقام کا سمجھ تمنا تھے تمنّا نہیں ہے مگر خدا تھے محمدؐ باج سمجھنا نہیں یا پیر۔

حفیظ قتیل (ص ۶۳۔ میراں جی خدا نما)

(۵) مرا تو ناؤں ہے گرچہ ہمایوں
ولے برہے سوں ترے دل ہے پُرخوں

ابن نشاطی (ص ۸۲۔ پھولبن)

(۶) اِسے یوا سرار روشن تھا بلکہ روشن تر تھا۔

شمس العشاق (ص ۲۲۔ مخطوطہ تاج الحقائق)

## (۴) حروف علّت

حروف علت وہ کلمے ہیں جو کسی کام کا سبب ظاہر کرتے ہیں۔

حروف علت یہ ہیں:

کیا واسطے، پس، مبادا۔ جیسے:

(۱) عقل ہور دل ہمنا نا دیکھے تیو نچ ان دونوکوں شہر دیدار کے نزدیک لیانا، کیا واسطے کہ لشکر ہور حشم آتا ہے

(وجہی ص ۱۸۵ - سب رس)

(۲) پس کیا کیں شناس ہوئے ذات کا

جانم (ص ۲۴ - کلمۃ الحقائق)

(۳) جو رات ہوئے تو بھو تیچ ڈرے

مبادا جناور کوئی ضائع کرے

وجہی (ص ۲۱ - ضمیمہ قطب مشتری)

## (۵) حروف بیانیہ

جب کسی جملے کا بیان دوسرے جملے میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں حرف بیانیہ جملے کے شروع میں لایا جاتا ہے - حرفِ بیانیہ "کہ" ہے. جیسے

(۱) اگر کوئی پوچھے کہ شراب کیسا ہے توں بول کہ جیسے سوں دیسا ہے

وجہی (ص ۳۱ - سب رس)

(۲) معلّم کہے سب کہ یو سانپ ہے

کنڈل میں جہازاں لیا ڈھانپ ہے

نصرتی (ص ۱۳۳ - گلشن عشق)

ضمیر موصولہ "جو" بھی بعض اوقات حرف بیانیہ کے طور پر استعمال کی جاتی ہے - جیسے :

جیو کا فر ہو پھرایا ہے ترے دین تھے موں

دل میں یوں ہے جو اُسے آج مسلمان کروں

غواصی (ص ۱۴۶ - کلیات)

# (۶) حروف شرط و جزا

حروف شرط وہ ہیں جو ایسے جملے کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں جس میں شرط پائی جاتی ہے ۔۔ پہلے جملے میں حرف شرط " اگر" آتا ہے اور دوسرے جملے میں اس کے جواب میں " تو" آتا ہے۔ اِسے حرفِ جزا کہتے ہیں۔ جیسے :

اگرِ یو میرا ہور تیرا میانے میان تے جاوے توِ بیگانگی جا کر یگانگی آوے۔

(وجہی ص ۲۵- سب رس)

بعض اوقات شعری جملے میں حرف جزا "تو" آتا ہے اور حرف شرط "اگر" محذوف ہوتا ہے ۔ جیسے :

(۱) اپے بھلے توِ عالم بھلا۔

(وجہی ص ۱۶- سب رس)

(۲) نہ بولوں گا توِ آتی ہے دروغی
دروغی میں ہے حاصل بے فروغی

(ابن نشاطی ص ۶۴ - پھولبن)

# (۷) حروف استثنا

حروف استثنا وہ حروف ہیں جو کسی ایک شخص یا چیز کو دوسروں سے الگ کریں۔ حروف استثنا یہ ہیں :

بِن ، بِنا ، باج ، بغیر ، بجز ۔ جیسے :

(۱) تجھ بن اور نکوئی
نا خالق دوجا ہوئی
عبدالحق (ص ۱۸۔ قدیم اردو)

(۲) پیا بن دوجگ میں منجے دسرا سنگاتی نیں
جو دو دن پیو تھے پھانکیا ہوں تو غم تھے نیند آتی نیں
غواصی (ص ۱۴۱۔ کلیات)

(۳) قلیہ بر نجی خا گینہ کیوں کھاؤں میں ساقی بنا
بھوکیاں کوں ڈھپلا ڈوئی بھر کلتی کا بس ہے گٹ مجھے
ہاشمی (ص ۲۴۲۔ دیوان)

(۴) وہاں دُسرا نہ تھا کوئی علی باج۔
وجہی (ص ۶۔ سب رس)

(۵) عقل بغیر دل کوں نور نہیں۔
وجہی (ص ۱۸۔ سب رس)

(۶) بجز سوز داراں کے دل کا دھواں
نہ کس گھر تے نکلے دھویں کا نشاں
نصرتی (ص ۱۷۶۔ گلشن عشق)

## (۳) حروف تخصیص

حروف تخصیص وہ حروف ہیں جو کسی اسم، ضمیر یا فعل کے ساتھ آکر معنی میں ایک قسم کی خصوصیت پیدا کرتے ہیں۔

حروف تخصیص مندرجہ ذیل ہیں۔
ہر، بھی، بی، تو، ہی۔ جیسے :

(۱) بستہار ہر جنس کے جانور
ہریک بھانت کر نقل شیریں ثمر
نصرتی (ص ۴۷ - گلشنِ عشق)

"ہر" ایک یا ایکس کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے :

(۲) ہر ایک ادھر پہ تیرے قربان لال سو سو
ہر ایک ادھر پہ تیرے صدقے ہزار موتی
غواصی (ص ۱۰۳ - کلیات)

(۳) ہر ایکس پاس کون منگ لیتا۔
وجہی (ص ۴۷ - سب رس)

"ہر" کے ساتھ ایکس کا استعمال صرف اشخاص کے لئے مخصوص ہے۔ بے جان اشیاء کے لئے ایکس استعمال نہیں ہوتا۔

"کوئی" کے ساتھ بھی "ہر" استعمال ہوتا ہے۔ جیسے :

(۴) ہر کوئی کے لئے فراق بلا ہے کہ لال کا
اما کبل بلا سو بلا ہے وصال کا
غواصی (ص ۱۰۷ - کلیات)

(۵) سچ بولتا ہے جگ تھے یک بار کا عاشق نواز
میں بھی تو عاشق ہوں ترا کر کے کرم کر سرفراز
ہاشمی (ص ۸۳ - دیوان)

(۶) انو بی یو مخفی اسرار یوں کئے ہیں اظہار
وجہی (ص ۲۴ - سب رس)

(۷) اے باگ مہربان ہو اس پھول کے ...
تو نا کہے تو کون کہے عندلیب

غواصی (ص ۱۰۰ - کلیات)

"ہی" حرف تخصیص بعض ضمائر یا حروف کے ساتھ مل کر آتا ہے -
جیسے یہ سے یہی - وہ سے وہی وغیرہ

(۱) کہے تینوں کام کرنا نیں ہے آساں
یہی ہے گوے ہور ہے یچ میداں

ابن نشاطی (ص ۲۳ - پھولبن)

(۲) خدا کن منگ لینا ہے صبوری
وہی دے گا صبوری کی مزوری

ابن نشاطی (ص ۱۲۵ - پھولبن)

دکنی میں اکثر حرف تخصیص کے لئے "چ" کا استعمال ہوتا ہے - یہ علامت مرہٹی سے آئی ہے - یونچہ، ایساچ، اتناچ، ویساچ وغیرہ علی الترتیب یوں ہی، ایسا ہی، اتنا ہی اور ویسا ہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں - جیسے:

(۱) وے حیران ہوئیں گے کہہ نا سکیں گے کہ یونچہ ہے یا ایساچ ہے -

وجہی (ص ۱۹ - سب رس)

(۲) دو دیوں کہا ملتی کی نہئی اتناچ تو اس کا کنا
کل تو جہہ اپنے موں میں سوں کھارٹی تھی کچھ کچھ لام کاف

ہاشمی (ص ۱۰۸ - دیوان)

(۳) جن آوے یکس یک پہ رہ کر عجب
سو ولیساچ تس پر پڑے آسبب
نصرتی (ص ۹۳ - گلشن عشق)

دکنی میں بعض وقت ضمائر کے ساتھ بھی علامت تخصیص "چ" استعمال ہوتی ہے۔ جیسے اپنچ، تیراچ اور توچ وغیرہ علی الترتیب آپ ہی، تیرا ہی اور تو ہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے:

(۱) معانی کا ہونے گہر سنج اپنچ
رہیا ہو جننے راز کا گنج اپنچ
نصرتی (ص ۲۲ - گلشن عشق)

(۲) جدھر دیکھوں تو فریاد آج سب تیراچ ہوتا ہے
مگر شیوے ترے سب کوں ننگائے خوب مارے ہیں
غواصی (ص ۱۳۷ - کلیات)

# (۴) حروف تشبیہ و مثال

حروف تشبیہ و مثال وہ حروف ہیں جو ایک شخص یا چیز کو دوسرے شخص یا چیز کے مانند بتانے کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں۔

حروف تشبیہ و مثال مندرجہ ذیل ہیں:

ناد، سار، بمن، نمنے، مانند، اور جا لنو۔ جیسے:

(۱) چلی پانی پہ کشتی باد کے سر
فلک کے ناد کس جاگے پہ ناٹھار
ابن نشاطی (ص ۱۰۰ - پھولبن)

(۲) کیا سکھ وطن واں عزیزاں کی سار
کیا دکھ سو دندیاں ہمن جگ تے بھار
نصرتی (ص ۸۴ - گلشن عشق)

(۳) رگے رگ وہ خوش روح نمنے سرس
جلگ دینے ہارا اتھا رنگ رس
نصرتی (ص ۲۳۸ - گلشن عشق)

(۴) بال جانو کالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ۔
وجہی (ص ۸۵ - سب رس)

# (۵) حروف قسم

حروف قسم وہ حروف ہیں جو قسم کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ قسم کے لئے ہندی میں "سوں" آتا ہے۔ "سوں" کا استعمال دکنی میں بھی ملتا ہے جیسے:

(۱) منجے سوں ہے اس رنگ بھرے گال کا
منجے سوں ہے دھن مشک رنگ بال کا
وجہی (ص ۴۶ - قطب مشتری)

(۲) اگر باور نہیں تمنا انگوٹھی لیوا ول راکھو
اناں اب ہاشمی چھوڑو تمہاری سوں ہیں آتی ہوں
ہاشمی (ص ۱۸۴ - دیوان)

# (۶) حروف فجائیہ

حروف فجائیہ وہ حروف ہیں جو جذبۂ جوش، خوشی یا رنج وغیرہ کے

موقع پر بے اختیار زبان سے نکل جاتے ہیں۔

حروف فجائیہ کی مندرجہ ذیل چار قسمیں ہیں،

(۱) حروف ندا۔ (۲) حروف تاسف۔ (۳) حروف تعجب۔ (۴) حروف تحسین و آفرین۔

## (۱) حروف ندا

حروف ندا وہ حروف ہیں جو پکارنے یا آواز دینے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے اے، ارے وغیرہ۔

(۱) نظر بولیا کہ اے بن کی پری، اے نادر سندری، اے دنیا کے سرگ کی اپچھری، اے گنونتی گن بھری توں دل لائی ہے۔

(وجہی (ص ۱۲۱۔ سب رس)

(۲) ارے سن رے دل، کام کیا جائے وے کام نبھانا مشکل۔

(وجہی (ص ۵۸۔ سب رس)

## (۲) حروف تاسف

حروف تاسف وہ حروف ہیں جو دکھ، درد، غم اور افسوس کے موقع پر استعمال ہوتے ہیں۔ حروف تاسف یہ ہیں:

آہ، ہائے ہائے، ہیہات۔ جیسے:

(۱) آہ یو کیا ہوا واہ یو کیا ہوا۔

(وجہی (ص ۲۵۵۔ سب رس)

(۲) ماہ محرم سوز سوں آیا اہل دل تیز سوں
عالم روتا یک ریز سوں کیا کام کیتا ہائے ہائے
غواصی (ص ۲۰۴ - کلیات)

(۳) کروں کیا میں، ہے صد ہیہات ہیہات
نہ میری اختیاری ہے مرے ہات
ابن نشاطی (ص ۱۵۹ - پھولبن)

# (۳) حروف تعجب

حروف تعجب وہ کلمے ہیں جو اچنبھے کے وقت زبان سے نکلتے ہیں۔
حروف تعجب یہ ہیں:
اللہ اللہ، سبحان اللہ۔ جیسے:

(۱) وو کیا رحمت ترا ہے اللہ اللہ
کہا لَا تَقنَطُوا مِن رَّحمَةِ اللّٰہ
ابن نشاطی (ص ۷ - پھولبن)

(۲) یو عجب کتاب ہے سبحان اللہ
وجہی (ص ۹ - سب رس)

(۳) سبحان اللہ یو عشق اگر قطرے میں جوش مارتا ہے تو
دریا کوں قطرے سوں ملاتا ہے۔
شمس العشاق (ص ۹۹ - مخطوطہ تاج الحقائق)

# (۴) حروف تحسین و آفرین

حروف تحسین و آفرین وہ کلمے ہیں، جو تعریف کے موقع پر استعمال

کئے جاتے ہیں۔ حروف تحسین و آفرین یہ ہیں
شاباش، واہ واہ جیسے:

(۱) نظر جاسوس کوں شاباش، شاباش کہا۔
(وجہی ص ۴۲۔ سب رس)

(۲) اپنی عقل سوں اگر دوسرے کی عقل ملے تو واہ واہ اس تے بھی
کیا خوب، عاقل لوگاں بہت ہیں مطلوب۔
(وجہی ص ۱۵۹۔ سب رس)

## "کر" اور "سو" کا مخصوص استعمال

### الف۔ "کر" کا استعمال

اردو میں "کر" صرف علامت معطوف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ دکنی میں بھی یہ کلمہ علامت معطوف کے طور پر استعمال ہوتا ہے لیکن علامت معطوف کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ "کر" "کہکر" اور "سمجھ کر" کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کبھی کبھی "کر کے" بھی اسی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ دکنی مصنف اس موقع پر "کگر" بھی استعمال کرتے ہیں جو صاف طور پر "کہکر" کا مخفف ہے۔ آج کل اضلاعِ تلنگانہ کی بول چال میں، جو کبھی سلطنت گولکنڈہ کا علاقہ تھا، اس مفہوم کو "بول کے" سے ادا کیا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ گولکنڈہ کے قدیم مصنفین نے "بول کے" کا بہت کم استعمال کیا ہے۔

ذیل میں "کر" کے مختلف استعمال کو مثالوں کے ذریعہ واضح کیا جاتا ہے۔ جیسے:

(۱) نکو جا تو جھاڑاں کوں ہیں جھاڑ کرے
کہ پاتال لوگ آئے ہیں پھاڑ کرے
وجہی (ص ۲۳۔ قطب مشتری)

پہلے مصرع میں "کر" "کہکر" کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور دوسرے مصرع میں "کر" علامت معطوف ہے۔

(۲) ساقی ہمارے گئے وہاں جو ملک ہے ملبار کرے
ہاشمی (ص ۶۵۔ دیوان)

"کر" بہ معنی کہکر:

(۳) چپ چاند بولتا کرے عالم میں چل پڑے گا
ہاشمی (ص ۸۔ دیوان)

"کر" بہ معنی کہکر۔

(۴) یو کل کائنات سب ایک وجود ہے، ایک کرے جان دو کرے جان۔
شمس العشاق (ص ۱۵۹۔ تاج الحقائق)

"کر" بہ معنی کہکر

(۵) کرم مجھ پر کرے گی کرے چھپے تل اس کے جاجیوں تیوں۔
ہاشمی (ص ۹۵۔ دیوان)

اس مصرع میں بھی "کر" "کہکر" ہی کی جگہ استعمال ہوا ہے لیکن اس کا مفہوم "سمجھ کر" ہے۔

(۶) ملوں گی کرے کے کیوں بولوں جمیع باتاں میں یہ کم ہوں۔
ہاشمی (ص ۱۶۔ دیوان)

"کرکے" بہ معنی کہکر۔

(۷) اسی تے گھر کنے اپنے نکو بیٹھو لگرے بولے
ہاشمی (ص ۴۶ ۔ دیوان)

یہاں "لگر" "کہکر" کا مخفف ہے:

(۸) شراب تو خوب ہے ولے ستمی اُسے برا بول کرے ڈراتے۔
وجہی (ص ۳۲ ۔ سب رس

یہاں وجہی نے "کر" "کرکے" یا "لگر" کی جگہ "بول کے" استعمال کیا ہے۔

ب۔ "سو" کا استعمال۔

"سو" ضمیر موصول "جو" کا صلہ ہے۔ لیکن "کر" کی طرح دکنی میں اس کا استعمال بھی مختلف طرح سے ہوتا ہے۔ طریقۂ استعمال کے ساتھ اس کے مفہوم میں تبدیلی ہوتی ہے۔ کبھی یہ ضمیر موصول کے صلہ کے طور پر آتا ہے، کبھی صفت کو ظاہر کرتا ہے، کبھی بطور شرط استعمال ہوتا ہے، اور کبھی حرف ربط کا کام دیتا ہے۔ جیسے:

(۱) جکچھ یو پیدا ہوا سوے غیب میں تھے پیدا ہوا ہے۔
شمس العشاق (ص ۱۸۷۔ مخطوطہ تاج الحقائق)

(۲) دور تھا سوے اُسے اپنے نزدیک بسلایا۔
وجہی (ص ۴۴ ۔ سب رس)

اوپر کی مثالوں میں "سو" ضمیر موصول "جو" کے صلہ کے طور پر آیا ہے۔

پانی نئیں سوے چشمہ پر گئے تو کیا پیاس جاتی ہے۔
وجہی (ص ۲۹ ۔ سب رس)

اس مثال میں "سو" صفت کو ظاہر کرتا ہے۔

(۴) گناہ کرنے کو نیٹس چھوڑتے سو ثواب کرنے کون چھوڑیگا۔

وجہی (ص ۳۱-سب رس)

اس مثال میں "سو" بطور شرط استعمال ہوا ہے۔

(۵) مسلماناں سو یو امید ہے مجھ

سخنداناں سو یو امید ہے مجھ

ابن نشاطی (ص ۱۷۴۔ پھولبن)

اس مثال میں "سو" "سے" کے لئے استعمال ہوا ہے۔

# مرکب الفاظ

مرکب الفاظ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) کسی لفظ کے شروع یا آخر میں ایک یا ایک سے زیادہ حروف کا اضافہ کر کے نئے الفاظ بنائے جاتے ہیں۔ لفظ کی ابتدا میں جو حروف بڑھائے جاتے ہیں، انھیں سابقے کہتے ہیں۔ جیسے:

اوکل، بے خبر، اپ روپ۔ ان میں "او" "بے" اور "اپ" سابقے ہیں۔

لفظ کے آخر میں جن حروف کا اضافہ کیا جاتا ہے، انھیں لاحقے کہتے ہیں۔ جیسے:

بڑپن، گل دان، گلستان۔

ان میں "پن"، "دان" اور "ستان" لاحقے ہیں۔ سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے جو الفاظ بنتے ہیں، انھیں **مرکب ارتباطی** کہتے ہیں۔

(۲) مرکب الفاظ کی دوسری قسم **مرکب امتزاجی** ہے۔

مرکب امتزاجی دو لفظوں کے ملنے سے بنتا ہے۔ جیسے:

گل ہار، قبول صورت، روشن ضمیر وغیرہ۔

( مولوی عبدالحق نے مرکب الفاظ سے پہلے مشتق الفاظ کی علیحدہ بحث کی ہے۔ جس میں اسم کیفیت، اسم فاعل، اسم آلہ

اور اسم ظرف وغیرہ کی مثالیں دی ہیں۔ لیکن اسماء کی یہ شکلیں مرکب الفاظ کے تحت بھی آتی ہیں اس لئے یہاں الجھاؤ سے بچنے کے لئے صرف مرکب الفاظ پر اکتفا کیا گیا ہے۔)

مرکب ارتباطی اور مرکب امتزاجی کی مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں:

## (۱) مرکب ارتباطی:

الف۔ سابقوں کی مدد سے بننے والے

(۱) اپار۔ جیسے

بھلے اور برے کوں دیا رزق اپار
کہ جیوں نیر برسے بدل ٹھار ٹھار

(وجہی رص ۳۔ قطب مشتری)

(۱) امولک۔ جیسے:

اگر غوطے لک برس غواصی کھائے
تو یک گوہر اس دھات امولک نہ پائے

(وجہی رص ۱۷۔ قطب مشتری)

تر۔ ترلوک۔ جیسے

جیوں ہات سجن ہار توں او تار نور توں
یک ٹھار نہر ٹھار توں ترلوک کا ایمان توں ۔

(محمد قلی رص ۲۰ ۔ کلیات۔ ج۔۱)

اپ۔ اپ روپ۔ جیسے:

جس دھر جو دیکھتا ہوں آسامنے کھڑا ہوئے
اپ روپ، روپ نادر ناگاہ مرتضیٰ کا

(غواصی رص ۱۷۸۔ کلیات)

او۔ اودھرم۔ جیسے:

بعضے عجب لوگاں ہیں اودھرم، الو کوں خدا کی بی نیئں شرم۔

وجہی (ص ۱۵۔ سب رس)

بے۔ بے خبر۔ جیسے:

عشق ہم مست، ہم ہوشیار ہم بے خبر ہم بے خبر

وجہی (ص ۸۵۔ سب رس)

ن۔ نڈر۔ جیسے:

عشق نڈر، عشق پادشاہ، عشق کوں کس کا ڈر۔

وجہی (ص ۴۔ سب رس)

پر۔ پردیس۔ جیسے:

یو فکر سوں گل رہی ہوں جو جیوں کوئی ملول کئی دیس کا

ساقی کیا ساماں جو چلنے کے تئیں پردیس

ہاشمی (ص ۵۔ دیوان)

پر۔ پرذات۔ جیسے:

دیا میں کہوں کیا کہ پرذات ہے

ہندو زن سے ملنا ترک گمات ہے

مقیمی (ص ۱۰۲۔ چندر بدن و مہیار)

چو۔ چو رخت۔ جیسے:

جب تھے ہوا جگ میں تمارا نور پرگٹ چو رخت

تب تھے پت گگن جوت پاکر جھلکن ہارے ہیں علی

محمد قلی (ص ۷۔ کلیات ج ۱)

س۔ سروپ، سلکھن۔ جیسے:

کندن رنگ پتلی کونلی ہور سروپ روپوں نویلی
سلکھن سندری آلی پچھن دیداں پری ہے

(محمد قلی ص ۲۳۸۔ کلیات ج ۱)

ک۔ کجات۔ جیسے:

تری بات نا سن سنوں کس کی بات
اری دائی میں نیں ہوں ایسی کجات

(ب) لاحقوں کی مدد سے بننے والے:

ی۔ کڑوائی۔ جیسے:

اس کڑوائی میں کون رکھے مٹھائی۔

(وجہی ص ۵۲۔ سب رس)

ی۔ کھٹائی۔ جیسے:

بغیر کھٹائی کچی میں مٹھائی نیں کر جان
کہ انب خوب پکے باج رس نہیں کرتا

(غواصی ۱۰۶۔ کلیات)

ی۔ آشنائی۔ جیسے:

مگر آشنائی توں دھرتی رہے
کہ ریتی صفت اس کی کرتی رہے

(وجہی ص ۷۰۔ قطب مشتری)

سس - کڑواسس - جیسے :

مسجد تھا موں پر پیٹ میں بت خانہ تھا تو کاہے کوں
باتاں مٹھیاں کر کے چلے جو دل میں یو کڑواسس تھا

ہاشمی (ص ۴۰ - دیوان)

پن - بال پن - جیسے :

توں رہنما اچھا ہے استاد اتقیاء کا
کیتا ہے بال پن میں کی بدسوں لکھ تماشے

شاہی (ص ۱۱۲ - کلیات)

پن - نہن پن، بڑپن - جیسے :

دل لا کے دل چرانا چوری سٹو یو نہن پن
نیس تو بڑا یو بڑپن تمنا نکل پڑے گا

ہاشمی (ص ۸ - دیوان)

پنا - بھائی پنا - جیسے :

یو وقت بھائی پنے ہور یاری کا وقت ہے۔

وجہی (ص ۲۴۲ - سب رس)

گی - پریشانگی، سرگردانگی، حیرانگی - جیسے :

لٹ کوں اس کی پریشانگی پر، اس کی حیرانگی پر، اس کی سرگردانگی پر مہر آئی۔

وجہی (ص ۸۷ - سب رس)

گی ۔ دیوانگی، فرزانگی۔ جیسے:

عجب عاشقاں کی ہے دیوانگی

کہ نیں جس کے سر لاکھ فرزانگی

نصرتی (ص ۲۸۹۔ گلشن عشق)

کی ۔ ڈھولکی ۔ جیسے:

گانا تو کاں کا سننا ہنکار ڈومنیاں سوں

تو گئی ہے کوٹھری میں جو ڈھولکی بجی ہے

ہاشمی (ص ۲۹۰ ۔ دیوان)

ڑی ۔ شوخڑی ۔ جیسے:

آتے لکر تسبیح لگی کیا وٹے، وٹوں ہونٹاں منے یاں کی

شوخڑی بیبیاں کیتیں۔

واری ۔ پھلواری ۔ جیسے:

تمام پھلواری تمام پھولوں کی باس۔

وجہی (ص ۴۳۔ سب رس)

بن ۔ پھولبن ۔ جیسے:

دسیا ہر ایک صفحا جوں حسن ہو

لگیا یو نظم جوں کے پھولبن ہو

گاہ ــ درگاہ ۔ جیسے :

اس گنبد دوار تھے لک ٹھار درجے سوں بلند
دیتا رہے تج شاہ کا درگاہ ہور دربار آج
غواصی (ص ۳۴۳ ۔ کلیات)

خانہ ــ فیل خانہ ۔ جیسے :

ہتھی منگل ہیں صریح اس کے فیل خانے کے
جو گرٹ گرٹاتے ہیں جو بن کے بادلاں کے دل
غواصی (ص ۶۷ ۔ کلیات)

دان ۔ گل دان ۔ جیسے :

اس عید اچھے تھے سگل عیداں حساباں میں رہن
حلقہ غلامیں کان باپکڑے ہیں گلداں عید کا
محمدؐ قلی (ص ۳ ۔ کلیات ۔ ج ۔ ۱)

ستاں ــ گلستاں ۔ جیسے :

عجب زینت زمیں تج تھے عجب ، رونق زماں پایا
عجب نشو نما تج تھے گلاں ہور گلستاں پکڑے
غواصی (ص ۷۷ ۔ کلیات)

زار ــ لالہ زار ۔ جیسے :

جس کے سینے میں بھریا ہوے محبت تیرا
کیوں نہ شگفتہ اچھے آج وو جیوں لالہ زار
غواصی (ص ۵۲ ۔ کلیات)

یلا — چھبیلا۔ جیسے

ہے تن پر پیرہن اجلے چھبیلے
کمر باندیا ہے یک باریک سیلے

ابن نشاطی (ص ۲۹۔ پھولبن)

یلا — رنگیلا۔ جیسے:

متا مد کے متیاں میں توں رنگیلا رنگ رتیاں میں توں
کہ ہے چھتر پتیاں میں توں چھتر چھپتر پتی گیانی

غواصی (ص ۹۸۔ کلیات)

ی۔ گیانی۔ جیسے:

چھتر شاہ گنونت گیانی ہے توں
تو حکمت میں لقمان ثانی ہے توں

وجہی (ص ۱۰۵۔ قطب مشتری)

وار — بخت وار۔ جیسے:

پڑے ہات جاں اس بخت وار کا
سنا ہوئے ماٹی سو اس ٹھار کا

وجہی (ص ۱۲۔ قطب مشتری)

ونت — گن ونت۔ جیسے:

عجب جس ونت شاہنشاہ ہے تو
عجب گنونت ظل اللہ ہے تو

غواصی (ص ۱۹۵۔ کلیات)

وان۔ نگہ واں۔ جیسے

نوں ابراہیم کا فرزند تجے تج دوستاں سوں ہل
جو اسمٰعیل کوں حق پیار سوں دا۔ تم نگہ واں ہے

محمد قلی (ص ۱۲۰۔ کلیات۔ ج۔۱)

ناک۔ دردناک۔ جیسے:

کہیا اے جواں مت اپس کر ہلاک
کتی ہوں مجہ احوال سن دردناک

نصرتی (ص ۲۲۰۔ گلشن عشق)

آور۔ زورآور۔ جیسے:

اس وار کی جھنکار تے بھوناگ کے پھن جھڑ پڑے
تج ہات زورآور بدل پر تھے گرڑا یک نال ہو

شاہی (ص ۱۱۸۔ کلیات)

بھرا۔ گن بھرا۔ جیسے:

چتر گن بھرا دو عطارد چنچل
رہیا مشتری شاہ کے محل تل

وجہی (ص ۷۔ قطب مشتری)

دار۔ ادب دار۔ جیسے:

باپ کی رضا میں چلتا ہے سو وو ادب دار۔

وجہی (ص ۱۲۲۔ سب رس

پاڑو — باٹ پاڑو۔ جیسے:

دنیا باٹ مایا سو ایمان۔
دہاں باٹ پاڑو سو شیطان ہے

(وجہی (ص ۷۔ قطب مشتری)

بر — پیمبر۔ جیسے:

کروں میں لے قلم ہات ابتدا نعت
سچے حق کے پیمبر کا ادا نعت

ابن نشاطی (ص ۷۔ پھولبن)

شناس۔ حق شناس۔ جیسے:

آج نہ اس دھات کا جگ منے کوئی حق شناس
آج نہ اس سار کا شاہ کہیں حق گزار

غواصی (ص ۵۴۔ کلیات)

انگیز — حیلہ انگیز۔ جیسے:

کیا پھر شاہ سوں وو حیلہ انگیز
کیا یوں مکر کی وو آگ کوں تیز

ابن نشاطی (ص ۱۰۵۔ پھولبن)

پوش — خطاپوش۔ جیسے:

ایسا مراد بخش خطاپوش بادشاہ
کس ملک میں ظہور اجھوں نیں کہاں کیا

غواصی (ص ۳۴۔ کلیات)

گیر — دست گیر - جیسے

خدا اس وقت آ دستگیر ہوتا ہے۔

(وجہی ص ۱۲۴ - سب رس)

خواہ — دل خواہ - جیسے:۔

بہانا صید ماہی کا کیا شاہ
منگایا ایک کشتی خوب دل خواہ

(ابن نشاطی ص ۱۰۰ - پھولبن)

کش - دل کش - جیسے:

دلکش جمع چن چن کے کئے ہر یک غزل دلکش مری
لکھ کر رکھی ہے ہات نے ہو نسویں بنا زر کا بیاض

(ہاشمی ص ۹۹ - دیوان)

نواز — دل نواز — جیسے:

فراشاں کیے واں تے صد راں کے ساز
گلستاں دکھانے لگے دل نواز

(نصرتی ص ۲۴۸ - گلشن عشق)

آمیز — رنگ آمیز - جیسے:

چھڑکتی رنگ آمیز خون جگر
سٹی ہر ورق کو زرافشان کر

(نصرتی ص ۲۲۷ - گلشن عشق)

باف — زرباف۔ جیسے:

حریر و بافتہ سالو سری صاف
مشجر، نافتہ، دارائے زرباف

ابن نشاطی (ص ۴۹۔ پھولبن)

گر۔ سحرگر۔ جیسے:

مجھ سحرگر کے سحر سیں سن بات کیتش سب سحر گر
اس سحرگر کے سحر کن ہے سحر بنگالی عبث

ہاشمی (ص ۴۷ دیوان)

پرور — شاہ پرور۔ جیسے:

کھولیا ہے حق جس دیس تھے تج شاہ پرور فتح کا
روشن ہو خوشن اس دیس تھے پایا صفا گھر فتح کا

غواصی (ص ۳۵۔ کلیات)

بردار۔ فرماں بردار۔ جیسے:

یو سب سارے فرماں بردار ہیں۔

وجہی (ص ۱۱۹۔ سب رس)

وند۔ ہنر وند۔ جیسے:

ہنر وند اپس ہے کر کر کتے کی چپ کرڑھاتے مجھ
تمیں جیو پر ربجھے ہیں سو ہنرور وو ہنر اجڑو

ہاشمی (ص ۲۰۹۔ دیوان)

شش۔ بخشش۔ جیسے:

دے بخشش مجھ ولائت شاعری کا
توں کشور کر عطا مجھ ماہری کا

ابن نشاطی (ص ۶۔ پھولبن)

یش۔ آرائیش جیسے:

آرائیش بزم کوں دینے دیا تشریف پاناں کوں
ابر شربت کے مٹکاں کر درختاں تیئں پلا یا ہے

شاہی (ص ۱۰۴۔ کلیات)

بان۔ باغبان۔ جیسے:

کئے جگ مجھے اے ہاشمی دھن باغ توں ہے باغباں
لیا تا ہے چھند کے پھول بھر ہر یک غزل گلدان کر

ہاشمی (ص ۷۲۔ دیوان)

ساز۔ کارساز۔ جیسے:

کنورجان تس مخلص و کارساز
ہلوں بولتا یوں اپس من کے راز

نصرتی (ص ۱۹۳۔ گلشن عشق)

زاد۔ آدمی زاد۔ جیسے:

تو صورت میں ہے گرچہ آدمی زاد
ولے سیرت میں ہے ابلیس کے ناد

ابن نشاطی (ص ۱۲۰۔ پھولبن)

## (۲) مرکب امتزاجی۔

گل ہار۔ جیسے:

باہاں میریاں مشتاق ہیں تج باہنہ کے گل ہار کے
باہاں منے بانا سکے تج باہنہ کے گل ہار عیش

(محمد قلی ص ۳۰۴۔ کلیات۔ ح ۱)

خوشحال۔ جیسے:

سدا خوشحال تھے سب لوگ واں کے
تھے خاطر جمع واں کے ساکناں کے

(ابن نشاطی ص ۲۶۔ پھولبن)

گل رخ۔ جیسے:

بھنور پھولاں پو بیٹھے سو دِسے یوں
کہ مکھ پر گل رخاں کے خال ہے جیوں

(ابن نشاطی ص ۹۲۔ پھولبن)

جگ اجال۔ جیسے:

کہے شہ کہ نزدیک ہے کام اتال
کہ تج سوں ملے دھن چندر جگ اجال

(وجہی ص ۹۹۔ قطب مشتری)

جگ ادھار۔ جیسے:

ہر یک بن کے در جگ کے تیئں جگ ادھار
خزاں قفل کیتا ہے کیلی بہار

(وجہی ص ۳۔ قطب مشتری)

دل شکار۔ جیسے:

دل ربا، شوخ چشم، دل شکار

(وجہی ص ۸۸۔ سب رس)

دل فریب۔ جیسے:

ادک پا کے زربفت صدراں سوں زیب

محلاں ہوئے جلوہ گر دل فریب

(نصرتی ص ۲۸۴۔ گلشن عشق)

من ہرن۔ جیسے:

جو شہ کوں خبر ہوئی کہ آتی ہے دھن

سلکھن، سکھی، چھند بھری من ہرن

(وجہی ص ۹۴۔ قطب مشتری)

قبول صورت۔ جیسے:

یو دھن قبول صورت ہے کر ہوئی ہے یکندر جگ میں ہانک

جیسے قبول صورت تھی ویسیچ ہیں گن اس میں لاک

(ہاشمی ص ۱۱۵۔ دیوان)

خوش آواز۔ جیسے:

لئی روز باجیں گے گگر چپ کا ٹیکوں امرت پیا

امرت ہے لب تس پر ترا ہوئی وا کالبس ہے خوش آواز

(ہاشمی ص ۸۴۔ دیوان)

روشن ضمیر - جیسے:

سمج پن وہ درویش روشن ضمیر
ستم کی کیا کدنہ دیکھ اس کے دھیر
نصرتی (ص ۷۶ - گلشن عشق)

نیک بخت، شیریں گفتار - جیسے:

نیک بخت، برخوردار، شیریں گفتار -
وجہی (ص ۴۳ - سب رس)

گل فام - جیسے:

سر لیا شوریدگی بلبل کے سار
رُخ ترا ایس خوب اے گلفام فام
غواصی (ص ۱۲۵ - کلیات)

---

# نحو

نحو وہ علم ہے، جس میں جملوں کی ترتیب، مطابقت اور باہمی تعلق، ان کی ساخت اور ان کی معنوی حیثیت سے بحث ہوتی ہے۔ اس میں دو باتیں اہم اور اصولی ہیں۔ ۱۔ ترتیب ۔ جملے میں پہلے فاعل پھر مفعول اور آخر میں فعل آتا ہے۔ فعل ناقص، مبتدا اور خبر کے بعد آتا ہے۔ صفت، موصوف سے پہلے آتی ہے۔ متعلق فعل عام طور پر فعل سے پہلے آتا ہے۔ حروف فجائیہ جملے کی ابتدا میں آتے ہیں۔ اور حروف تخصیص اپنے کلمے کے ساتھ آتے ہیں۔

(۲) **مطابقت** ۔ جملے میں بلحاظ جنس و تعداد، فعل لازم اپنے فاعل کا تابع ہوتا ہے۔ فعل متعدی اردو میں اپنے مفعول کا تابع ہوتا ہے۔ لیکن دکنی میں وہ اپنے فاعل کے تابع ہوتا ہے۔ ضمیر اپنے مرجع کے تابع ہوتی ہے۔ صفت اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔ اردو میں علامت اضافت جنس میں اپنے مضاف کے مطابق آتی ہے۔ دکنی میں جنس میں مطابقت کے علاوہ جمع مونث کی صورت میں علامت اضافت کی بھی جمع بنالی جاتی ہے۔

دو یا دو سے زیادہ کلموں کے مجموعہ کو، جس سے ادھورا یا پورا مطلب سمجھ میں آجائے، مرکب کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں :-

۱۔ مرکب ناقص ۲۔ مرکب تام۔

کلموں کے ایسے مجموعہ کو، جس سے پورا مطلب سمجھ میں نہ آئے مرکب ناقص کہتے ہیں جیسے ، غفلت کے کان سوں

مرکب ناقص کی قسمیں یہ ہیں :۔

۱۔ مرکب اضافی ۔ وہ مرکب ہے ، جو مضاف الیہ اور مضاف سے بنے جیسے : خدا کا کہنا ، سلیمان کا تخت ۔

۲۔ مرکب توصیفی ۔ وہ مرکب ہے ، جو صفت اور موصوف سے بنے ۔ جیسے : مرید صادق ، بڑا ثواب

۳۔ مرکب عددی ۔ وہ مرکب ہے جو عدد اور معدود سے بنے ۔ جیسے : پانچ تن ، ستر ہزار پرے ۔

۴۔ مرکب امتزاجی ۔ وہ مرکب ہے جو دو اسموں سے ملکر بنے ۔ جیسے : گل ہار ، عالم پناہ

۵ ۔ مرکب ظرفی ۔ وہ مرکب ہے ، جو ظرف اور مظروف سے بنے جیسے : گلدان ، دریا کا پانی ۔

۶۔ مرکب عطفی ۔ وہ مرکب ہے جو حروف عطف سے ترکیب پائے جیسے : گل و بلبل ، صبر و شکیب ۔

۷۔ مرکب بدل ۔ وہ مرکب ہے ، جو بدل اور مبدل منہ سے بنے ۔ جیسے : شیریں کا عاشق فرہاد ۔

۸۔ مرکب بیانی ۔ وہ مرکب ہے ، جو بیان اور مبین سے مل کر بنے جیسے : میراں جی خدا نما ۔

۹۔ مرکب تابع ۔ وہ مرکب ہے جس میں ایک کلمہ دوسرے کلمے

کے ساتھ معنی دار یا بے معنی ہو۔ جیسے : چیخ پکار، گھن پن۔

۱۰۔ مرکب تاکیدی۔ وہ مرکب ہے جس میں تابع، متبوع کی تاکید کرے۔

جیسے :۔ خیال صور تظر دونوں۔

۱۱۔ مرکب اشارہ۔ وہ مرکب ہے، جو اشارے اور مشار الیہ سے بنے۔

جیسے :۔ یہ آدمی، وو لوگاں

کلموں کا ایسا مجموعہ، جس سے پورا مطلب سمجھ میں آئے

**مرکب تام یا جملہ کہلاتا ہے۔ جیسے :۔**

۱۔ جاں لگن بھلا آدمی ہے واں لگن خوار ہے۔

وجہی (ص ۲۶ - سب رس)

۲۔ بندیاں کوں خبر دینا صدق نبوت ہے۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۶۔ معراج العاشقین)

# جملے کے اجزا

ہر جملے میں دو اہم جز ہوتے ہیں - (۱) مسند الیہ (۲) مسند جس شخص یا چیز کی نسبت کچھ کہا جاتا ہے اس کو مسند الیہ کہتے ہیں اور جو کچھ کسی شخص یا چیز کے متعلق کہا جائے اُسے مسند کہتے ہیں۔ مسند الیہ اور مسند کے درمیان جو نسبت ہوتی ہے، اس کو اسناد کہتے ہیں۔

جیسے : ۱۔ جبرائیل عرض کیا۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۸۔ معراج العاشقین)

۲- خدایو بات بولیا۔

(وجہی (ص ۱۲- سب رس)

۳- پیدا کرن ہارا ایک خدا ہے۔

(وجہی (ص ۴۸- سب رس)

۴- دنیا دغا باز ہے

(وجہی (ص ۶۵- سب رس)

اوپر کے جملوں میں "جبرائیل"، "خدا"، "پیدا کرن ہارا" اور "دنیا" مسند الیہ ہیں اور "عرض کیا"۔ "یو بات بولیا" "ایک خدا ہے" اور "دغا باز ہے" مسند۔

جب جملے میں مسند الیہ اسم اور مسند اسم یا صفت ہو:، تو مسند الیہ کو مبتدا اور مسند کو خبر کہتے ہیں۔ جیسے مثال (۳) میں "پیدا کرن ہارا" مبتدا ہے۔ "ایک خدا" (اسم) خبر ہے۔ اور "ہے" فعل ناقص۔ مثال (۴) میں "دنیا" مبتدا ہے۔ "دغا باز" (صفت) خبر اور "ہے" فعل ناقص۔

حسب ذیل کلمے مسند الیہ ہوتے ہیں:۔

۱- اسم۔ جیسے: عادفان نے قبول کئے ہیں

(وجہی (ص ۴۲- سب رس)

۲- صفت۔ جیسے، جاہل کیسے بجھاتا ہے۔

(وجہی (ص ۱۲- سب رس)

۳- ضمیر۔ جیسے:۔ اُنے پیدا کیا ہے۔

(وجہی (ص ۱۰۶- سب رس)

۴۔ مصدر۔ جیسے :۔ جھوٹ بولنا بہوت نقصان ہے۔
شمس العشاق (ص ۱۵۵۔ تاج الحقائق)

۵۔ شبہ فعل۔ جیسے :۔ سمجھن ہارا یہاں دغا کھاتا۔
وجہی (ص ۲۰۹۔ سب رس)

۶۔ مرکب ناقص کی بعض قسمیں :۔

مرکب اضافی۔ جیسے: بادشاہاں کا کام دل جوڑنا ہے۔
وجہی (ص ۱۴۳۔ سب رس)

مرکب توصیفی۔ جیسے: خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔
حفیظ قتیل (ص ۷۷۔ میراں جی خدانما)

مرکب عددی جیسے : چار جنے۔ چار باتاں بولتے۔
وجہی (ص ۲۷۳۔ سب رس)

مرکب امتزاجی جیسے : عشق بادشاہ عالم پناہ نے فرمایا تھا
وجہی (ص ۱۹۰۔ سب رس)

مرکب عطفی۔ جیسے : عشق ہور زور الگیا سو چھٹتا کیوں؟

مرکب تاکیدی۔ جیسے : خدا اپے بولیا ہے۔
وجہی (ص ۱۰۲۔ سب رس)

مرکب اشارہ۔ جیسے : یو ملک یو راج آیا۔
وجہی (ص ۱۵۶۔ سب رس)

جن کلموں سے مسند الیہ کی توضیح و تخصیص ہوتی ہے ان کو متعلقات مسند الیہ کہتے ہیں۔

مسند الیہ کے متعلقات مندرجہ ذیل ہوتے ہیں۔

۱۔ اسم ۔ جیسے : کام کا آدمی ہزار میں ڈھونڈے تو ایک ملتا۔

وجہی (ص ۱۴۲ ۔ سب رس)

۲۔ صفت : جیسے حبشی بچے نظر کے تطر پڑے

وجہی (ص ۴۸ ۔ سب رس)

۳۔ ضمیر۔ جیسے تیری دانائی مشہور ہے

وجہی (۱۵۷ ۔ سب رس)

۴۔ فعل معطوف ۔ جیسے ؛ خیال هور نظر دعا دے کر چلے ۔

وجہی (ص ۱۲۵ ۔ سب رس)

۵۔ شبہ فعل ۔ جیسے : نظر ہنستا کھیلتا بندتے بھار آیا ۔

وجہی (ص ۱۶۰ ۔ سب رس)

۶۔ مرکب اشارہ ۔ جیسے : یو آشنائی کی صورت مجھے بہت بھائی

وجہی (ص ۹۲ ۔ سب رس)

## جملے کی تقسیم

جملے کی تقسیم دو طرح سے ہوتی ہے ۔ (۱) ساخت کے اعتبار سے (۲) معنی کے اعتبار سے ۔

## ۱۔ ساخت کے اعتبار سے

بناوٹ کے لحاظ سے جملے کی تین قسمیں ہیں ۔ ۱۔ مفرد جملہ ۲۔ مرکب جملہ ۳۔ ملتف جملہ ۔

**۱۔ مفرد جملہ** :۔ مفرد جملہ وہ جملہ ہے جس میں ایک فاعل اور

ایک فعل یا ایک مسند الیہ اور مسند ہو۔

جیسے: ۱ - رقیب دیکھتا ہے۔

وجہی (ص ۲۰۰ - سب رس)

۲ - نبی علیہ السلام - جبرئیل کوں پوچھے۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۸ - معراج العاشقین)

۳ - یہ کلام ربّانی ہے۔

جانم (ص ۲ - کلمۃ الحقائق)

**۲ - مرکب جملہ :-** مرکب جملہ وہ ہے جو دو یا دو سے زیادہ مفرد جملوں سے مل کر بنے۔ ہر ایک جملہ اپنے مستقل معنی دیتا ہے یعنی دوسرے کا تابع نہیں ہوتا۔

جیسے: پیدا کیا سات آسمانان کے ہور روشن کیا چاند، اجت تاریاں سوں۔ حفیظ قتیل (ص ۵۶ - میراں جی خدانما)

## مرکب جملے کی قسمیں

مرکب جملے کی مندرجہ ذیل چار قسمیں ہیں :-

۱ - جملہ معطوفہ ۲ - جملۂ تردیدیہ ۳ - جملہ استدراکیہ۔ ۴ - جملہ معلّلہ۔

## ۱ - جملہ معطوفہ

جملہ معطوفہ وہ مرکب جملہ ہے۔ جس کے اصل جملے حرف عطف جمع کے ذریعہ ملا دیئے جائیں۔

جیسے: ۱۔ اس میں ہرن کوں پکائے ھور چاروں مل کر ہرن کوں کھائے۔

خواجہ بندہ نواز (مخطوطہ ۲۴۴۵۔ شکار نامہ)

۲۔ احرام اس کا باندھوں گا اور پکڑوں گا صیام۔

محمد قلی (ص ۱۶۸۔ کلیات۔ ح ۲)

۳۔ عاشقاں جلتے ہیں پروانہ نمن۔

کرتے ہیں بے رحمی ونگتے جواب

محمد قلی (ص ۱۴۱۔ کلیات۔ ح ۲)

اوپر کے جملوں میں ھور، اور یا و کے ذریعہ اصل جملے ملا دیے گئے ہیں۔

علامت معطوف "کر" بھی دو جملوں کے درمیاں آکر انھیں جوڑنے کا کام دیتی ہے۔

جیسے: ہوس ناکاں دکھا کر اپنے انداز

کے دچمکار کر بازاں کو پرواز

ابنِ نشاطی (ص ۷۶۔ پھولبن)

جملہ معطوفہ میں کبھی حرف عطف محذوف ہوتا ہے۔

جیسے: ہمیں عاشق فدائی، خدا ہونا ہمارا احتشام۔

وجہی (ص ۲۱۔ سب رس)

## ۲۔ جملہ تردیدیہ

جملہ تردیدیہ وہ مرکب جملہ ہے، جس کے دو یا دو سے زیادہ اصل جملے حروف تردید کے ذریعہ ملائے جائیں اور ان میں سے کوئی ایک

مراد ہو۔

جیسے: ۱۔ یا دیوانہ ہے یا حضرت پر ایماں نہیں لیا ہے۔

وجہی (ص ۱۴۱۔ سب رس)

۲۔ یو تینوں جھاڑاں تا مغرب ہیں تا مشرق ہیں۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۲۔ معراج العاشقین)

۳۔ نہ وہاں صاحب جانیا جاتا ہے نا نفر

وجہی (ص ۲۰۵۔ سب رس)

۴۔ نہ چپ رہے تو ٹک دل کوں آرام ہو۔

نہ رونے تے بھی کچھ رواں کام ہو۔

نصرتی (ص ۱۱۔ گلشن عشق)

اوپر کی مثالوں میں حروف تردید نا اور یا دو جملوں کو ملاتے ہیں لیکن معنوں کے لحاظ سے جدا کرتے ہیں۔

## ۳۔ جملہ استدراکیہ

جملہ استدراکیہ وہ مرکب جملہ ہے، جس میں حروف استدراک کے ذریعہ کسی شبہ کو دور کرنے کے لیے دو بیانوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے

جیسے: ۱۔ موتی بی پانچ ہے، ولے صورت میں فرق پڑیا۔

وجہی (ص ۲۵۔ سب رس)

۲۔ نیں سمایا آسمان میں، مگر سمایا ہوں مومناں کے دل میں

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۳۱۔ معراج العاشقین)

۳۔ علم الیقین میں آتا، امّا عین الیقین میں دستا نہیں۔

جانم (ص ۴۸۔ کلمۃ الحقائق

۴۔ نور کوں فنا نیں، بلکہ ہر وقت ہر ساعت نور کوں تازگی زیادہ ہوتی ہے۔

حفیظ قتیل (ص میراں جی)

اوپر کی مثالوں میں حروف ولے، مگر، اور بلکہ دو اصل جملوں کو جوڑنے کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ اور دو بیانوں کا مقابلہ کر کے شبہ کو دور کرتے ہیں۔

## ۴۔ جملہ معلّلہ

جملہ معلّلہ وہ مرکب جملہ ہے جس میں اصل جملے حروف علت کے ذریعہ جوڑے جائیں اور دوسرا جملہ پہلے جملے کی علت واقع ہو۔

جیسے ۱۔ ہر رنج کوں راحت ہے کیا واسطے کہ یو عشق ہے۔

وجہی (ص ۹۸ ۔ سب رس)

۲۔ میں تمنا پیدا کیا صور کام فرمایا اس یدل ایسا صفت خدا کا ہے۔ حفیظ قتیل (ص ۵۶ ۔ میراں جی خدانما)

اوپر کے مرکب جملوں میں کیا واسطے کہ، اس بدل، حروف علّت ہیں جو دو اصل جملوں کو جوڑ رہے ہیں۔

۳۔ **ملتف جملہ**:۔ ملتف وہ جملہ ہے جس میں ایک اصل جملہ ہو اور اس کے ساتھ ایک یا ایک سے زیادہ تابع جملے آئیں۔

جیسے ۱۔ انو بولے کہ یو ڈونگر ہے زہد و زرق کا آشیانا۔

وجہی (ص ۵۱ ۔ سب رس)

۲۔ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں "شرع میں اللہ کوں دیکھنا خوب ہے۔ خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۳۰ ۔معراج العاشقین)

۳۔ غمزا بولیا کہ میرے بھائی کا ناؤں نظر، عجب مرد ہے باخبر
وجہی (ص ۹۰ ۔سب رس)

۴۔ وو پروانہ کاں ہے، جو لو پانی پیوے۔
وجہی (ص ۵۲ ۔ سب رس)

اوپر کی مثالوں میں "کہ" اور "جو" سے پہلے کے جملے اصل جملے ہیں اور بعد کے جملے تابع جملے ہیں۔

## تابع جملوں کی قسمیں

ملتف جملوں میں اصل جملوں کے ساتھ ایک یا ایک سے زیادہ تابع جملے ہوتے ہیں۔ تابع جملوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ بیانیہ ۲۔ وصفیہ ۳۔ تمیزیہ۔

## ۱۔ جملہ بیانیہ

جملہ بیانیہ وہ تابع جملہ ہے، جو اصل جملے کا بیان واقع ہو۔

جیسے: ۱۔ وہاں ایک جنا پیدا ہوا ہور بولیا کہ میرا تقسیم دیو۔
خواجہ بندہ نوازؒ (مخطوطہ ن ۲۴ ۵ شکار نامہ)

۲۔ نظر پوچھیا کہ تمیں کون ہیں؟ کیا نام دھرتے ہیں۔
وجہی (ص ۸۸ سب رس)

۳۔ خدا کہیا، سب شے کیوں تبدیل ہے، خدا کی ذات

تبدیل نیں ۔

حفیظ قتیل (ص ۷۰۵، میراں جی خدانما)

۴۔ نظر کوں پوچھی، توں کون کدھر تے آیا ۔

وجہی (ص ۸۶ سب رس)

۵۔ جبرائیل کہیا کہ ابراہیم اسکا بار سب بکریاں دیگا تو پکاروں گا ۔

شمس العشاق (ص ۱۵۱ مخطوطہ تاج الحقائق)

اوپر کی مثالوں میں سب جملے ملتف ہیں ۔ ان میں سے ہر ایک جملہ جو "کہ" سے پہلے آیا ہے اصل جملہ ہے اور بعد کا جملہ تابع جملہ ہے اور جو کہ اصل جملے کا بیان واقع ہوا ہے ۔

بعض دفعہ علامت "کہ" محذوب بھی ہوتی ہے ۔ جیسا کہ مثال (۳) اور مثال (۴) سے ظاہر ہے ۔

## ۲۔ جملۂ وصفیہ

جملہ وصفیہ وہ تابع جملہ ہے، جو اصل جملے کے کسی اسم کی صفت کا کام دے ۔ یہ جملہ عموماً ضمیر موصول "جو" یا "جے" سے شروع ہوتا ہے جیسے: ۱۔ مرد وہ، جو کوئی نہ کر سکے سو کرے ۔

وجہی (ص ۱۲۷ ۔ سب رس)

۲۔ جو کوئی بولیا اسے شیطان بولتے ہیں ۔

خواجہ بندہ نوازؒ (مخطوطہ ل ۲ ۴ ۵ تلکار نامہ)

۳۔ جے کوئی محمدؐ کی امت بعیب نا ہوئے گا سو مشرک

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۳ ۔ معراج العاشقین)

۴۔ جے کوئی یوں پوچھے ہیں، انو کے نزدیک خدا کتاب دیا کہیا
حفیظ قتیل (ص ۶۲۔ میراں جی خدانما)
بعض اوقات ضمیر موصول محذوف بھی ہوتی ہے۔
جیسے: سمجھنے کا نہیں سو سمجھا کیوں جاتا ہے؟
وجہی (ص ۲۱۔ سب رس)
اوپر کے جملے میں "جو" محذوف ہے۔

## ۳۔ جملہ تمیزیہ

جملہ تمیزیہ وہ تابع جملہ ہے جو اصل جملے کے لیے متعلق فعل کا کام دے۔ اور یہ تابع جملہ عام طور پر وقت، جگہ، طور، سبب یا شرط کے لحاظ سے اصل جملے سے تعلق رکھتا ہے۔

جملہ تمیزیہ کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱۔ جملۂ تمیزیہ زمانی ۲۔ جملۂ تمیزیہ مکانی ۳۔ جملۂ تمیزیہ طوریہ ۴۔ جملہ تمیزیہ معلّلہ ۵۔ جملہ تمیزیہ شرطیہ۔

## ۱۔ جملۂ تمیزیہ زمانی

جملۂ تمیزیہ زمانی وہ تابع جملہ ہے جو اصل جملے کے لیے متعلق فعل زماں کا کام دے۔

جیسے: ۱۔ جو لگ توں ہے تو لگ تیری شیطانی تیرے ساتھ ہے
شمس العشاق (ص ۸۱۔ مخطوط تاج الحقائق)

۲۔ جو لگن آپس میں اپے باقی ہے، تو لگن اس میں س کی مشتاقی ہے
وجہی (ص ۲۳۲۔ سب رس)

۳۔ بزدھیٹ شوخی سوں اگر کھڑی جب
سوا دھیٹ نظر میری اس پر پڑی تب
محمد قلی (ص ۱۶۸ - کلیات - ح - ا)

اوپر کے جملوں میں جو لگ، جو لگن، جب متعلق فعل زماں ہیں ان کے مقابلہ میں اصل جملوں میں تو لگ، تو لگن اور تب استعمال ہوئے ہیں۔

## ۲۔ جملۂ تمیزیہ مکانی

جملۂ تمیزیہ مکانی وہ تابع جملہ ہے جو اصل جملہ کے لئے متعلق فعل مکاں کا کام دے۔

جیسے: ۱۔ جدھر توں دیکھتا ہے اودھر خدا ہچ ہے۔
وجہی (ص ۱۰۲ - سب رس)

۲۔ جاں معشوق کا ناز ہے۔ داں عاشق کا گداز ہے۔
وجہی (ص ۲۳ - سب رس)

۳۔ جہاں بیٹھی دہاں گاتی ذرہ شکتی نئی مرداں سوں۔
پڑا ہے ناؤں دو جگ میں چنچل گاؤں مسلالی کا
ہاشمی (ص ۲۱ - دیوان)

اوپر کی مثالوں میں تابع جملوں میں جدھر، جاں اور جہاں استعمال ہوئے ہیں جو متعلق فعل مکاں ہیں۔ ان کے مقابلہ میں اصل جملوں میں اودھر، داں اور دہاں استعمال ہوئے ہیں۔

## ۳۔ جملہ تمیزیہ طوریہ

جملہ تمیزیہ طوریہ وہ تابع جملہ ہے جو اصل جملے کا متعلق فعل ہو اور فعل کے طور کو ظاہر کرے۔

جیسے ۱۔ لوگاں توں جیسا ہے ویسا نہیں دیکھتے۔
حفیظ قتیل (ص ۵۹۔ میراں جی خدا نما۔)

۲۔ محمدؐ ہمیں جیوں دکھلائے تیوں تمھیں دیکھو۔
خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۲۳۔ معراج العاشقین)

اوپر کی مثالوں میں جیسا اور جیوں متعلق فعل کا کام دے رہے ہیں۔ اور فعل کے طور کو ظاہر کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ اصل جملوں میں ویسا اور تیوں استعمال ہوئے ہیں۔

## ۴۔ جملہ تمیزیہ مُعلّلہ

جملۂ تمیزیہ معلّلہ وہ تابع جملہ ہے جو اصل جملے کا متعلق فعل ہو اور علت یا سبب کو ظاہر کرے۔

جیسے:۔ ۱۔ تیری حقیقت تمام تج پر کھلے گی، کیا واسطہ کہ یو عالم کثیف وہ عالم لطیف۔ شمس العشاق (ص ۷۔ ۹۔ مخطوطہ تاج الحقائق)

۲۔ جوں دیوے کے گلے میں یوں دیکھنا پیر کا، مشاہدا خدا کوں اس بدل کہتے ہیں کہ پیر کی بندگی کرو۔
حفیظ قتیل (ص ۷۹۔ میراں جی خدا نما)

اوپر کے جملوں میں کیا واسطہ کہ اور اس بدل متعلق فعل ہیں اور

سبب یا علت کو ظاہر کر رہے ہیں۔

## ۵۔ جملہ تمیزیہ شرطیہ

جملۂ تمیزیہ شرطیہ وہ تابع جملہ ہے جو اصل جملے کا متعلق فعل ہو اور شرط کو ظاہر کرے۔

جیسے :- ۱۔ اگر اس میں تے ایک پردہ اٹھ جاوے تو اس کی آنچ ستے ییس جلوں۔

خواجہ بندہ نوازؒ (ص ۱۲۔ معراج العاشقین)

۲۔ گنج قارون اگر اچھے گا تو بی دیتے سرے گا۔

وجہی (ص ۵۴۔ سب رس)

۳۔ جو آوے سورج نمنے سنگار سوں
تو ہر بال تھے راگ نیہہ اچاوے

محمد قلی (ص ۴۷۔ کلیات۔ ج۔ ۱)

اوپر کی مثالوں میں تابع جملوں میں اگر اور جو آئے ہیں اور ان کے مقابلہ میں اصل جملوں میں "تو" استعمال ہوا ہے۔

## جملے کی تقسیم (بلحاظ معنی)

معنی کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں ۱۔ جملہ خبریہ ۲۔ جملہ انشائیہ۔

## ۱۔ جملہ خبریہ

جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جس میں کسی واقعے کی خبر دی جائے اور

اس میں جھوٹ یا سچ کا احتمال ہو۔

جیسے: ۱۔ اس بازار میں چار کمانیاں تھیاں

خواجہ بندہ نواز (مخطوطہ ص ۲۴۵ - شکار نامہ)

۲۔ جاسوس نفر پھرتے پھرتے ایک شہر میں آیا۔

وجہی (ص ۳۴ - سب رس)

## ۲۔ جملہ انشائیہ

جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس میں جھوٹ یا سچ کا احتمال نہ ہو اور اس میں تمنا، استفہام، شرط، مسرت، افسوس، ندا وغیرہ کے معنی پائے جائیں۔

جیسے: ۱۔ بھلے آدمی کاش کہ دنیا میں نا آتے۔

وجہی (ص ۴۸ - سب رس)

۲۔ کیا خدا ظاہر صورت پکڑ کر آتا ہے؟

وجہی (ص ۱۹ - سب رس)

۳۔ اگر جیوتے ڈرتا تو کی عشق بازی کرتا۔

وجہی (ص ۳۹ - سب رس)

۴۔ شاباش! بہوت سچ سوں بات کرتا ہے۔

وجہی (ص ۵۳ - سب رس)

۵۔ شہ کے غم سوں دل ہے نالاں ہائے ہائے

چک برستے جو اچھالاں ہائے ہائے

شاہی (ص ۲۰۷ - کلیات)

۶۔ ارے بھائی ! اٹھتے بیٹھتے ، جاگتے سوتے موت کوں یاد کرو۔

(شمس العشاق (ص ۱۲۵۔ مخطوطہ تاج الحقائق)

# جملہ کا تجزیہ

## تحلیل صرفی

تحلیل صرفی وہ طریقہ ہے جس میں کلموں کی شکلیں بیان کی جاتی ہیں ، اور ان کا آپس میں تعلق ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس میں کلموں کی بابت مندرجہ ذیل باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

اسم۔ قسم (خاص یا عام) جنس ( مذکر یا مونث) تعداد (واحد یا جمع ) حالت (فاعلی ، مفعولی ، اضافی ، ندائی ، خبری اور طوری ) اور تعلق ۔

صفت۔ قسم ، موصوف ، جنس ، تعداد ، تعلق۔

**ضمیر**:۔ قسم صیغہ (متکلم ، حاضر ، غائب ) جنس ، تعداد ، حالت ، اسم کے ساتھ تعلق ۔

**فعل**:۔ ۱۔ قسم (لازم ، متعدی ، ناقص ، مرکب میں امدادی یا ارتباطی)

۲۔ معروف یا مجہول۔ مثبت یا منفی

۳۔ زمانہ (ماضی ، حال ، مستقبل ، مضارع ، امر ، نہی )

۴۔ صیغہ (جنس، تعداد، حالت) تعلق ۔

تمیزِ فعل ۔ قسم ۔ جنس، تعداد، حالت ۔

متعلق فعل، قسم ۔ تعلق (فعل کے ساتھ)

حروف ۔ قسم ۔ تعلق (کلمے کے ساتھ)

# مثال

دنیا دو دیس کی مہمان، ٹھیک پہچان ۔

(وجہی (ص ۱۲۹ ۔ سب رس)

**دنیا :۔** اسم عام، واحد مؤنث، حالت، فاعلی ۔

**دو :۔** صفت عددی معین معمولی، واحد مذکر ۔

**دیس :۔** اسم عام، واحد مذکر، حالت اضافی ۔ مضاف الیہ ،

**کی :۔** حرف، علامت اضافت

**مہمان :۔** اسم عام، واحد مذکر، مضاف ۔

**ٹھیک :۔** متعلق فعل، کیفیت و حالت

**پہچان :۔** فعل متعدی مثبت، معروف، امر، صیغہ واحد مذکر

# ترکیب نحوی

ترکیب نحوی وہ طریقہ ہے، جس میں جملے کے اجزا الگ الگ کر کے ان میں باہمی تعلق ظاہر کیا جاتا ہے ۔

مفرد جملے میں مندرجہ ذیل باتیں بیان کی جاتی ہیں ۔

۱ ۔ مسندالیہ ۔ ۲ ۔ مسندالیہ کے متعلقات ۳ ۔ فعل

۴۔ مفعول یا خبر۔ ۵۔ مفعول یا خبر کے متعلقات ۶۔ متعلق فعل

۷۔ ترکیب جملہ۔

مرکب اور ملتف جملوں میں مندرجہ بالا امور کے علاوہ جملے کی قسم اور کلمۂ عطف کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی:۔

## ۱۔ قواعدیں


۱۔ ہندوستانی زبان کی قواعد ........ جان.ٹی. پلیٹس

۲۔ ہندوستانی زبان کی قواعد ....... جان شکسپیئر

۳۔ دریائے لطافت .......... سید انشاءاللہ خان انشا

۴۔ قواعدالمبتدی ...... مولوی کریم الدین

۵۔ مصباح القواعد ........ فتح محمد خاں جالندھری

۶۔ قواعد اردو .......... مولوی عبدالحق

۷۔ اردو صرف ونحو ...... مولوی عبدالحق


## ۲۔ لسانیات


1. SUNITI KUMAR CHATTERJI ....... INDO ARYAN AND HINDI.

2. Dr. P. D. GUNE ..... AN INTRODUCTION TO COMPARATIVE PHILOLOGY

3. Dr. S. M. QADRI ZORE ....... HINDUSTANI PHONETICS.

4. I. J. S. TARAPOREWALA ....... ELEMENTS OF THE SCIENCE OF LANGUAGE

۵۔ لسان و مطالعہ لسان ....... مترجمہ حمید اللہ خاں یوسف زئی

۶۔ پنجاب میں اردو ...... حافظ محمود شیرانی

۷۔ ہندوستانی لسانیات ..... ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور

۸۔ نقوش سلیمانی ........ سید سلیمان ندوی

۹۔ آریائی زبانیں ........ سدھیشور ورما

۱۰۔ اردو زبان کا ارتقاء .... ڈاکٹر شوکت سبزواری

۱۱۔ زبان اور علم زبان ..... پرویز عبدالقادر سروری

## ۳۔ تاریخ ادب

۱۔ گل رعنا .......... عبدالحی

۲۔ محبوب الزمن (تذکرہ شعرائے آصفی)۔ عبدالجبار خاں آصفی

۳۔ تاریخ ادب اردو رام بابو سکسینہ

۴۔ اردوئے قدیم شمس اللہ قادری

۵۔ اردو شہ پارے ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور

۶۔ یورپ میں دکنی مخطوطات .... نصیر الدین ہاشمی

۷۔ دکن میں اردو نصیر الدین ہاشمی

۸۔ اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام ... مولوی عبدالحق
کا کام۔

۹ قدیم اردو ---------- مولوی عبدالحق

۱۰۔ دکنی ادب کی تاریخ ---- ڈاکٹر زور

۱۱۔ داستان تاریخ اردو ---- پروفیسر حامد حسن قادری۔

# ۴۔ ادبیات

## (الف۔ مطبوعات

۱۔ معراج العاشقین ...... خواجہ بندہ نواز رح

۲۔ کلیات محمد قلی قطب شاہ .... مرتبہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور

۳۔ کلیات عبداللہ قطب شاہ ... مرتبہ پروفیسر سید محمد

۴۔ نصرتی ---------- مرتبہ مولوی عبدالحق

۵۔ سب رس .......... وجہی

۶۔ قطب مشتری ........ وجہی

۷۔ دیوان ہاشمی ....... مرتبہ ڈاکٹر حفیظ قتیل

۸۔ مثنوی چندر بدن و مہیار..... مقیمی، مرتبہ محمد اکبر الدین صدیقی

۹۔ علی نامہ -------- نصرتی، مرتبہ عبدالمجید صدیقی

۱۰۔ کلیات غواصی -------- مرتبہ ڈاکٹر محمد بن عمر

۱۱۔ گلشن عشق ....... نصرتی، مرتبہ پروفیسر سید محمد

۱۲۔ پھولبن --- ....... ابن نشاطی، مرتبہ پروفیسر عبدالقادر سروری۔

۱۳۔ کلیات بحری ------- مرتبہ حفیظ سید

۱۴۔ میراں جی خدا نما۔ ڈاکٹر حفیظ قتیل

۱۵- کلیات ولی ........ مرتبہ احسن مارہروی

۱۶- سراج سخن ........ مرتبہ پروفیسر عبدالقادر سروری

۱۷- کلیات شاہی ........ مرتبہ زینت ساجدہ

## ب - مخطوطات

۱- شکارنامہ ........ خواجہ بندہ نوازؒ

۲- نوسرہار ........ اشرف

۳- واحد باری ........ اشرف

۴- تاج الحقائق ........ میراں جی شمس العشاق

۵- مغز مرغوب ........ میراں جی شمس العشاق

۶- توصیف نامہ ........ ملا فیروز

۷- ارشاد نامہ ........ برہان الدین جانم

۸- پنج گنج ........ برہان الدین جانم

۹- کلمۃ الحقائق ........ برہان الدین جانم

۱۰- گفتار برہان ........ برہان الدین جانم

۱۱- وصیت الہادی ........ برہان الدین جانم

۱۲- رموز السالکین ........ شاہ امین الدین اعلیٰ

۱۳- رسالہ قربیہ ........ شاہ امین الدین اعلیٰ

۱۴- رسالہ وجودیہ ........ شاہ امین الدین اعلیٰ

۱۵ شرح، شرح تمہیدات عین القضات ........ میراں جی خدانما

۱۶- مرغوب القلوب ........ میراں جی خدانما

۱۷- شمائل الاتقیاء ........ میراں یعقوب

۱۸۔ چار تن ............ شاہ داول

۱۹۔ گفتار شاہ امین ........ امین الدین بیجاپوری

۲۰۔ چکی نامہ .......... فاردقی

۲۱۔ چکی نامہ .......... خداوند باری۔ خدانما۔

۲۲۔ معراج نامہ .......... بلاقی

---